عمران سیریز

ای سٹی

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ای سٹی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ایکریمیا دنیا کا ایسا ملک ہے جو نہ صرف ہر لحاظ سے سپر پاور ہے بلکہ سائنس میں بھی وہ اتنا آگے ہے کہ اس کے خیال کے مطابق ابھی باقی دنیا کو اس تک پہنچنے میں صدیاں لگ جائیں گی اور اسی نقطہ نظر کے پیش نظر اس نے اپنی ایک ریاست میں ایک ایسا شہر قائم کر رکھا تھا جو مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرول تھا اور جہاں اجازت کے بغیر مکھی بھی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ اس ای سٹی میں اس کی دو سب سے بڑی لیبارٹریاں تھیں اور اس شہر کو بجا طور پر ناقابل تسخیر گردانا جاتا تھا لیکن اب اسے کیا کہیئے کہ ایک پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کر کے اس ای سٹی کی ایک لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا تھا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے قیامت تک ٹکریں مارتی رہے تب بھی ای سٹی میں داخل نہ ہو سکے اور ہوا بھی ایسے ہی۔

عمران اور اس کے ساتھی ای سٹی میں داخل ہونے اور مشن مکمل کرنے کے لئے واقعی ٹکریں مارتے رہے لیکن ان کی کوئی پیش نہ چل پا رہی تھی لیکن عمران ہمت ہارنا تو جانتا ہی نہ تھا اس لئے وہ ہر صورت میں مشن کی تکمیل کے لئے کام کرتا رہا اور پھر اس کی خداداد ذہانت نے ایسا پلان تیار کیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت نہ

صرف آسانی سے ای سٹی میں داخل ہو گیا بلکہ اس نے سیکورٹی
زون پر قبضہ کر کے اپنا مشن بھی مکمل کر لیا اور ناقابل تسخیر ای سٹی
اس انداز میں تسخیر ہوا کہ کسی کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی اپنے منفرد انداز اور تیز ٹیمپو کی
وجہ سے آپ کو پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے خطوط یا ای میل
کے ذریعے ضرور آگاہ کیجئے کیونکہ آپ کے خطوط اور ای میلز واقعی
میری رہنمائی کر رہے ہیں۔ البتہ حسب روایت ناول کے مطالعہ
سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ضرور
ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں
ہیں۔

راولپنڈی سے عبدالصمد بلال لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کے ناول
پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں اور تحریر اور
جاسوسی حوالے سے آپ کے تمام ناول مثالی ہوتے ہیں۔ البتہ
آپ سے شکایت ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں عورت کی تصویر
کیوں دیتے ہیں جبکہ اب آپ کا نام ہی اتنا جانا پہچانا ہے کہ آپ
کا نام لے کر ناول طلب کئے جاتے ہیں۔ اب اگر آپ عورت کی
تصویر ہٹا دیں تو آپ کے ناولوں کی سیل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا
بلکہ قارئین اسے یقیناً سراہیں گے۔ امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ
دیں گے“۔

”محترم عبدالصمد بلال صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

بے حد شکریہ۔ سرورق پر عورت کے صرف چہرے کی تصویر ہوتی ہے
اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ پر اس کو کوئی اعتراض نہیں ہونا
چاہئے۔ آدم سے لے کر اب تک عورت ہر روپ میں ساتھ رہی
ہے اور اب بھی رہ رہی ہے۔ ایسی صورت میں تو عورتوں کو بھی حق
حاصل ہے کہ وہ سرورق پر مرد کی تصویر پر اعتراض کر دیں۔ مجھے
تسلیم ہے کہ ایسی تصاویر جن سے دیکھنے والوں کے سفلی جذبات
برانگیخت ہوں وہ ممنوع ہیں لیکن صرف چہرے کی تصویر تو اس
زمرے میں نہیں آتی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں
گے۔

راولپنڈی سے قیصر شہزاد لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کا تقریباً اٹھائیس
سال سے قاری ہوں۔ آپ کا ناول گنجا بھکاری میں نے آج سے
پچیس سال پہلے پڑھا تھا اور تب سے اب تک کے تمام ناول میری
ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ میں نے آپ کے ناولوں سے بہت
کچھ سیکھا ہے اور آپ کے ناول پڑھ کر میں نے کامیاب زندگی
گزارنی سیکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں کامیاب زندگی
گزار رہا ہوں۔ آپ سے صرف ایک شکایت ہے کہ میں نے آپ
کو کئی خطوط لکھے لیکن آپ نے میرے کسی خط کا نہ جواب دیا اور نہ
ہی اس کا جواب شائع کیا ہے۔ امید ہے آپ اس خط کا جواب
ضرور دیں گے“۔

محترم قیصر شہزاد صاحب۔ خط لکھنے اور طویل عرصے سے

باقاعدگی سے ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ
کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کامیابیاں
عنایت کرے۔ جہاں تک آپ کے خطوط کے جواب نہ دینے کا
تعلق ہے تو محترم ''چند باتیں'' کے عنوان سے صرف وہ خطوط اور
ان کے جواب شائع کئے جاتے ہیں جن میں دوسرے قارئین کے
لئے بھی دلچسپی کی بات موجود ہو۔ ویسے میں ہر خط خود پڑھتا ہوں
لیکن ہر خط چند باتوں میں تنگی داماں کی وجہ سے شائع نہیں کیا
جاتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے لیکن یہ بھی امید
ہے کہ آپ ناولوں کے بارے میں کوئی ایسی دلچسپ بات ضرور
لکھیں گے جو دوسرے قارئین کی دلچسپی کا باعث بھی ہو۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

امریکی ریاست جارجین کے ایک پررونق اور گنجان آباد شہر
ہاسٹن کی فراخ سڑک پر سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے
دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر
باقاعدہ باوردی ڈرائیور موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ایک لمبے قد اور
قدرے بھاری لیکن ورزشی جسم کا نوجوان بیٹھا ہاتھوں میں پکڑے
رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ یہ شاید سڑک کی ہمواری تھی یا
کار کا خصوصی میکنزم کہ کار کے خاصی تیز رفتاری سے چلنے کے
باوجود وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔
تھوڑی دیر بعد کار نے ایک موڑ کاٹا اور پھر وہ فلک بوس عمارتوں
کے سامنے سے گزرتی ہوئی ایسی ہی ایک چالیس منزلہ عمارت کے
کھلے ہوئے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر مخصوص راستوں سے اوپر
چڑھتی ہوئی تیسری منزل پر ایک خالی جگہ پر رک گئی۔ اس عمارت

کی وسعت کے ساتھ ساتھ پہلی چار منزلوں کو پارکنگ کے طور پر
بنایا گیا تھا۔ اس کے باوجود یہاں جگہ عام طور پر چوتھی منزل پر جا
کر ملتی تھی۔ کار رکتے ہی نوجوان نے رسالہ سائیڈ سیٹ پر رکھا اور
کار کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا اور ایک طرف بنے ہوئے گیٹ
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نوجوان کے چلنے کا انداز بے حد خود اعتمادانہ تھا۔ گیٹ کراس کر
کے وہ لفٹس کی ایک طویل قطار کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دس کے
قریب لفٹس تھیں جو مسلسل اوپر نیچے آ جا رہی تھیں اور ہر لفٹ کے
سامنے قطار بنی ہوئی تھی۔ نوجوان بھی ایک لفٹ کے سامنے موجود
قطار میں شامل ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے اندر پہنچ
گیا۔ لفٹ بوائے نے لفٹ کا دروازہ بند کیا اور لفٹ ایک جھٹکے
سے اوپر اٹھ گئی۔ یہاں چونکہ لفٹ ہر منزل پر معمولی سے وقفے کے
لئے رکتی تھی اس لئے کسی کو یہ بتانے کی ضرورت نہ تھی کہ اس نے
کون سی منزل پر اترنا ہے۔ بس لفٹ رکتی اور جتنے لوگ اترتے
اتنے ہی مزید داخل ہو جاتے اور لفٹ اوپر کو اٹھ جاتی۔ اس طرح
کی کارروائی اوپر سے نیچے جانے والی لفٹس کے ذریعے ہوتی رہتی
تھی۔ نوجوان سب سے آخری منزل پر اترا اور پھر ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے وہ ایک راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری میں آنے
جانے والوں کا خاصا رش تھا کیونکہ یہاں کئی بین الاقوامی بزنس
کرنے والے اداروں کے دفاتر تھے۔ سب سے آخر میں ایک

بزنس ادارے کا بورڈ لگا ہوا تھا جس کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا
جس کے سامنے ایک باوردی دربان موجود تھا۔ نوجوان تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آئی کون"...... نوجوان نے اس باوردی دربان کے قریب جا
کر آہستہ سے کہا تو دربان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب
سے ایک لمبی سی چابی نکالی جس کے ساتھ ایک کوپن منسلک تھا،
نوجوان کے ہاتھ میں دے دی۔ نوجوان نے ایک نظر کوپن پر ڈالی
اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا آفس تھا۔
مختلف میزوں پر عورتیں اور مرد موجود تھے جو کمپیوٹرز پر مسلسل کام
کرنے میں مصروف تھے۔ نوجوان ہال کے آخری حصے میں موجود
اکٹھے چار دروازوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دائیں طرف
سے دوسرے دروازے کے کی ہول میں چابی ڈال کر اسے گھمایا تو
کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ نوجوان نے چابی
واپس نکال کر جیب میں ڈالی اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا
تو یہ ایک خاصا بڑا آفس تھا جس کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک گھنی
بھنوؤں اور بڑی بڑی مونچھوں والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
نوجوان نے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ کر میز کی دوسری طرف
موجود چار کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ون زیرو ون مائیک حاضر ہے باس"...... نوجوان نے دھیمے
لیکن سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مائیک۔ پاکیشیا میں ایک اہم مشن درپیش تھا لیکن ہم پاکیشیا کے اندر کام کرنا نہیں چاہتے تھے اس لئے ہم انتظار کرتے رہے اور اب اطلاع ملی ہے کہ ہمارا ٹارگٹ پاکیشیا سے باہر باچان جا رہا ہے اس لئے ہم نے اب ٹارگٹ پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور چونکہ باچان میں تم نے بڑے طویل عرصے تک کام کیا ہے اس لئے اس مشن کے لئے تمہارا انتخاب کیا گیا ہے''...... ادھیڑ عمر باس نے سرد اور خاصے خشک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیس باس''...... نوجوان نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ باس کے سامنے لمبی بات نہ کرنا چاہتا ہو۔

''ہمارا ٹارگٹ ایک معروف سائنس دان ہے۔ میزائل ٹیکنالوجی میں وہ اس وقت دنیا کے ٹاپ سائنس دانوں میں ایک بلکہ ایک لحاظ سے سب سے برتر ہے۔ اس سائنس دان کا نام ڈاکٹر احسان ہے۔ ڈاکٹر احسان کی وجہ سے پاکیشیا اس وقت میزائل ٹیکنالوجی میں بے حد تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور اس کے آگے بڑھنے کی یہی رفتار رہی تو خدشہ ہے کہ پاکیشیا، ایکریمیا کی میزائل ٹیکنالوجی سے بھی آگے بڑھ جائے گا۔ ویسے یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ڈاکٹر احسان ایک ایسے میزائل کی تیاری پر کام کر رہا ہے جسے مستقبل کا میزائل بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس میزائل کے کامیاب تجربے کے بعد میزائل ٹیکنالوجی ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گی اور ایکریمیا کے پوری دنیا میں موجود بین البراعظمی میزائل

بچوں کے کھلونے بن کر رہ جائیں گے۔ ڈاکٹر احسان نے اس ٹیکنالوجی کو ہاک میزائل ٹیکنالوجی کا نام دیا ہے اور وہ دن رات اس کام میں مصروف ہے''...... باس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''باس۔ پاکیشیا میں اس پر ہاتھ نہ ڈالنے کی وجہ''...... مائیک نے کہا۔

''وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی۔ یہ ایسی سروس ہے جو ہاک میزائل ٹیکنالوجی سے بھی زیادہ فعال ہے۔ اسے لازماً اس بارے میں اطلاع مل جاتی اور پھر وہ سروس ڈاکٹر احسان کو پاکیشیا کی حدود سے باہر نہ جانے دیتی بلکہ اس کے گرد ایسا حصار قائم کر دیا جاتا کہ پھر اس کا اغوا ناممکن بن کر رہ جاتا اس لئے ہمیں طویل انتظار کرنا پڑا ہے''...... باس نے جواب دیا۔

''تو کیا اب اس کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کام نہیں کرے گی''...... مائیک نے پوچھا۔

''ضرور کرے گی لیکن ایک بار ڈاکٹر احسان ہمارے ہاتھ لگ گیا تو پھر اس کی واپسی ناممکن ہو گی کیونکہ حکام نے اسے ای سٹی پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے''...... باس نے کہا۔

''ای سٹی۔ یعنی الیکٹرونک سٹی۔ وہ کہاں ہے''...... مائیک نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی معلوم نہیں ہے اور شاید سوائے چند افراد کے اور کسی کو بھی اس کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ ایکریمین سائنس

دانوں نے اس دنیا میں ایک ایسا شہر بسایا ہوا ہے جس میں رہنے والے ہر آدمی کے جسم میں ایک کمپیوٹرائزڈ چپ داخل کی گئی ہے اور وہاں کے رہنے والوں کی کمپیوٹرائزڈ نگرانی چوبیس گھنٹے اور بارہ مہینے خودبخود ہوتی رہتی ہے۔ اس چپ کے بغیر کوئی آدمی جیسے ہی اس ای سٹی میں داخل ہوتا ہے نہ صرف چیک ہو جاتا ہے بلکہ اسے ہلاک بھی کر دیا جاتا ہے۔ یہ پورا شہر ہے جس میں یا تو سائنس دان رہتے ہیں یا ان کے اسسٹنٹ یا ان کے لئے کام کرنے والے افراد۔ یہاں ایکریمیا کی وہ ٹاپ لیبارٹریاں قائم کی گئی ہیں جنہیں پوری دنیا سے چھپانا مقصود ہے اور آج تک اس بارے میں کسی غیر متعلقہ آدمی کو علم نہیں ہونے دیا گیا''...... باس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر اس سائنس دان کو کون ای سٹی پہنچائے گا''...... مائیک نے کہا۔

''یہ تمہارا یا ہمارا سردرد نہیں ہے۔ ہماری ذمہ داری اس سائنس دان کا اس انداز میں اغوا ہے کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے اور اسے کہاں لے جایا گیا ہے۔ تم نے بھی اسے اغوا کر کے باچان میں اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری تک پہنچانا ہے اور تمہاری ذمہ داری ختم۔ پھر وہ کیسے ای سٹی پہنچایا جاتا ہے یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے''...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیس باس۔ آپ اس معاملے کی فائل مجھے دے دیں اور بے فکر ہو جائیں''...... مائیک نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''وہاں باچان میں بھی بلیک ٹائیگر کا گروپ اور آدمی موجود ہیں۔ وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔ بظاہر یہ کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے اور باچان میں موجود بلیک ٹائیگر کا گروپ آسانی سے یہ کام کر سکتا ہے لیکن اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھو کہ اس کے باوجود تمہیں وہاں بھیجا جا رہا ہے۔ تمہیں یعنی سپر ایجنٹ کو اور وہ اس لئے کہ اگر ایک بار اس معاملے میں ناکامی ہو گئی تو پھر ڈاکٹر احسان کی سیکورٹی اس قدر سخت ہو جائے گی کہ انہیں کسی بھی طرح اغوا نہ کیا جا سکے گا''...... باس نے کہا۔

''لیس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر احسان اغوا ہو کر اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کی تحویل میں پہنچ جائیں گے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی''...... مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا تو باس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر مائیک کی طرف بڑھا دی۔

''اس میں ڈاکٹر احسان کی تصویر کے ساتھ ساتھ اس کی روزمرہ کی عادات، اس کے سٹاف کے بارے میں تفصیلات، باچان میں جہاں وہ ٹھہریں گے اس کے بارے میں تفصیلات، جہاں سائنس کانفرنس ہو گی اس بارے میں اور اس کے سیکورٹی انتظامات کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ باچان میں بلیک ٹائیگر کے گروپ

کے بارے میں بھی اس میں اندراجات موجود ہیں اور تمہارے
بارے میں انہیں اطلاع دے دی گئی ہے''...... باس نے کہا۔
''یس سر۔ اوکے سر۔ اب مجھے اجازت سر''...... مائیک نے کہا
اور پھر ادھیڑ عمر باس کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے فائل کو
موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کر اس نے
گڈ بائی کہا اور مڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ باہر
دروازے پر پہنچ کر اس نے جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور
تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال میں سے گزر کر وہ ہال سے باہر آ گیا
جہاں وہی دربان موجود تھا جس سے اس نے چابی لی تھی۔
''ہم آئی کون اوکے''...... مائیک نے جیب سے چابی نکال کر
دربان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔
''اوکے سر''...... دربان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور
چابی جیب میں ڈال لی اور مائیک اعتماد بھرے انداز میں چلتا ہوا
لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے کار شیراز ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے
سیدھا پارکنگ کی طرف لے گیا۔ سلیمان ان دنوں گاؤں گیا ہوا تھا
اس لئے عمران ہوٹل شیراز میں باقاعدگی سے لنچ اور ڈنر کر رہا تھا۔
اسے پورے دارالحکومت میں ہوٹل شیراز کے ہی کھانے پسند تھے۔
اس نے کار پارکنگ میں روکی اور باہر نکل کر وہ کار لاک کر ہی رہا
تھا کہ پارکنگ بوائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور ایک کارڈ
اس نے کار میں مخصوص جگہ پر اٹکایا جبکہ دوسرا کارڈ اس نے عمران
کے ہاتھ میں دے دیا لیکن وہ پہلے کی طرح تیزی سے واپس نہ گیا
تھا بلکہ کارڈ دے کر سر جھکائے کھڑا ہو گیا تھا۔
''کیا ہوا منیر۔ کوئی مسئلہ ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔ وہ
کافی عرصے سے ہوٹل شیراز میں آ رہا تھا اس لئے اسے پارکنگ
بوائے کے بارے میں علم تھا کہ یہ لڑکا ملازمت کرنے کے ساتھ

ساتھ پڑھ بھی رہا ہے اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور بیوہ ماں کو بھی پال رہا ہے۔ عمران نے کئی بار اس کی مدد کرنے کی کوشش کی لیکن منیر نے ہر بار انکار کر دیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ خود اپنی محنت سے کما کر زندگی بسر کرنا چاہتا ہے البتہ پارکنگ فیس اور تھوڑی سی رقم جو گاہک اسے خود ہی خوشی سے دے جاتے تھے وہ انکار نہ کرتا تھا۔ ویسے وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ اگر وہ پانچ روپے کی بجائے دس روپے دے کر مڑ جانے والے کو جبراً باقی پانچ روپے واپس کئے جائیں تو امیر لوگ اسے بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اور ناراض ہو جاتے ہیں اور منیر کو معلوم تھا کہ اگر ایک آدمی نے بھی مینجر سے اس کی شکایت کر دی تو ایک لمحے میں اسے نوکری سے نکال دیا جائے گا اس لئے وہ خاموش ہو جاتا تھا۔

''سر۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک کام ہے''...... منیر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''ارے تم تو تکلف کر رہے ہو۔ کمال ہے۔ تم میرے چھوٹے بھائی ہو۔ بولو''...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا تو منیر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''میرے چھوٹے بھائی نے اکاؤنٹس کا کورس مکمل کر لیا ہے۔ ہوٹل میں جونیئر اکاؤنٹس کلرک کی پوسٹ بھی خالی ہے۔ رکھنا مینجر صاحب نے ہے۔ میں نے مینجر صاحب سے گزارش کی تھی لیکن انہوں نے مجھے جھڑک دیا۔ مجھے سپروائزر نے بتایا ہے کہ وہ اس

پوسٹ پر ملازمت کے لئے بیس ہزار روپے مانگ رہے ہیں اور میرے پاس تو رقم نہیں ہے''...... منیر نے آخر میں جھجکتے ہوئے کہا۔

''تمہارا بھائی آگے پڑھ رہا ہے یا اس نے پڑھائی چھوڑ دی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پڑھ رہا ہے۔ اگر اسے نوکری مل گئی تو وہ رات کی کلاسز جائن کرے گا جس طرح میں رات کی کلاسز پڑھتا ہوں''...... منیر نے جواب دیا۔ وہ اس لئے مطمئن کھڑا تھا کہ اس کے حصے کی پارکنگ مکمل ہو چکی تھی اور اب گاڑیاں دوسرے حصوں میں جا رہی تھیں جہاں دوسرے پارکنگ بوائے کام کر رہے تھے۔

''کیا اس آسامی کا اشتہار دیا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ مجھے بھی ایک سپروائزر سے معلوم ہوا ہے''۔ منیر نے جواب دیا۔

''تم نے اپنے بھائی کے کاغذات جمع کرائے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں کرانے گیا تھا لیکن مینجر صاحب کے سیکرٹری نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مینجر صاحب نے کاغذات وصول کرنے سے روک دیا ہے۔ وہ اپنی مرضی سے کسی کو بھی یہاں ملازمت دے دیں گے کیونکہ یہ بہت چھوٹی نوکری ہے لیکن صاحب ان کے لئے تو چھوٹی ہو گی لیکن ہمارے لئے تو بہت بڑی ہے۔ ہمارے لئے تو آسرا ہو جائے گا''...... منیر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے جیب سے ایک لفافہ نکالا جس میں کاغذات موجود تھے۔

"یہ مجھے دے دو۔ میں وعدہ تو نہیں کر سکتا لیکن اگر تمہارے بھائی کا حق بنا تو کوشش کروں گا۔ ویسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کر رکھا ہے۔ بس تلاش، کوشش اور محنت ضروری ہوتی ہے"...... عمران نے منیر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ڈائننگ ہال پہنچ کر اس نے کھانا کھایا اور پھر ہاتھ دھو کر وہ واپس آ کر بیٹھا اور اس نے کافی منگوا لی اور جیب سے وہ لفافہ نکال لیا جو منیر نے اسے دیا تھا۔ اس نے کاغذات نکال کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ منیر کے بھائی نے میٹرک بھی سیکنڈ ڈویژن سے کی تھی۔ پھر ایف ایس سی اس کے بعد اکاؤنٹس کا کورس کیا تھا جو اس نے سیکنڈ گریڈ میں پاس کیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ منیر کا بھائی عالم میڈیاکر ہے اور ایسی چھوٹی نوکریاں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہوتی ہیں ورنہ جن کی شروع سے ہی فرسٹ ڈویژن آ رہی ہو۔ انہیں ایسی چھوٹی نوکری دینا ان کے کیریئر سے دشمنی کرنا ہے۔ انہیں آگے جانا ہوتا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کاغذات واپس لفافے میں ڈال کر اس نے لفافہ جیب میں رکھ لیا اور پھر ایک طرف کھڑے سپروائزر کو اشارے سے بلایا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... سپروائزر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

"منیجر صاحب آفس میں موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ کیا کوئی شکایت ہے سر۔ مجھے بتائیں سر"۔ سپروائزر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ان سے بات کرنی ہے اور ہاں سنو۔ چیئرمین صاحب بھی موجود ہیں آفس میں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ابھی تشریف لائے ہیں"...... سپروائزر نے جواب دیا۔

"منیجر صاحب کون ہیں"...... عمران نے پوچھا کیونکہ اس کی آج تک منیجر سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ دو سال پہلے ایک منیجر فراست خان ہوا کرتا تھا۔ وہ شاید کسی غیر ملک میں سیٹل ہو گیا تھا۔

"منیجر صاحب ایکریمیا سے آئے ہیں۔ وہاں وہ آٹھ سال تک ہوٹل ہالیڈے کے منیجر رہے ہیں۔ ان کا نام نوازش علی ہے۔ بہت قابل اور ہمدرد آدمی ہیں جناب"...... سپروائزر نے ساتھ ہی منیجر کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سپروائزر کیوں منیجر کی تعریف کر رہا ہے تاکہ اگر عمران نے منیجر کو اس کا حوالہ دیا تو تعریف کی بات ہی سامنے آئے۔ پرائیویٹ ملازمتوں میں ایسی باریکیوں کا خصوصی طور پر خیال رکھنا پڑتا تھا۔ عمران نے بل منگوایا اور پھر بل ادا کر کے وہ اٹھا اور دوسری منزل کو جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اگر اسے جلدی نہ ہو تو وہ لفٹ استعمال کرنے کی بجائے سیڑھیاں

چڑھنا زیادہ پسند کرتا تھا کیونکہ اس طرح جسم حرکت میں رہتا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ مینجر کے آفس کے سامنے موجود تھا۔ دربان نے
اسے دیکھ کر سلام کیا۔ شاید وہ پہلے سے اسے جانتا تھا۔ عمران سلام
کا جواب دیتے ہوئے اس کی طرف مڑ گیا۔

"مینجر صاحب کا موڈ کیسا ہے"...... عمران نے بڑے سرگوشیانہ
انداز میں پوچھا تو دربان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر
مسکراہٹ آ گئی۔

"آپ چیئرمین صاحب کے بھتیجے ہیں جناب۔ آپ کو مینجر
صاحب کے موڈ کا پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے ٹھیک
ہے"...... دربان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ
یہ دربان یہاں کا پرانا آدمی ہے۔ اس نے دروازے کو دبایا اور
دروازہ کھلتے ہی وہ اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی
ایک سائیڈ پر شیشے کا دروازہ تھا جس کے باہر ایک بیضوی کاؤنٹر تھا
جس کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔
ایک طرف دیوار کے ساتھ صوفے پڑے ہوئے تھے لیکن اس وقت
صوفوں پر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"جی فرمایئے"...... سیکرٹری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی عمر تو واقعی فرمائش کرنے والی ہی ہے لیکن اب کیا کیا
جائے آج کل مہنگائی بہت زیادہ ہے اور اس مہنگائی میں چھوٹی سی
فرمائش بھی پوری کرنے کے لئے بہت سے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

ویسے میرا خیال ہے کہ پاپڑ بیلنے کا کام بہت محنت طلب ہوتا ہوگا۔
آپ نے کبھی بیلے ہیں پاپڑ"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو وہ
لڑکی عمران کو ایسے انداز میں دیکھنے لگی جیسے اسے اس کے ذہنی
توازن پر شک ہو۔

"آپ آئے کس لئے ہیں"...... سیکرٹری کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"مینجر صاحب سے ملنے لیکن بشرطیکہ پاپڑ نہ بیلنے پڑیں"۔
عمران نے سیکرٹری کی کیفیت دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کام ہے آپ کو ان سے"...... لڑکی کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔

"چیئرمین صاحب کا پیغام پہنچانا ہے۔ میں ان کا بھتیجا ہوں"۔
عمران نے کہا تو وہ لڑکی بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ سر آپ۔ اچھا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی
آپ کو کال کرتی ہوں"...... لڑکی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔ چیئرمین کا نام سن کر اس کے واقعی ہوش اڑ گئے تھے۔

"ارے۔ ارے۔ اس قدر پریشان ہونے کی بھی ضرورت نہیں
ہے۔ اطمینان سے کام کرو"...... عمران نے اس کی حالت دیکھ کر
اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا ورنہ اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ یہ
لڑکی ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گی اور عمران مڑ کر صوفے کی
طرف بڑھ گیا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ لڑکی کی نئی نئی ملازمت ہے ورنہ
جو لڑکیاں کافی عرصے سے ایسی سیٹوں پر کام کر رہی ہوں وہ اس
قدر پریشان نہیں ہوا کرتیں۔ تھوڑی دیر بعد شیشے کا دروازہ کھلا اور

ایک غیر ملکی ہاتھ میں آفس بیگ اٹھائے باہر آیا۔ اس نے مسکرا کر لڑکی کی طرف دیکھ کر خوشنودی کے انداز میں سر ہلایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"سر۔ چیئرمین صاحب کے بھتیجے ملاقات کے لئے تشریف رکھتے ہیں"...... لڑکی نے کن انکھیوں سے صوفے پر بیٹھے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر دوسری طرف سے کچھ سن کر وہ پہلے کی طرح پریشان ہوگئی۔

"آپ۔ آپ کا نام کیا ہے۔ آپ کا نام"...... لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران اطمینان سے اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میں چیئرمین صاحب کا بھتیجا ہوں"...... عمران نے قریب جا کر کہا تو لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حقیر فقیر پرتقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بھتیجا چیئرمین بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور لے کر اپنا تعارف کرانا شروع کر دیا تو لڑکی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ شاید اس نے زندگی میں پہلی بار ایسا تعارف سنا تھا۔

"آپ کون ہیں۔ کیوں تنگ کر رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب کا کوئی بھتیجا نہیں ہے۔ آپ جا سکتے ہیں ورنہ میں پولیس کو کال کر لوں گا"...... دوسری طرف سے ایک جھلائی اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا شکریہ"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اندر جانے کی باقاعدہ اجازت مل گئی ہو۔ اس نے رسیور رکھا اور تیزی سے شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو ایک چھوٹی سی راہداری کے بعد ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے بے حد خوبصورت اور جدید انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات نمایاں تھے۔ آنکھوں میں تیز چمک تھی لیکن عمران اس چمک کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ ذہانت کی چمک نہیں بلکہ شیطانیت کی چمک تھی۔

"سلام پہلے کر چکا ہوں اور تعارف بھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان سے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں۔ بظاہر تو آپ انتہائی ذہین اور معزز نظر آ رہے ہیں"...... منیجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کا لباس، اس کا سٹائل اور چہرے پر موجود سنجیدگی نے اسے پریشان کر دیا تھا۔

"آپ کے ہوٹل میں جونیئر اکاؤنٹس کی آسامی کی ایک سیٹ خالی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں اس سیٹ پر آپ کو نہیں رکھ سکتا۔ میں آپ جیسے غیر ذمہ دار آدمی کو اپنے سٹاف میں شامل نہیں کر سکتا۔ آپ جا سکتے ہیں"...... منیجر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شکر ہے آپ نے تو، تم کے الفاظ استعمال نہیں کیے ورنہ اب تک آپ اس سوٹ سمیت کسی گٹر میں تیر رہے ہوتے۔ میں خود یہ اعلیٰ سیٹ حاصل کرنے کے لئے نہیں آیا۔ ایک غریب نوجوان کے لئے یہ سیٹ چاہئے۔ آپ نے اس سیٹ کے لئے بیس ہزار روپے کی رقم مقرر کی ہے۔ وہ میں دے دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال لی۔

"یو شٹ اپ۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ نانسنس۔ میں لحاظ کر رہا ہوں اور تم سر پر چڑھے آ رہے ہو۔ نکلو ورنہ میں پولیس کو کال کرتا ہوں"...... منیجر نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ پھر اس کی انگلی بجلی کی سی تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔ منیجر حیرت بھرے انداز میں دیکھتا رہ گیا۔

"مس شاہینہ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیئرمین صاحب سے میری بات کراؤ"...... عمران

نے کہا تو منیجر نے بے اختیار جھٹکا کھایا۔

"ہیلو انکل۔ میں اس وقت آپ کے ہوٹل کے منیجر کے آفس میں موجود ہوں۔ منیجر صاحب بے حد شریف آدمی ہیں۔ انہوں نے میری بڑی عزت کی ہے۔ آپ ان سے بات کرنا چاہیں گے یا میں آنٹی کو فون کروں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم میرے پاس آنے کی بجائے وہاں کیوں گئے۔ بولو۔ میرے آفس میں کیوں نہیں آئے۔ بولو"۔ چیئرمین شاہ جہاں خان نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چلیں آپ یہاں آ جائیں۔ اب اتنی چھوٹی سی پوسٹ کے لئے آنٹی کو یہاں آنے کے لئے تکلیف کیوں دوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا"...... منیجر کی حالت اب تک خاصی تباہ ہو چکی تھی کیونکہ عمران نے جس انداز میں ہوٹل کے بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین سے بات کی تھی اس کے بعد منیجر کو سمجھ آ گئی تھی کہ جسے وہ اپنے طور پر پاگل سمجھ رہا ہے وہ کوئی خاص چیز ہے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو منیجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر۔ منیجر بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سن کر منیجر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو

عمران نے مسکراتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یہ عمران کس پوسٹ کی بات کر رہا ہے۔ بولو"...... چیئرمین نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ جونیئر اکاؤنٹس کلرک کی ایک سیٹ خالی ہے"۔ منیجر نے ڈرتے کہا۔

"کیا تم نے اس بارے میں ہمیں رپورٹ دی تھی"۔ چیئرمین نے پوچھا۔

"ابھی ایک ہفتے پہلے یہ سیٹ خالی ہوئی ہے جناب۔ میں نے رپورٹ بنالی ہے۔ بس آپ کو بھجوانی تھی جناب"...... منیجر نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"عمران کہاں ہے"...... چیئرمین نے پوچھا۔

"یہیں ہیں جناب"...... منیجر نے جواب دیا۔

"رسیور اسے دو"...... چیئرمین نے کہا تو منیجر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس انکل۔ آپ نے کہیں اپنی وصیت میں سے میرا نام تو نہیں کاٹ دیا۔ سوچ لیں۔ میں آپ کا اکلوتا بھتیجا ہوں"...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"تم کس کو اس سیٹ پر لانا چاہتے ہو"...... چیئرمین نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا۔

"ایک لڑکا ہے۔ اس نے ایف ایس سی کے بعد اکاؤنٹس کا

کورس کیا ہے۔ وہ دن کو نوکری کرے گا اور رات کو مزید پڑھے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ اصول کے خلاف ہے کہ کسی کو سفارش پر سیٹ دے دی جائے۔ یہ سیٹ مشتہر ہو گی۔ اس میں جو امیدوار بھی شامل ہوں گے ان کا ٹیسٹ لیا جائے گا اور انٹرویو بھی۔ اس کے بعد ان میں میرٹ پر جو سب سے بہتر ہو گا اسے سیٹ دی جائے گی"۔ چیئرمین نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"ہونا بھی ایسا ہی چاہئے انکل۔ لیکن جب سب کچھ ہی میرٹ کے بغیر ہو وہاں ایک چھوٹی سی سیٹ کے لئے میرٹ کی بات کرنا میرٹ کا ہی مذاق اڑانا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کیا یہاں میرٹ کے بغیر کام ہوتے ہیں"...... چیئرمین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں انکل۔ آپ کا میرٹ کیا ہے۔ صرف یہ کہ آپ آنٹی کے شوہر نامدار ہیں اور اگر آج میں آنٹی کی خدمت میں ایکسن پلازہ کے لگژری سوٹ ٹرپل فائیو میں بنی ہوئی فلم اور ٹیپ آنٹی تک پہنچا دوں تو آپ سڑکوں پر چٹکیاں بجاتے نظر آئیں گے اور یہ آپ کا منیجر جو اس لگژری فلیٹ کا رازدار ہے یہ بھی کسی گٹر میں لاش کی صورت میں تیرتا نظر آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا کہہ رہے ہو یہ۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ منیجر کو فون دو"...... چیئرمین نے یکلخت بوکھلائے ہوئے

لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور منیجر کی طرف بڑھا دیا جس کا رنگ عمران کی بات سن کر ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔

"منیجر۔ اس شیطان سے کاغذات لے لو اور سیٹ اس کے آدمی کو دے دو کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ یہ کسی غلط آدمی کی سفارش نہیں کر سکتا"...... چیئرمین نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ج۔ ج۔ جناب۔ جناب۔ حکم فرمائیں جناب"...... منیجر نے رسیور رکھ کر بے اختیار دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خستہ ہو رہی تھی کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ بڑی بیگم اگر چاہے تو واقعی اسے پوری دنیا میں کہیں پناہ نہ مل سکے گی کیونکہ وہ ان کے غصے، طنطنے اور تعلقات کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔

"یہ لو لفافہ۔ اس میں کاغذات موجود ہیں۔ تمہارے ہاں پارکنگ بوائے ہے منیر۔ یہ اس کا چھوٹا بھائی ہے۔ میں نے کاغذات دیکھ لئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ اس سیٹ کے لئے مناسب رہے گا لیکن اس کے باوجود اگر تم چاہو تو آسامی مشتہر کر کے جو کارروائی ہوتی ہے وہ کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ عمران نے جیب سے لفافہ نکال کر منیجر کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ چیئرمین صاحب نے

حکم دے دیا ہے جناب"...... منیجر نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں۔ وہ تیس ہزار روپے بھی لے لو"...... عمران نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دیجئے صاحب۔ آپ کی مہربانی ہو گی جناب"...... منیجر نے ایک بار پھر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اور سنو۔ اگر آئندہ مجھے رپورٹ ملی کہ تم رشوت لیتے ہو تو تم اس صفحہ ہستی سے بھی غائب ہو سکتے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر وہ راہداری سے ہوتا ہوا شیشے کا دروازہ کھول کر باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ پارکنگ میں پہنچا تو منیر نے آ کر سلام کیا اور کار سے کارڈ نکال لیا۔

"تمہارے بھائی کی نوکری پکی ہو گئی ہے لیکن اسے کہنا کہ محنت اور ایمانداری سے کام کرے"...... عمران نے جیب سے پارکنگ کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے"...... منیر نے گلوگیر لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران کار کا دروازہ کھولنے کے لئے مڑا ہی تھا کہ اس نے ایک کار پارکنگ میں آتے دیکھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر جاپانی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ پاکیشیا میں جاپانی سفارت خانے میں ملٹری اتاشی

تھا اور عمران جانتا تھا کہ پاکیشیا میں باچانی مفادات کی نگہبانی اس کا فریضہ ہے اور عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ شخص باچان سیکرٹ سروس کا کافی عرصہ تک ایجنٹ بھی رہا ہے اور پھر بطور ڈپٹی چیف ریٹائر ہو کر اب وہ پاکیشیا میں باچانی سفارت خانے کا ملٹری اتاشی تھا۔ عمران کی اس سے اس وقت سے دوستی تھی جب وہ فیلڈ ایجنٹ تھا۔ چونکہ باچان اور پاکیشیا میں گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اس کا نام تاچنگ تھا، تاچنگ نے کار عمران کے ساتھ خالی جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر دونوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔

"کیسے ہو تاچنگ۔ میں نے دو ماہ پہلے سفارت خانے فون کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ تم لمبی چھٹی پر باچان گئے ہوئے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں ایک ہفتہ پہلے واپس آیا ہوں۔ تم اپنے بارے میں سناؤ کیسے ہو"...... تاچنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف اوکے نہیں بلکہ ڈبل اوکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تاچنگ بے اختیار ہنس پڑا۔

"کھانا کھا کر واپس جا رہے ہو یا اب آ رہے ہو"...... تاچنگ نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس واپس جا رہا تھا۔ تمہیں دیکھ کر رک گیا۔ کھانا میں کھا چکا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ ڈبل اوکے کی وجہ سے ڈبل کھانا تو کھایا جا سکتا ہے"...... تاچنگ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اس کی خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"کھانا تو نہیں البتہ کافی ڈبل اوکے ہو سکتی ہے۔ آؤ۔ اور ہاں۔ کھانا بھی میری طرف سے اور کافی بھی"...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ تم خواہ مخواہ تکلف کر رہے ہو"...... تاچنگ نے مڑ کر اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"تکلف کرتا تو میں تمہیں کہہ دیتا کہ میرے آئندہ ایک ماہ کے کھانے کے بل ایڈوانس جمع کرا دو"...... عمران نے کہا تو تاچنگ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈائننگ ہال میں پہنچ گئے تو عمران نے تاچنگ کے لئے کھانے کا آرڈر دے دیا اور جب تک تاچنگ کھانا کھاتا رہا، عمران خاموش بیٹھا رہا۔ کھانے کے برتن واپس جانے کے بعد عمران نے کافی کا آرڈر دے دیا۔

"لگتا ہے تم کوئی بات کہنا چاہتے ہو لیکن کہہ نہیں پا رہے۔ پارکنگ سے اب تک تمہارے ذہن میں یہی کشمکش جاری ہے۔ کیا بات ہے جو تم شیئر بھی کرنا چاہتے ہو لیکن پھر رک جاتے ہو"۔ عمران نے کہا تو تاچنگ بے اختیار چونک پڑا۔

"تم نے کیسے اندازہ لگا لیا۔ ان معاملات میں تو میں مشہور ہوں کہ میرے چہرے سے کوئی میری سوچ نہیں پڑھ سکتا"۔ تاچنگ

نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہارے چہرے سے نہیں بلکہ تمہاری آنکھوں سے ذہنی کشمکش نمایاں تھی"...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے ویٹر کافی لے آیا تو عمران نے کافی بنانا شروع کر دی۔

"دراصل جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں اپنے دل میں بے حد شرمندہ ہو رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں تمہارا سامنا کیسے کروں گا لیکن لگتا ہے تم اخبارات نہیں پڑھتے"...... تاچنگ نے کہا۔

"ہاں۔ آج کل ایسا ہی ہے۔ اخبار پڑھنے سے سوائے دل جلانے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیا کوئی خاص خبر ہے جس پر تم شرمندہ ہو"...... عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"میں بطور ایک باچانی باشندہ شرمندگی محسوس کر رہا تھا کیونکہ کل باچان میں ایک سائنسی کانفرنس کے دوران پاکیشیائی مندوب ڈاکٹر احسان کو اغوا کر لیا گیا ہے اور باچان حکومت اور ایجنسیاں باوجود شدید کوشش کے نہ ہی انہیں برآمد کرا سکی ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی سراغ لگایا جا سکا ہے لیکن جب تم نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی تو میں یہ سوچتا رہا کہ میں یہ بات کروں یا نہ کروں"...... تاچنگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کب ہوئی ہے یہ واردات"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اس نے سرداور سے ڈاکٹر احسان کا نام سنا ضرور تھا لیکن اب اسے یاد نہ تھا کہ یہ نام کس حوالے سے سامنے آیا تھا۔

"کل صبح"...... تاچنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں آج اخبار سے معلوم ہوا ہے یا سفارت خانے کی فون لائن سے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے کل ہی پتہ چل گیا تھا۔ میں نے وہاں اپنے دوستوں سے بھی بات کی۔ انہوں نے بھی کوشش کی لیکن وہ بھی معمولی سا سراغ بھی نہیں لگا سکے"...... تاچنگ نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ منظم کارروائی کی گئی ہے"۔ عمران نے کہا اور تاچنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او کے۔ میں دیکھ لوں گا"...... عمران نے کہا اور پھر ویٹر کو کال کر کے اس نے بل ادا کیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"وہاں باچان میں ہوتائی سپیشل سروسز کا چیف ہے۔ وہ تمہارا بے حد قدردان ہے۔ اگر تم چاہو تو اس سے بات کر سکتے ہو"۔ تاچنگ نے کہا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ہوتائی کا کارڈ تھا۔ اس پر اس کے آفس کا نمبر موجود تھا۔

"ہوتائی بے حد ذہین آدمی ہے۔ وہ لازماً کوئی نہ کوئی سراغ لگا لے گا"...... عمران نے کارڈ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہوٹل سے باہر آ گئے۔ چند لمحوں بعد عمران تاچنگ سے مصافحہ کر کے اپنی کار میں سوار ہوا اور اس نے ہوٹل سے باہر نکل کر کار کا رخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔

مائیک ہامٹن میں اپنے فلیٹ کے ایک کمرے میں بیٹھا شراب پینے اور ٹی وی پر خبریں دیکھنے میں مصروف تھا۔ وہ رات کو باچان سے واپس آیا تھا اور اس نے فون پر چیف کو اپنی واپسی کی رپورٹ دے دی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جب چیف مناسب سمجھیں گے یا تو اس سے فون پر بات کر لیں گے یا پھر اسے آفس میں بلا کر اس سے تفصیلی رپورٹ لے لیں گے۔ گو ابھی تک چیف نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ کسی بھی وقت چیف کی کال آ سکتی ہے اس لئے وہ باہر جانے کی بجائے فلیٹ پر ہی موجود تھا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مائیک بول رہا ہوں"...... مائیک نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ تم باچان گئے ہو۔ کب واپسی ہوئی"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جین تم۔ کہاں سے بول رہی ہو" ... مائیک نے چونک کر کہا۔ جین اس کی منگیتر اور گرل فرینڈ تھی۔ اس کا تعلق بھی بلیک ٹائیگر سے ہی تھا لیکن وہ مقامی سطح پر کام کرتی تھی۔

"اپنے فلیٹ سے۔ میں نے سوچا کہ فون کر کے دیکھ لوں۔ شاید بات ہو جائے اور بات ہو گئی"...... جین نے ہنستے ہوئے کہا تو مائیک اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو پھر آ جاؤ میرے فلیٹ پر۔ میں یہاں اکیلے بیٹھے بیٹھے مر جانے کی حد تک بور ہو چکا ہوں" ... مائیک نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے کہ تم بور ہوتے کے باوجود فلیٹ میں ہی جمے ہوئے ہو"...... جین نے چونک کر کہا۔

"میں رات ہی باچان سے ایک مشن مکمل کر کے واپس آیا ہوں اور اس وقت چیف کی کال کا منتظر ہوں۔ چیف کسی وقت بھی کال کر سکتا ہے اس لئے مجبوراً فلیٹ میں قید ہوا بیٹھا ہوں" ..... مائیک نے جواب دیا۔

"او کے۔ میں آ رہی ہوں"..... جین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیک نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مائیک بول رہا ہوں"...... مائیک نے کہا۔

"چیف فرام دس اینڈ۔ سپیشل فون آن کرو"...... دوسری طرف سے چیف کی سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیک نے چونک کر رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر سامنے دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود ایک سفید رنگ کا فون سیٹ اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور پھر فون سیٹ کو میز پر رکھ کر اس نے اس کی تار کو سپیشل فون ساکٹ کے ساتھ جوڑ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"مائیک بول رہا ہوں۔ سپیشل فون سے"...... مائیک نے کہا۔

"تم اکیلے ہو یا اور بھی کوئی موجود ہے تمہارے پاس"۔ چیف نے پوچھا۔

"اکیلا ہوں چیف۔ ویسے جین نے فون کیا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ وہ ابھی آتی ہی ہو گی"...... مائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسے باچانی مشن کے بارے میں تو نہیں بتایا"۔ چیف نے پوچھا۔

"نو سر۔ ابھی تو وہ آئی ہی نہیں لیکن چیف۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ پہلے تو آپ نے کبھی ایسی بات نہیں کی"...... مائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ خاص بات یہ ہے کہ ڈاکٹر احسان کے اغوا کیس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ عمران نے ازخود دلچسپی لینا شروع کر دی ہے کیونکہ یہ اطلاعات ملی ہیں کہ اس نے باچان میں سپیشل سروسز کے چیف ہوتائی سے اس بارے میں بات کی ہے۔ ہوتائی گو باچان کی سپیشل سروسز کا چیف ہے لیکن وہ ہمارا بھی ہمدرد ہے۔ ہم چاہتے تو اغوا میں اسے بھی استعمال کر سکتے تھے لیکن ہم نے اسے استعمال نہیں کیا کیونکہ ہمیں پہلے سے خدشہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پر کام کرے گی اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس معاملے میں باچان حکومت براہ راست ملوث ہو۔ بہرحال عمران نے ہوتائی سے فون پر بات کی ہے لیکن ہوتائی نے اسے خوبصورتی سے ٹال دیا ہے لیکن میں اس عمران کو جانتا ہوں۔ وہ بھوت کی طرح اس معاملے سے چمٹا رہے گا اور کسی بھی طرح اگر اسے علم ہو گیا کہ تم اس بارے میں ملوث ہو تو وہ تمہارے پیچھے یہاں بھی آ سکتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے کو صرف اپنے تک ہی محدود رکھو حتیٰ کہ جین سے بھی اس کا ذکر نہ کرو"...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن چیف۔ میں تو کسی ایکشن میں شامل ہی نہیں ہوا اور بطور سیاح علیحدہ رہا ہوں۔ البتہ تمام پلاننگ میں نے بنائی اور اس پلاننگ پر عمل درآمد کا جائزہ لیتا رہا جبکہ ڈاکٹر احسان اطالی سفارت خانے پہنچا دیا گیا تو میں ایک عام سی فلائٹ سے واپس آ گیا۔

میرے بارے میں تو اسے کسی طرح بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ
کہ میں تو ہوتائی سے بھی نہیں ملا'' ...... مائیک نے کہا۔
''مجھے یقین ہے لیکن احتیاط بہرحال ضروری ہے اس لئے میں
نے فون کیا تھا۔ تمہارا مشن کامیاب رہا۔ ڈاکٹر احسان ای سٹی پہنچ
چکا ہے اور اب اسے طویل عرصے تک وہیں رہنا ہے۔ اب درمیانی
رابطے تم اور میں ہوں اس لئے ہم دونوں کو ہر طرح سے محتاط رہنا
ہوگا۔ گڈ بائی'' ...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
گیا تو مائیک نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے ساکٹ سے اس
کا رابطہ علیحدہ کیا اور فون سیٹ اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔
اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ جین آئی ہوگی۔
وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا۔
''ہائے مائیک'' ...... دروازے پر موجود جین نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
''ہائے جین'' مائیک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
ایک طرف ہٹ گیا تو جین اندر داخل ہوئی اور مائیک نے دروازہ
بند کر کے اسے لاک کر دیا۔
''تم چہرے سے کچھ اکھڑے اکھڑے سے لگ رہے ہو۔ کیا
ہوا ہے'' ...... جین نے کاندھے سے بیگ اتار کر صوفے کی سائیڈ پر
موجود تپائی پر رکھ کر خود صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
''ابھی تمہارے آنے سے پہلے چیف کا فون آیا تھا۔ اس نے

مجھے پریشان کر دیا ہے'' ...... مائیک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''کیوں'' ...... جین نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر
تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
''میں تمہیں یہ تو نہیں بتا سکتا کہ بنیادی مشن کیا تھا جو کامیابی
سے مکمل ہو گیا کیونکہ چیف نے مجھے خصوصی طور پر منع کر دیا ہے کہ
میں اپنے علاوہ کسی کو بھی حتیٰ کہ تمہیں بھی نہ بتاؤں لیکن میں اس
لئے پریشان ہوں کہ آج سے پہلے چیف کو میں نے کبھی اتنا گھبرایا
ہوا اور پریشان نہیں دیکھا جتنا آج دیکھا ہے'' ...... مائیک نے
شراب کی بوتل کھول کر اسے گلاسوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔
''ادھر تم کہہ رہے ہو کہ مشن کامیاب ہو گیا ہے۔ ادھر کہہ رہے
ہو کہ چیف پریشان ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا'' ...... جین نے
شراب کا گلاس اٹھاتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''اسی بات پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے بلکہ حیرت نہیں پریشانی
ہو رہی ہے'' ...... مائیک نے بھی سامنے صوفے پر بیٹھ کر شراب کا
گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔
''چلو تفصیل نہ بتاؤ لیکن سرسری طور پر تو بتا سکتے ہو۔ آخر اتنی
بھی کیا رازداری۔ اب میں غیر تو نہیں ہوں'' ...... جین نے قدرے
لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ جو بتا سکتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ میں نے باچان میں
ایک مشن مکمل کیا ہے۔ کس سائنس دان کو اغوا کرنا تھا۔ اس انداز

میں یہ مشن کامیاب ہوا کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی۔ یہ سائنس دان پاکیشیائی تھا اور کسی کانفرنس میں شریک ہونے باچان آیا تھا"...... مائیک نے کہا۔

"یہ تو کوئی ایسا مشن نہیں ہے جس کے لئے ایسی رازداری رکھی جائے۔ ایسے مشنز تو لاکھوں بار مکمل ہو چکے ہوں گے"...... جین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی ہمارے لئے یہ عام سا مشن ہے لیکن چیف کے سر پر سوار ہے کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سائنس دان کی برآمدگی کے لئے ضرور کام کرے گی اور بس یہیں سے چیف کی پریشانی شروع ہو جاتی ہے"...... مائیک نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ تمہارا مطلب ایشیا کے اس چھوٹے سے پسماندہ مسلم ملک سے ہے جو شاید موجودہ دور سے صدیوں پیچھے ہے"...... جین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہی"...... مائیک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میری بات مانو۔ چیف کے دماغ کا معائنہ کراؤ۔ کہاں ایکریمیا جیسی جدید ترین سپر پاور اور کہاں پاکیشیا جیسا پسماندہ ملک"...... جین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اتنا بھی پسماندہ نہیں ہو سکتا جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ گو میں خود کبھی وہاں نہیں گیا لیکن ایکریمیا کی میزائل ٹیکنالوجی کو اس پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان سے خطرہ لاحق ہو جانے کا

مطلب ہے کہ وہ میزائل ٹیکنالوجی میں ایکریمیا سے بھی آگے ہے"...... مائیک نے پاکیشیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"میزائل ٹیکنالوجی۔ اوہ۔ یہ پسماندہ ملک کیا میزائل کے بارے میں جانتا ہے"...... جین نے کہا تو مائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں نہیں آئی۔ صرف اس کے لئے کام کرنے والے کسی آدمی عمران نے کوئی کارروائی کی ہے تو چیف کو پسینے آنے لگ گئے ہیں۔ جب پوری سیکرٹ سروس حرکت میں آئے گی تو پھر کیا ہو گا"...... مائیک نے کہا۔

"عمران۔ یہ کون ہے۔ کیا ایکریمیا کے ایجنٹوں سے بھی بڑا ایجنٹ ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا بھی دماغی علاج ہونا چاہئے۔ تم بھی چیف کی طرح ذہنی طور پر فارغ ہو چکے ہو۔ ویسے اگر تم چاہو تو میکس سے بات کر لو۔ وہ بلیک ایجنسی میں ایشیائی ڈیسک کا انچارج رہا ہے۔ وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں جانتا ہو گا"...... جین نے کہا۔

"لیکن چیف نے کہا ہے کہ میں اس بارے میں کسی سے بات نہ کروں اور میکس لازماً پوری تفصیل پوچھے گا کیونکہ بظاہر تو ہمارا اس عمران سے کوئی تعلق نہیں بنتا"...... مائیک نے کہا۔

"چلو میں اپنے طور پر پوچھ لیتی ہوں۔ میں کہہ دوں گی کہ میری ایک فرینڈ پاکیشیا سے آئی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ عمران بہت بڑا ایجنٹ ہے۔ تمہارا درمیان میں ذکر ہی نہیں آئے گا اور اس

طرح عمران کا کچا چٹھا سامنے آ جائے گا اور دیکھ لینا میکس نے بھی یہی کہنا ہے کہ پاکیشیا جیسا پسماندہ ملک اور بڑا ایجنٹ۔ اس نے ہنسنا ہے، قہقہے لگانے ہیں"...... جین نے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ اس طرح تو میکس تمہاری فرینڈ کی تفصیل پوچھے گا کہ تمہاری فرینڈ کو کیسے پتہ ہے کہ عمران بڑا ایجنٹ ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے گریٹ لینڈ مشن کا حوالہ دے کر کہو کہ وہاں ایک پاکیشیائی ایجنٹ سے رابطہ ہوا تو وہ عمران کی بڑی تعریف کر رہا تھا"...... مائیک نے کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی"...... جین نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ میکس بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی میکس کی آواز سنائی دی۔

"جین بول رہی ہوں میکس۔ جین آرنلڈ"...... جین نے کہا۔

"اوہ تم۔ آج کیسے یاد کیا ہے مجھے تم نے"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا مطلب۔ اکثر بات چیت تو ہوتی رہی ہے"...... جین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اکثر کہاں۔ کبھی کبھار کہو۔ بہرحال تم بتاؤ آج کیسے یاد کیا

ہے"...... میکس نے کہا۔

"تم بلیک ایجنسی میں ایشیا ڈیسک کے انچارج رہے ہو۔ میں پچھلے دنوں ایک مشن کے سلسلے میں گریٹ لینڈ گئی تھی۔ وہاں ایک ایشیائی ایجنٹ سے بھی ملاقات ہو گئی۔ کوئی عجیب سا نام تھا اس کا۔ مجھے تو کوشش کے باوجود یاد نہیں رہا لیکن اس نے باتوں باتوں میں ایک پاکیشیائی ایجنٹ عمران نامی کی اتنی مبالغہ آمیز تعریفیں کیں کہ میں سخت بور ہو گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ایشیائی پروپیگنڈے کے واقعی ماہر ہیں لیکن پھر جب وہاں کے مقامی ایک دو ایجنٹوں نے بھی اس عمران کی بے حد تعریف کی تو مجھے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ میں نے سوچا کہ واپس جا کر تم سے بات کروں گی۔ کون ہے یہ عمران اور کیسا ایجنٹ ہے"...... جین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم کبھی پاکیشیا گئی ہو"...... میکس نے پوچھا۔

"نہیں۔ ایسے پسماندہ علاقوں کا نام لیتے ہی مجھ پر بوریت سوار ہو جاتی ہے۔ کیوں"...... جین نے کہا۔

"پاکیشیا اتنا بھی پسماندہ نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ بہرحال عمران کے بارے میں جو کچھ تمہیں بتایا گیا ہے اور جسے تم مبالغے اور پروپیگنڈے کی انتہا کہہ رہی ہو وہ اس سے بھی زیادہ ہی ہو گا کم نہیں ہو گا"...... میکس نے کہا تو جین کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تم۔ تم اس ایشیائی ایجنٹ کے بارے میں یہ کہہ رہے ہو۔ مذاق تو نہیں کر رہے"...... جین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"نہیں۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ وہ واقعی ایسا ہی ہے۔ بظاہر احمق اور مسخرہ آدمی جو الٹی سیدھی حرکتیں اور فضول باتیں کرنے کا ماہر ہے لیکن دراصل ایسا خوفناک ایجنٹ ہے کہ ایکریمیا کی تمام بڑی بڑی ایجنسیاں، ان کے چیف سمیت سب اس سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے کالے بخار سے لوگ ڈرتے ہیں۔ اسرائیل سے لے کر تمام سپر پاورز عمران کا نام سن کر بوکھلا جاتی ہیں اور ہاں۔ اب تم مائیک کی منگیتر ہو اس لئے مائیک کو سمجھا دینا کہ وہ کبھی بھول کر بھی کسی ایسے مشن پر کام نہ کرے جس میں عمران سے اس کا ٹکراؤ ہو سکتا ہو ورنہ تم شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو جاؤ گی"۔ میکس نے کہا۔

"تم نے تو مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ بہرحال مائیک کا ایشیا سے کیا تعلق۔ لیکن ایسے ایجنٹ سے ملنا چاہئے"...... جین نے کہا۔

"بشرطیکہ ملاقات دوستانہ ہو۔ مشن کے دوران نہیں"...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... جین نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ جسے دیکھو عمران کے گن گا رہا ہے۔ میکس جیسا آدمی اگر اس کا اس قدر مداح ہے تو پھر مزید کیا کہا جا سکتا ہے"۔ جین نے کہا۔

"اب تمہیں سمجھ آ گئی ہو گی کہ چیف کیوں اس کے حرکت میں آنے سے پریشان ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ لاکھ کوشش کر لے۔ وہ اس مشن سے ہمارا کوئی رابطہ تلاش نہیں کر سکتا ہے اور اگر کر بھی لے گا تو پھر اس کی موت ہی اسے یہاں لے آئے گی"...... مائیک نے کہا اور جین اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے کیا ہوا۔ تم کیوں اٹھ کر کھڑی ہو گئی ہو"...... مائیک نے اس کے اس طرح اچانک اٹھنے پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں واقعی بور ہو گئی ہوں اس لئے چلو ساحل پر چلتے ہیں۔ یہاں بند ہو کر بیٹھنے کا کیا فائدہ"...... جین نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں لباس تبدیل کر لوں پھر چلتے ہیں"۔ مائیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے
لیے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
"آپ سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات"...... بلیک زیرو
نے کہا۔
"میں پہلے سرداور سے بات کر لوں پھر تفصیل سے بتاتا ہوں"۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی
سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے
سرداور کی آواز سنائی دی۔ چونکہ یہ ان کا مخصوص نمبر تھا اس لئے
انہوں نے براہ راست بات کی تھی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔
عمران نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ لیکن لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔
"اوہ تم۔ لیکن تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔ کیا کوئی خاص بات
ہو گئی ہے"...... سرداور نے چونک کر کہا۔
"سرداور۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کا کوئی
سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر احسان ہے، کو باچان میں سائنس
کانفرنس کے دوران اغوا کر لیا گیا ہے۔ کیا یہ خبر درست ہے"۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک
زیرو بھی چونک پڑا۔
"ہاں۔ تمہیں ملنے والی اطلاع تو درست ہے لیکن تمہیں اطلاع
کیسے مل گئی جبکہ اسے باچان حکومت کی درخواست پر ابھی اوپن نہیں
کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر احسان ہمارے ملک کا بہت قیمتی سرمایہ ہیں۔ وہ
میزائل ٹیکنالوجی میں اس وقت چند چوٹی کے سائنس دانوں میں
سے ایک ہیں۔ وہ میزائل ٹیکنالوجی کے ایک ایسے فارمولے پر کام
کر رہے تھے جس کے بعد ایسا میزائل وجود میں آ سکتا تھا جسے
آئندہ صدی کا میزائل بھی کہا جا سکتا تھا۔ اس میزائل کے وجود میں
آنے کے بعد سپرپاورز کے بین البراعظمی میزائل بھی اس کے
سامنے بچوں کے کھلونے بن جاتے۔ اس سلسلے میں ایک بین
الاقوامی سائنس کانفرنس باچان میں ہو رہی تھی جس میں سرکاری طور
پر پاکیشیا کی نمائندگی ڈاکٹر احسان کر رہے تھے لیکن وہاں انہیں

پراسرار انداز میں اغوا کر لیا گیا۔ ہمیں جب اطلاع ملی تو ہم نے
حکومت باچان سے شکایت کی کیونکہ مندوبین کی حفاظت کی ذمہ
داری باچان حکومت نے لی تھی۔ انہوں نے ہمیں تسلی دلائی کہ
باچان کی اعلیٰ ترین ایجنسیاں ڈاکٹر احسان کی برآمدگی پر کام کر رہی
ہیں اور وہ یقیناً انہیں برآمد کر لیں گی اور ساتھ ہی انہوں نے ہم
سے درخواست کی کہ ابھی اس اغوا کو اوپن نہ کیا جائے کیونکہ اس
سے حکومت باچان کی ساکھ خراب ہو جائے گی اس لئے ہم خاموش
ہو گئے''...... سردار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن کب تک آپ خاموش رہیں گے۔ آپ چیف کو تو
اطلاع دیتے''...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''چوبیس گھنٹوں کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اب چوبیس گھنٹے تو
گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں
آئی۔ میں نے بھی سوچا کہ جب حکومت گارنٹی لے رہی ہے تو کچھ
انتظار ہی کر لیا جائے''...... سرداور نے کہا۔

''جب بھی وہاں سے کوئی اطلاع آئے تو آپ سر سلطان کو
ضرور رپورٹ دے دیں تاکہ وہ چیف کو اطلاع دے سکیں۔ ویسے
میں اپنے طور پر اس پر کام کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
رکھ دیا۔

''آپ کا کیا خیال ہے۔ کس نے اغوا کیا ہے ڈاکٹر احسان

کو''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہی تو معلوم کرنا ہے۔ ویسے مجھے امید تو نہیں کہ حکومت
باچان انہیں برآمد کر لے۔ ہمیں خود ہی کچھ کرنا پڑے گا۔ وہ سرخ
جلد والی ڈائری دو مجھے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی
دراز کھول کر اس میں موجود سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران
کے سامنے رکھ دی۔ عمران نے ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور اس کے
صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔
چند لمحوں تک وہ اس صفحے کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری
بند کر کے میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔

''چیف آف سپیشل سروسز آفس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ باچانی تھا۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سے میری
بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ہوتائی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔ لہجہ باچانی تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں
ہوتائی۔ یہ تم اور تمہاری حکومت کیا بھنگ پی کر سوئی ہوئی ہے کہ
پاکیشیا کے ٹاپ سائنس دان اغوا کر لئے گئے ہیں''...... عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا غصہ بجا ہے عمران۔ ہم نے تو ہر طرح سے حفاظتی انتظامات کئے تھے لیکن اس کے باوجود واردات ہو گئی اور واردات اس قدر پراسرار انداز میں ہوئی ہے کہ اب تک معمولی سا سراغ بھی نہیں مل سکا۔ بہرحال کوششیں جاری ہیں"...... ہوتائی نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

"کیا تفصیل ہے اس اغوا کی"...... عمران نے پوچھا تو ہوتائی نے تقریباً وہی تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے تاچنگ اسے بتا چکا تھا۔

"یہ لازماً کسی سپر پاور کے ایجنٹوں کا کام ہے۔ ڈاکٹر احسان جس میزائل فارمولے پر کام کر رہے تھے اس کے بارے میں یقیناً اطلاع سپر پاورز تک پہنچ گئی ہو گئی اور وہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ایسا میزائل ان کے علاوہ کسی دوسرے ملک کے پاس ہو۔ تم نے اس زاویے پر کام تو ضرور کیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے سپر پاورز تو ایک طرف تقریباً ہر چھوٹے بڑے ملکوں کے موجود ایجنٹوں کو چیک کرایا ہے لیکن کسی کا کوئی تعلق ثابت نہیں ہو سکا۔ ہم نے باچان دارالحکومت کے تمام راستوں پر بھی کڑی نگرانی کی ہوئی ہے۔ ہم جلد ہی انہیں برآمد کر لیں گے"...... ہوتائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہوتائی کا لہجہ بتا رہا ہے کہ کامیابی کی امید ختم ہو گئی ہے۔ وہ اب صرف تسلیاں دے رہا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ حالانکہ سپیشل سروسز بڑی فعال سروس ہے۔ بہرحال اب خود ہی کچھ کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر سامنے پڑی سرخ جلد والی ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر ایک بار پھر چیک کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈائری بند کر کے واپس رکھی اور رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں تک دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ مراگو ایجنسی"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مراگو سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ مراگو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں مراگو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ آج آپ نے مراگو کو کیسے یاد کر لیا"۔ دوسری طرف سے اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جب باچان کی سپیشل سروسز فیل ہو جائے تو مراگو نے تو یاد آنا

ہی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی ہے عمران صاحب کہ آپ ہم جیسے ریٹائرڈ لوگوں کو بھی یاد کر لیتے ہیں۔ کیا آپ نے اس پاکیشیائی سائنس دان کے اغوا کے سلسلے میں تو فون نہیں کیا“...... مراگو نے چونک کر کہا۔

”کیا تم اس سلسلے میں ملوث ہو ویسے تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ اغوا کرانے والے تم خود ہو“...... عمران نے کہا تو دوسری سے مراگو بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ ان دنوں باچان حکومت کی تمام ایجنسیاں اس کام میں مصروف ہیں اور پھر آپ کی اچانک کال اور سپیشل سروسز کا حوالہ دینے سے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا“۔ مراگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوتائی سے میری بات ہوئی ہے لیکن ہوتائی کا انداز بتا رہا ہے کہ اسے کامیابی کی امید نہیں ہے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جب تم باچانی سپیشل سروسز کے چیف تھے تو ایسی ناامیدی تمہارے انداز میں کبھی نہیں جھلکی تھی۔ اب بھی تم جس انداز میں پرائیویٹ ایجنسی چلا رہے ہو اس سے تمہاری ذہانت اور کارکردگی کا مجھے علم ہوتا رہتا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا شکریہ عمران صاحب۔ آپ کی تعریف میرے لئے

بہت بڑا ایوارڈ ہے۔ آپ اس بارے میں کیا چاہتے ہیں“۔ مراگو نے کہا۔

”ظاہر ہے میں اپنے ملک کے سائنس دان کی برآمدگی چاہتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے کچھ وقت دیں۔ میں اس پر تیزی سے کام شروع کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے بہرحال سراغ مل جائے گا“۔ مراگو نے کہا۔

”تم معاوضے کی فکر مت کرو۔ تم جتنا کہو گے اس سے ڈبل دوں گا لیکن کام تیزی سے کرو اور نتائج سامنے لاؤ“...... عمران نے کہا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ آپ مجھے زیادہ نہیں صرف چار گھنٹے دے دیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان چار گھنٹوں میں ابتدائی معلومات حاصل کر لوں گا“...... مراگو نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں چار گھنٹوں بعد تمہیں دوبارہ فون کروں گا۔ گڈ بائی“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”جہاں سپیشل سروسز ناکام ہو جائے وہاں یہ مراگو کام کر لے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ مراگو بے حد ذہین آدمی ہے اور اس کی ایجنسی کا نیٹ ورک پورے باچان میں پھیلا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مکمل طور

پر اگر حل نہ ہو سکا تو کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو جائے گا"...... عمران
نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چار گھنٹے
انہوں نے باتیں کرنے میں گزار دیئے اور چار گھنٹوں بعد عمران
نے ایک بار پھر مراگو سے رابطہ لیا۔

"کیا رپورٹ ہے مراگو"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پاکیشیائی سائنس
دان کو اغوا کر کے اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کی رہائش
گاہ پر پہنچایا گیا ہے اور پھر یہ سیکنڈ سیکرٹری انہیں ایک کار میں
باچان دارالحکومت کی ایک پرائیویٹ ایئر سروس کے خصوصی ایئر
پورٹ پر لے گیا۔ پھر اس کی واپسی ایک گھنٹے بعد ہوئی لیکن راستے
میں اس کی کار ایک دیوار سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی اور یہ سیکنڈ سیکرٹری
اور اس کا ڈرائیور دونوں ہلاک ہو گئے۔ ایئر سروس سے جو معلومات
ملی ہیں ان کے مطابق سیکنڈ سیکرٹری نے قریبی جزیرے نیپان کے
لئے ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا ہوا تھا۔ اس طیارے میں ایک بوڑھے
ایشیائی آدمی اور ایک اطالی کو سوار کرایا گیا۔ وہ بوڑھا ایشیائی آدمی
خاصا بیمار نظر آ رہا تھا اور طیارہ نیپان چلا گیا۔ میں نے نیپان میں
اپنے ایک گروپ کے ذریعے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے
مطابق نیپان میں ایک طیارہ ایکریمیا سے آیا ہوا تھا اور وہ اس بیمار
بوڑھے اور اطالی کو لے کر ایکریمیا چلا گیا ہے۔ بوڑھا بیمار ایشیائی
آدمی جو یقیناً آپ کا سائنس دان ہو گا اور اب تک ایکریمیا پہنچ

چکا ہو گا"...... مراگو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو مراگو۔ تم نے واقعی کام کیا ہے لیکن یہ ساری کارروائی
کس نے کی ہے۔ ایکریمیا کی کس ایجنسی نے"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ عمران صاحب۔ باوجود کوشش کے ابھی تک یہ معلوم
نہیں ہو سکا۔ البتہ ایک اطلاع ملی ہے کہ اس ساری کارروائی کے
دوران ایک ایکریمی ایجنٹ مائیک کو باچان میں دیکھا گیا ہے اور
واردات کے بعد وہ عام فلائٹ سے واپس ایکریمیا چلا گیا ہے۔ یہ
مائیک پہلے ایکریمیا کی ٹاپ فائیو ایجنسی میں رہا ہے لیکن پھر اس
نے اسے چھوڑ دیا۔ اب معلوم نہیں کہ وہ کس ایجنسی میں ہے"۔
مراگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مائیک کو صرف دیکھا گیا ہے یا اس کا اس واردات سے
کوئی رابطہ بھی بنتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا کہ اس مائیک کو اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ
سیکرٹری کی رہائش گاہ میں آتے جاتے دیکھا گیا ہے"...... مراگو نے
جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔ تم نے واقعی کام کیا
ہے مراگو۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اس لئے معاوضہ بتا دو۔
بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بھی"...... عمران نے کہا

"عمران صاحب۔ آپ کی تعریف میرے لئے انمول معاوضہ
ہے اس لئے آپ سے معاوضہ نہیں صرف ٹوکن کے طور پر دس ہزار

ڈالرز بھجوا دیں''...... مراگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔
''او کے۔ شکریہ مراگو۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ
دیا۔
''مراگو نے تو واقعی چار گھنٹوں میں کام کر دکھایا ہے''...... بلیک
زیرو نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ وہ تیز آدمی ہے لیکن مراگو کی رپورٹ سن کر مجھے
احساس ہو رہا ہے کہ ہوتائی نے دانستہ کام نہیں کیا۔ اگر مراگو چار
گھنٹوں میں اتنی معلومات حاصل کر سکتا ہے تو سپیشل سروسز یقیناً
کچھ نہ کچھ تو معلوم کر ہی لیتی لیکن اس نے تو یوں لگتا ہے کہ دانستہ
اس معاملے پر کام نہیں کیا۔ بہرحال اب یہ مائیک سامنے آیا ہے۔
اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں گی کہ اس کا تعلق کس
ایجنسی سے ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہی ایجنسی اس اغوا کی ذمہ
دار ہے''...... عمران نے کہا۔
''مائیک پہلی ایجنسی ٹاپ فائیو تو چھوڑ چکا ہے۔ آپ کیا وہاں
سے معلوم کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''نہیں۔ ایکریمیا میں بھی ایک مراگو جیسا آدمی موجود ہے۔
اس کا نام میکس ہے۔ وہ بلیک ایجنسی کے ایشیائی ڈیسک کا انچارج
رہا ہے اور اب ریٹائر ہونے کے بعد اس نے پرائیویٹ ایجنسی بنا
لی ہے۔ ایشیائی ڈیسک کا انچارج ہونے کی وجہ سے اس سے

میرے اچھے دوستانہ تعلقات رہے ہیں۔ اسے میں ایکریمین
ایجنسیوں کا انسائیکلو پیڈیا بھی کہتا ہوں۔ وہ ہر چھوٹے بڑے ایجنٹ
سے نہ صرف واقف ہے بلکہ اسے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب
کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اسے مائیک
کے بارے میں معلوم ہو گا''...... عمران نے کہا۔
''کیا وہ اپنے ساتھی ایکریمین ایجنٹ کے بارے میں آپ کو
تفصیل بتائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''ایکریمیا میں پیسے کا راج ہے اور پھر جو معلومات اس نے
دینی ہیں اس میں ایکریمین حکومت کے خلاف تو کوئی اشارہ موجود
نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات میں سر
ہلانے پر اس نے ایک بار پھر سرخ جلد والی ضخیم ڈائری اٹھائی اور
ایک بار پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ کافی دیر بعد ایک
صفحے پر اس کی نظریں کافی دیر تک جمی رہیں۔ پھر اس نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور ہاتھ
بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
''لیس۔ میکس بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک بھاری
سی مردانہ آواز سنائی دی۔
''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں
پاکیشیا سے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
''اوہ۔ اوہ۔ تو آپ کو اتنے طویل عرصے بعد میری یاد آ گئی

گئی۔ ویلکم“...... میکس نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ میری ڈگریاں سن کر تمہیں پہلی بار احساس ہوا ہے کہ کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تمہیں کال کر سکتا ہے“۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے میکس کافی دیر تک کھلکھلا کر ہنستا رہا۔

”بہت خوب۔ جواب نہیں۔ اور یہ بات تم کر بھی اس سے رہے وہ جس نے تمہیں خود ہی جعلی ڈگریاں خرید کر دی ہیں“۔ میکس نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مطلب ہے کہ یہ ڈگریاں بھی مل سکتی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”میں تو اتنی ہی سے تنگ ہوں۔ ہر بار تعارف کراتے کراتے تم باقاعدہ انہیں دوہرا دیتے ہو۔ بہرحال بولو۔ کیا معلومات چاہئیں تمہیں کیونکہ بغیر کسی معلومات کے حصول کے تم اتنی دور سے مجھے کال نہیں کر سکتے“...... میکس نے کہا۔

”ایک ایجنٹ ہے مائیک۔ جو پہلے ٹاپ فائیو ایجنسی میں رہا ہے۔ وہ اب کہاں ہے اور کس کے ساتھ ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”کیا مائیک نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کیا ہے حالانکہ اس کا دائرہ کار ایکریمیا ہی ہوتا ہے“...... میکس نے کہا۔

”نہیں۔ پاکیشیا تو وہ نہیں آیا لیکن ایک پاکیشیائی سائنس دان کو باچان سے اغوا کیا گیا ہے اور مائیک کو وہاں دیکھا گیا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”تمہیں درست رپورٹ ملی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میرا خیال ہے کہ مائیک کا صرف دیکھا جانا اس کے ملوث ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا“...... میکس نے کہا۔

”اگر تم کسی وجہ سے ہچکچا رہے ہو تو اور بات ہے ورنہ صرف اتنا بتا دو کہ وہ ان دنوں کہاں ہے۔ اس سے تمہیں کیا فرق پڑتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تم برا منا گئے۔ یہ بات نہیں ہے جو تم نے سمجھی ہے۔ میں تو عام بات کر رہا تھا۔ البتہ ایک بات نے مجھے کلک کیا ہے کہ تمہیں درست معلومات ہی ملی ہیں۔ ضرور پردے کے پیچھے کوئی ڈرامہ ہوا ہے جسے اس وقت میں سمجھ نہ سکا تھا“۔ میکس نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ گول مول سی بات کرنے کی بجائے کھل کر بات کرو“...... عمران نے کہا۔

”مائیک آج کل ایکریمیا کی ایک سرکاری لیکن خفیہ تنظیم بلیک ٹائیگر کا سپر ٹاپ ایجنٹ ہے۔ بلیک ٹائیگر کا دائرہ کار سائنس دانوں کو اغوا کرنا، فارمولوں کا حصول اور ایکریمیا کی سپر سائنس

لیبارٹریوں کی حفاظت ہے اور مائیک کی منگیتر جین بھی اس ایجنسی سے متعلق ہے۔ اس جین نے مجھے فون کر کے تمہارے بارے میں پوچھا۔ اس وقت اس نے بتایا کہ وہ ایک مشن کے سلسلے میں گریٹ لینڈ گئی تو وہاں اس کی ملاقات ایک پاکیشیائی ایجنٹ سے ہوئی جس نے عمران کی تعریف اس قدر کی کہ اسے یقین نہ آ رہا تھا لیکن اب تمہارے فون کے بعد اصل بات سامنے آئی ہے کہ انہیں کسی طرح بھی معلوم ہوا ہو گا کہ تم اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہو تو اس نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے فون کیا ہو گا۔ بہرحال جو بھی ہے مائیک انتہائی تربیت یافتہ، تجربہ کار اور ذہین ایجنٹ ہے۔ بلیک ٹائیگر تنظیم کا ہیڈکوارٹر ایکریمین ریاست جارجین میں ہے۔ جارجین کے بڑے شہر ہاسٹن میں مائیک کی رہائش ہے''...... میکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو بھی جارجین لے جایا گیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ایکریمیا کی تقریباً تمام ریاستوں میں لیبارٹریاں موجود ہیں اس لئے کیا کہا جا سکتا ہے''...... میکس نے جواب دیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر، بینک کے بارے میں بتا دو اور معاوضہ بھی''...... عمران نے کہا۔

''رہنے دو۔ میں نے کوئی ایسی معلومات تمہیں نہیں دیں جن کا

معاوضہ لیا جا سکے''...... میکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایک کام کر دو۔ یہ معلوم کرو کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں پہنچایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری عمران۔ یہ حکومتی معاملہ ہے اور میں ایسے کام نہیں کیا کرتا''...... میکس نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ بہرحال شکریہ۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

ایکریمیا کے سیکرٹری داخلہ لارڈ کارس اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے تین رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر ایک نظر فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ انہیں معلوم تھا کہ سفید رنگ کا فون ہاٹ لائن ہے اور اس پر رابطہ اعلیٰ ترین حکام کا ایک دوسرے سے براہ راست رہتا ہے اور اس خصوصی لائن پر ہونے والی بات چیت بھی نہیں سنی جا سکتی اور نہ ہی اس لائن کو کوئی کسی بھی انداز میں ٹیپ کر سکتا ہے۔

"یس۔ کارس بول رہا ہوں"...... لارڈ کارس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں لارڈ کارس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری دفاع کی آواز سنائی دی۔

"اوہ آپ۔ کوئی خاص بات"...... لارڈ کارس نے چونک کر کہا۔

"بلیک ٹائیگر ایجنسی آپ کے تحت کام کرتی ہے لارڈ کارس"۔ سیکرٹری دفاع نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... لارڈ کارس نے چونک کر پوچھا۔

"میں آپ کی اس ایجنسی کی کارکردگی کی تعریف کرنا چاہتا تھا لارڈ کارس۔ اس ایجنسی کی کارکردگی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ کارس کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔

"تھینکس سر رچرڈ۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے اس بارے میں مجھے خصوصی طور پر فون کیا ہے۔ ویسے یہ ایجنسی جب سے قائم ہوئی ہے بے حد کامیاب جا رہی ہے لیکن کیا آپ کسی مخصوص مشن کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں"...... لارڈ کارس نے مسرت بھرے انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ دراصل مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان ڈاکٹر احسان میزائل ٹیکنالوجی میں بہت آگے جا رہا ہے اور وہ ایسا میزائل تیار کرنے کے فارمولے پر کام کر رہا ہے جسے آئندہ صدی کا میزائل کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر یہ میزائل تیار ہو جاتا تو ایکریمیا جیسی سپر پاور کے بین البراعظمی میزائل اس کے سامنے بچوں کے کھلونے بن جاتے۔ ان اطلاعات کی میں نے تصدیق

کرائی اور تصدیق ہونے کے بعد میں نے اس سلسلے میں ایک خصوصی رپورٹ تیار کر کے صدر صاحب کو پیش کر دی۔ پھر صدر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اس مشن کی منظوری دے دی ہے اور یہ مشن بلیک ٹائیگر کو دے دیا گیا ہے۔ جب اس مشن پر کام ہو گا تو مجھے اطلاع مل جائے گی۔ چنانچہ میں خاموش ہو گیا۔ پھر طویل عرصے تک اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی تو میں سمجھا کہ مشن شاید ڈراپ کر دیا گیا ہے لیکن ظاہر ہے میں مزید کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن پھر مجھے اطلاع دی گئی کہ بلیک ٹائیگر، ڈاکٹر احسان کو اغوا کر کے ایکریمیا لے آنے میں کامیاب ہو چکی ہے اور صدر صاحب نے اس مشن کی تکمیل پر بلیک ٹائیگر کی تعریف میں ریمارکس بھی دیئے ہیں"...... سر رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر رچرڈ۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے۔ اس مشن میں دیر اس لئے ہوگئی کہ صدر صاحب نے خصوصی طور پر ہدایت دی تھی کہ یہ مشن پاکیشیا میں مکمل نہ کیا جائے بلکہ کسی ایسے ملک میں اس انداز میں مکمل کیا جائے کہ پاکیشیا کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر احسان کو کس نے اغوا کیا ہے اور انہیں کہاں لے جایا گیا ہے اور کسی طرح بھی ایکریمیا کا نام سامنے نہیں آنا چاہئے اس لئے مشن کی تکمیل کے لئے انتظار کیا جاتا رہا اور پھر ڈاکٹر احسان ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے جب باچان گئے تو بلیک ٹائیگر نے وہاں اس انداز میں کارروائی کی کہ ڈاکٹر احسان بھی ایکریمیا

پہنچ گئے اور کسی کو آج تک معلوم بھی نہ ہو سکا"...... لارڈ کارس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"لارڈ کارس۔ آپ کی تنظیم کی کارکردگی واقعی بے مثال ہے لیکن چونکہ یہ سائنس دان پاکیشائی ہے اور اہم حیثیت رکھتا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اسے تلاش کرے گی اس لئے آپ اس تنظیم کے چیف اور ایجنٹ کو ہر طرح سے ہوشیار رہنے کا حکم دے دیں"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور میں نے پہلے ہی ایسا واضح حکم دے دیا ہے اور اسی لئے تو ہم نے مشن کی تکمیل کے لئے طویل انتظار کیا تھا ورنہ ہم بڑی آسانی سے بہت پہلے اس سائنس دان کو پاکیشیا سے اغوا کر لاتے"...... لارڈ کارس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لارڈ کارس۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ بے حد ذہین ہیں اور آپ کی یہی ذہانت ہی آپ کے ایجنٹوں کو بھی کامیابی سے سرفراز کر رہی ہے لیکن بطور سیکرٹری دفاع مجھے معلوم ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس جگہ تک پہنچ گئی جہاں سائنس دان کو رکھا گیا ہے تو وہ لازماً اس پورے سیٹ اپ کو تباہ کر سکتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو یہ ایکریمیا کی مکمل تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔ ہمیں ہر صورت میں ان لوگوں کو وہاں تک پہنچنے سے روکنا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں ایکریمیا کی پوری طاقت کیوں نہ جھونکنا پڑے"...... سر رچرڈ

نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ واضح طور پر بات کریں۔ آپ گول مول سی بات کر رہے ہیں تا کہ میں آپ کی بات پر مزید سوچ کر ایسے اقدامات کر سکوں جن سے آپ کے خدشات دور ہو سکیں"...... لارڈ کارس نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ ایکریمیا کے اعلیٰ ترین حکام میں سے ہیں لارڈ کارس۔ اس لئے آپ سے تو کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ کیا آپ ای سٹی کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"...... سر رچرڈ نے کہا تو لارڈ کارس بے اختیار چونک پڑا۔

"صرف اتنا جانتا ہوں کہ تقریباً دس سال پہلے ایک ایسا سائنسی شہر بنانے کے بارے میں فیصلہ کیا گیا تھا جہاں ایکریمیا کی اہم ترین لیبارٹریاں ہوں اور اس شہر کو سائنسی طور پر ناقابل تسخیر بنایا جائے۔ اس کا نام الیکٹرونکس سٹی یا ای سٹی رکھا گیا تھا۔ پھر اطلاع ملی کہ یہ ای سٹی قائم کر دی گئی ہے لیکن اس کی تفصیلات کا علم نہیں ہے"...... لارڈ مارس نے کہا۔

"میں اسی ای سٹی کی بات کر رہا تھا۔ سائنس دان ڈاکٹر احسان کو اسی ای سٹی میں پہنچایا گیا ہے اور اب وہ باقی ساری عمر وہیں رہیں گے۔ یہ ای سٹی ویسے تو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ کوئی غیر متعلق آدمی زندہ اس میں داخل نہیں ہو سکتا اور سوائے چند افراد کے جن میں میری ذات بھی شامل ہے اور کسی کو اس کے محل وقوع

کا بھی علم نہیں ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کام کے پیچھے لگ جائے اسے ہر صورت میں پورا کرتی ہے اور انہیں ایسے ایسے ٹاپ سیکرٹ معلوم ہو جاتے ہیں جن کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا اس لئے مجھے خدشہ رہتا ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ علم ہو گیا کہ ڈاکٹر احسان کو ایکریمیا نے اغوا کرایا ہے اور اسے ای سٹی میں رکھا گیا ہے تو وہ ہر صورت میں ڈاکٹر احسان کو برآمد کرنے اور ای سٹی کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گے"...... سر رچرڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بالکل بے فکر رہیں۔ یہ مشن واقعی اس انداز میں مکمل ہوا ہے کہ کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ ڈاکٹر احسان کو ایکریمیا نے اغوا کرایا ہے اور جب یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا تو ای سٹی کے بارے میں انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے جس کے محل وقوع کا مجھے بھی علم نہیں ہے"...... لارڈ کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سیکرٹری داخلہ لارڈ کارس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سیکرٹری دفاع بھی احمق آدمی ہے اور بزدل بھی ہے کہ بے معنی خدشات کی وجہ سے اپنے آفس میں بیٹھا خواہ مخواہ خوف سے لرز رہا ہے۔ ہونہہ"...... لارڈ کارس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے سامنے موجود فائل کی طرف دوبارہ متوجہ ہوتا سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ

بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"ولیں"...... لارڈ کارس نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ عام فون ہے جو اس کی سیکرٹری کے ذریعے کام کرتا ہے اس لئے لازماً دوسری طرف سیکرٹری موجود ہو گی۔

"سر۔ ناراک سے ماسٹر ایجنسی کے میکس کی کال ہے"۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو لارڈ کارس بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میکس طویل عرصے تک بلیک ایجنسی میں ایشیائی ڈیسک کا انچارج رہا ہے اور اب ریٹائر ہو کر اس نے اپنی پرائیویٹ ایجنسی کھول لی ہے جس کا نام ماسٹر ایجنسی ہے اور اب تک وہ بہت باخبر آدمی ہے۔

"کراؤ بات"...... لارڈ کارس نے کہا۔

"ہیلو لارڈ صاحب۔ میں آپ کا خادم میکس بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں خاصی بے تکلفی تھی کیونکہ گو میکس اور اس میں سماجی حیثیت میں کافی فرق تھا لیکن ان دونوں میں اس کے باوجود خاصے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔

"ریٹائرڈ آدمی۔ تمہیں آج کیسے میری یاد آ گئی"...... لارڈ کارس نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ماتحت چلنے والی ایجنسی بلیک ٹائیگر

نے باچان سے ایک پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کیا ہے اور اس سائنس دان کو ایکریمیا لایا گیا ہے"...... میکس نے کہا تو لارڈ کارس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ جسے وہ سپر ٹاپ سیکرٹ بتا کر سیکرٹری دفاع سر رچرڈ کو بتا رہا تھا اس بارے میں میکس کو اس حد تک معلومات تھیں جیسے یہ ساری کارروائی میکس نے کی ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اب تمہیں نشہ تو نہیں ہونے لگ گیا۔ کیسا سائنس دان۔ کہاں کا سائنس دان"...... لارڈ کارس نے معاملے کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"لارڈ صاحب۔ صرف ایسی باتیں کر کے معاملات کو دبایا نہیں جا سکتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران دنیا کا وہ آدمی ہے جس سے جتنا چھپایا جائے اسے اتنا ہی جلد معلوم ہو جاتا ہے اس لئے تفصیل سن لو۔ میں نے تمہاری مدد کے لئے فون کیا ہے ورنہ مجھے شوق نہیں ہے کہ ویسے ہی فضول باتیں کروں"۔ میکس نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"تم کھل کر بات کرو۔ میں سن رہا ہوں"...... لارڈ کارس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور میں چونکہ بلیک ایجنسی کے ایشیائی ڈیسک کا انچارج طویل عرصے تک رہا ہوں اس لئے میرے تعلقات عمران سے خاصے دوستانہ اور بے تکلفانہ رہے ہیں۔

بہرحال عمران نے مجھے فون کیا لیکن اس فون سے پہلے تمہارے تحت ایجنسی جس کا نام بلیک ٹائیگر ہے اور جس کا سپر ایجنٹ مائیک ہے اس کی منگیتر جین نے مجھے فون کیا اور عمران کے بارے میں پوچھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنی ایجنسی کے ایک مشن کے تحت گریٹ لینڈ گئی تھی۔ وہاں اسے ایک ایشیائی ایجنٹ مل گیا اور اس ایشیائی ایجنٹ نے عمران کی بے حد تعریف کی۔ چنانچہ میں نے بھی سمجھا کہ وہ درست کہہ رہی ہو گی۔ میں نے اسے عمران کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا لیکن پھر اچانک پاکیشیا سے عمران کی کال آ گئی۔ وہ مائیک کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس کا مائیک سے کیا تعلق ہے جبکہ مائیک کبھی پاکیشیا گیا ہی نہیں تو اس نے مجھے بتایا کہ پاکیشیائی سائنس دان کو باچان میں اغوا کر لیا گیا ہے اور اسے باچان میں اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری تک پہنچایا گیا ہے اور پھر اس سائنس دان کو باچان سے ایک قریبی جزیرے نیپان پر لے جایا گیا اور وہاں سے چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا لے جایا گیا اور اس دوران مائیک کو وہاں دیکھا گیا ہے جس پر میں نے کہا کہ صرف دیکھے جانے پر تو یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مائیک اس اغوا میں ملوث ہے تو اس نے بتایا کہ مائیک کو اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کی رہائش گاہ پر آتے جاتے دیکھا گیا ہے جس پر میں نے کہا کہ مائیک کا تعلق ایسی ایجنسی سے نہیں

ہے جس کا دائرہ کار باچان میں ایسی کارروائیوں سے ہو۔ اس کا تعلق تو بلیک ٹائیگر سے ہے۔ بلیک ٹائیگر کا کام ایکریمیا کی اہم وفاقی لیبارٹریوں کی حفاظت ہے تو اس نے مجھے کہا کہ میں یہ معلوم کر کے اسے بتاؤں کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں پہنچایا گیا ہے لیکن میں نے صاف انکار کر دیا کہ چونکہ یہ معاملہ سرکاری نوعیت کا ہے اس لئے میں اس بارے میں نہ کوئی کام کر سکتا ہوں اور نہ ہی معلومات مہیا کر سکتا ہوں۔ اس نے بھی مجھ پر زور نہ دیا اور بات ختم ہو گئی لیکن مجھے چونکہ عمران کے بارے میں علم ہے کہ وہ کس انداز میں کام کرتا ہے اس لئے لازمی بات ہے کہ وہ اب مائیک کو یا اس کے چیف کو گھیرے گا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں رکھا گیا ہے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم اپنی ایجنسی اور اس مائیک کو محفوظ کر لو تاکہ ایکریمیا کا نقصان نہ ہو سکے“...... میکس نے مسلسل بولتے ہوئے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا شکریہ میکس۔ لیکن ایکریمیا یا اس کا کوئی ایجنٹ ایسے کسی معاملے میں ملوث ہی نہیں ہے۔ بہرحال پھر بھی میں بلیک ٹائیگر کے چیف کو محتاط رہنے کا کہہ دوں گا۔ شکریہ“...... لارڈ کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پاکیشیا کا یہ ایجنٹ کس ٹائپ کا ہے اور اسے ایسی باتیں کہاں سے معلوم ہو رہی ہیں کیونکہ یہ مشن مکمل تو

مائیک نے ہی کیا ہے"...... لارڈ کارس نے رسیور رکھ کر قدرے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں تک وہ فونز کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے فونز کے آر پار دیکھ رہا ہو۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک ٹائیگر کے چیف کرنل ہیری سے بات کراؤ"...... لارڈ کارس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور پیشانی پر سوچ کی کئی لکیریں ابھری ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ کارس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل ہیری لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... لارڈ کارس نے کہا۔

"کرنل ہیری بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کرنل ہیری۔ آپ کا ایجنٹ مائیک پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکا ہے۔ اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جا

رہی ہیں"...... لارڈ کارس نے کہا۔

"مائیک نظروں میں آ چکا ہے۔ وہ کیسے جناب۔ اس کا تو کوئی براہ راست تعلق مشن سے نہیں رہا اور نہ ہی وہ کسی کے سامنے آیا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے سر"...... کرنل ہیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیک اپنے اصل چہرے میں باچان میں رہا ہے۔ اسے باچان میں اطالی سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری کی رہائش گاہ پر آتے جاتے دیکھا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کر کے قریبی جزیرے نیپان لے جایا گیا ہے اور پھر وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اسے ایکریمیا بھجوایا گیا ہے"...... لارڈ کارس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے سر"...... کرنل ہیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلیک ایجنسی کے ایشیائی ڈیسک پر کام کرنے والے میکس جو اب ماسٹر ایجنسی کے نام پر کام کر رہا ہے، کے پاکیشیائی ایجنٹ عمران سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ عمران نے فون پر یہ ساری بات اسے بتائی ہے۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اغوا شدہ سائنس دان کو کہاں بھجوایا گیا ہے لیکن میکس نے اس پوائنٹ پر کام کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ ویسے بھی اسے کیا، کسی کو بھی اس بارے

میں معلوم نہیں ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے"...... لارڈ کارس نے بات کرتے کرتے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"آپ نے ہی بتایا تھا کہ اسے ای سٹی میں رکھا جائے گا لیکن ای سٹی کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تفصیل مجھے یا مائیک کو یا کسی اور کو معلوم نہیں ہے"...... کرنل ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ صرف صدر صاحب کو یا چند اعلیٰ سطحی حکام کو علم ہے لیکن اب یہ عمران مائیک کے اور شاید تمہارے پیچھے آئے گا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں بھجوایا گیا ہے"...... لارڈ کارس نے کہا۔

"ہمیں جب معلوم ہی نہیں ہے تو ہم اسے کیا بتائیں گے۔ البتہ یہ تو ہمارے لئے اچھی بات ہے کہ وہ جارجین میں ہمارے پیچھے آئے۔ یہاں ہم آسانی سے اس کا خاتمہ کر دیں گے"۔ کرنل ہیری نے جواب دیا۔

"نہیں کرنل ہیری۔ ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے۔ اب میں نہیں چاہتا کہ مائیک یا آپ اس کے ہاتھوں کوئی نقصان اٹھائیں اس لئے مائیک کو آپ رخصت پر کسی دوسرے ملک بھجوا دیں اور آپ خود بھی اس وقت تک انڈر گراؤنڈ رہیں جب تک یہ معاملہ ختم نہیں ہو جاتا"...... لارڈ کارس نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم سر۔ میں سیکنڈ آپشن پر ٹرانسفر ہو جاتا ہوں اور مائیک کو میں حکم دے دیتا ہوں کہ وہ مستقل میک اپ کر کے

جارجین سے گریٹ لینڈ چلا جائے۔ اس طرح عمران یا اس کے ساتھی خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے"...... کرنل ہیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو اور سنو۔ مائیک جذباتی آدمی ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ مائیک خود ہی عمران کے مقابلے پر آ جائے۔ اسے تم نے سختی سے روکنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ضائع ہو جائے"...... لارڈ کارس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

ایکریمیا کی ریاست جارجین جغرافیائی طور پر دو حصوں پر مشتمل
تھی۔ آدھے سے زیادہ حصہ پہاڑیوں پر مشتمل تھا لیکن یہ پہاڑیاں
خشک اور بنجر ہونے کی بجائے انتہائی سرسبز تھیں اور ان پر خاصے
گھنے جنگلات تھے کیونکہ ریاست کے اس حصے پر سال کے آٹھ ماہ
موسلادھار بارشیں ہوتی رہتی تھیں جبکہ ریاست کا باقی حصہ ریگستان
پر منحصر تھا۔ یہاں بارش ہونا انہونی بات سمجھی جاتی تھی۔ یہاں کا
موسم خشک اور گرم رہتا تھا لیکن اس کے باوجود جہاں پہاڑیوں سے
عمارتی لکڑی اور معدنیات نکالی جاتی تھیں اور وہاں خوبصورت شہر
بسائے گئے تھے وہیں خشک اور صحرائی علاقے سے تیل نکالا جاتا تھا
اس لئے وہاں ریت پر بھی خاصے بڑے بڑے شہر بسائے گئے
تھے۔ جدید انداز کی سڑکیں تھیں۔ اس ریاست جارجین کے مغربی
علاقے میں جہاں سب سے زیادہ مقدار میں تیل نکالا جاتا تھا ایک

خاصا بڑا شہر تھا جسے پرانگ کہا جاتا تھا۔ اس شہر کی زیادہ آبادی تیل
نکالنے والے افراد سے وابستہ تھی اور چونکہ انہیں گرم خشک ماحول
میں کام کرنا پڑتا تھا اس لئے ایکریمین قانون کے مطابق انہیں عام
کارکنوں سے دوگنا تنخواہیں اور الاؤنس دیئے جاتے تھے اس لئے وہ
عام کارکنوں سے کہیں زیادہ خوشحال تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں
چونکہ قدیم ترین دور کی ایک دفن شدہ تہذیب کے آثار بھی موجود
تھے اور یہ ایسے آثار تھے جنہیں دیکھنے وہاں ملکی اور غیر ملکی سیاح ہر
وقت آتے جاتے رہتے تھے اس لئے پرانگ میں بڑے بڑے
ہوٹل، ریسٹورنٹس اور جوئے خانے موجود تھے۔ پرانگ کے لئے
آنے والے لوگ زیادہ تر کاروں پر ہی آتے تھے۔ پبلک
ٹرانسپورٹ بھی موجود تھی لیکن خوشحالی کی وجہ سے بہت کم لوگ اسے
استعمال کرتے تھے۔ پرانگ شہر کا مغربی حصہ ایک علیحدہ چھوٹے
سے شہر پر مبنی تھا۔ یہاں کی تمام عمارتوں کا رنگ گہرا نیلا تھا اور یہ
حصہ ایک دائرے کی صورت میں تھا۔ اس علاقے کے بارے میں
کہا جاتا تھا کہ یہاں چونکہ ایکریمین حکومت کے خصوصی فوجی اور
دفاعی اداروں کی عمارتیں موجود تھیں اس لئے اس علاقے کے گرد
قلعہ نما اونچی دیوار موجود تھی جس پر گہرے نیلے رنگ کی ٹائلیں لگائی
گئی تھیں اس لئے اسے بلیو ایریا کہا جاتا تھا۔ یہاں باقاعدہ فوجی
چیک پوسٹیں موجود تھیں اور سوائے خصوصی افراد کے اور کسی کو بلیو
ایریا میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ اس بلیو ایریا کی ایک بلند و

بالا عمارت کے تہہ خانے میں اس وقت پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو ایکریمین افراد موجود تھے۔ ڈاکٹر احسان کے چہرے پر تشویش اور غصے کے تاثرات موجود تھے۔

"کسی سائنس دان کو اس انداز میں اغوا کر لینا بین الاقوامی قانون کے خلاف ہے"...... ڈاکٹر احسان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر احسان۔ اس دنیا میں بنیادی طور پر طاقت کا راج قائم ہے اور ایکریمیا طاقتور ہے اس لئے وہ تمام اصول اور ضابطے جو کمزوروں کے لئے ہوتے ہیں وہ طاقتور کے لئے نہیں ہوا کرتے۔ آپ جس میزائل پر کام کر رہے تھے ایسا میزائل صرف ایکریمیا کے پاس ہونا چاہئے۔ دنیا کے کسی اور ملک کے پاس نہیں اس لئے آپ کو یہاں لایا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اب آپ کی زندہ واپسی ناممکن ہے اس لئے آپ کے سامنے دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ یہاں ایکریمیا کے لئے کام کریں۔ آپ کو ہر قسم کی سہولت اور مفادات مہیا کئے جائیں گے۔ آپ کی صدر ایکریمیا سے بھی بڑھ کر عزت کی جائے گی لیکن دوسری صورت میں ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی آپشن نہیں ہے کہ آپ کو ہلاک کر کے یہاں ریت میں دفن کر دیا جائے تاکہ ایکریمیا سے ہٹ کر اور کوئی ملک ایسے میزائل کا حامل نہ ہو سکے۔ اب یہ آپ کا اختیار ہے کہ آپ کون سا آپشن پسند کرتے ہیں"...... سامنے بیٹھے ہوئے ادھیڑ

عمر آدمی نے بظاہر بڑے شائستہ لہجے میں بات کی تھی لیکن اس کے لہجے میں دھمکی نمایاں تھی۔

"آپ کا نام کیا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔

"میرا نام کرنل گیری ہے اور میں اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج ہوں۔ یہ میرے اسسٹنٹ ہیں۔ کیپٹن براؤن"...... کرنل گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شاید اندازہ نہیں ہے کہ پاکیشیائی حکام میرے اغوا پر خاموش ہو کر نہیں بیٹھیں گے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس مجھے واپس لے جانے کے لئے ہر صورت میں کام کریں گی۔ اس طرح آپ کی اس لیبارٹری اور سائنس دانوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں آپ کے لئے بھی کام کروں اور اپنے ملک پاکیشیا کے لئے بھی"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل گیری بے اختیار مسکرا دیا۔

"ڈاکٹر احسان۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ آپ کہاں موجود ہیں اس لئے آپ کے ذہن میں ایسی بات آئی ہے۔ میں آپ کو مختصر طور پر بتا دوں کہ اس بلیو ایریا کو سرکاری طور پر ای سٹی کہا جاتا ہے۔ ای سٹی سے مطلب ہے الیکٹرونکس سٹی۔ یہاں رہنے والے ہر مرد کے جسم میں ایک مخصوص چپ لگا دی جاتی ہے جو اس کے خون کے دوڑنے پر کام کرتی رہتی ہے اور یہاں کا کنٹرول سسٹم بھی چپ کو باقاعدہ چیک کرتا رہتا ہے اور چپ اسے بتاتی رہتی ہے کہ چپ

کا حامل فرد اس وقت کہاں موجود ہے اور اس کی چوبیس گھنٹے نگرانی
کی جاتی ہے اور وہ کسی صورت بھی یہاں سے باہر نہیں جا سکتا
کیونکہ جیسے ہی وہ ای سٹی سے باہر کسی صورت میں بھی جاتا ہے تو
اسے خودبخود ایسا الیکٹرونکس شاک لگتا ہے اور وہ بے ہوش ہو کر گر
پڑتا ہے۔ البتہ جس شخص کو حکومت باہر جانے کی خصوصی اجازت
دیتی ہے تو اس مخصوص چپ کو مخصوص وقت کے لئے آف کر دیا
جاتا ہے اور پھر اگر وہ آدمی بلیو ایریا میں اس وقت تک واپس پہنچ
جائے تو ٹھیک ورنہ وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور تب تک اسے کسی
صورت ہوش نہیں آ سکتا جب تک اسے ای سٹی میں واپس نہ لایا
جائے اور اگر بے ہوش ہونے کے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اسے
واپس نہ لایا جا سکے یا وہ نہ آئے تو پھر چپ کے فائنل شاک کی
وجہ سے وہ آدمی ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کی موت کو کوئی نہیں
روک سکتا۔ اس طرح بلیو ایریا میں بغیر چپ کے جو آدمی داخل ہوتا
ہے وہ فوری طور بے ہوش ہو جاتا ہے اور اسے اس وقت تک ہوش
نہیں آ سکتا جب تک اسے ای سٹی سے باہر نہ لے جایا جائے اور
اگر اسے باہر نہ لے جایا جائے تو چوبیس گھنٹوں کے بعد وہ آدمی
اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک ہو جاتا ہے اس لئے یہاں کوئی
غیر متعلقہ فرد کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اگر داخل ہو بھی تو
وہ پہلے بے ہوش اور پھر ہلاک ہو جاتا ہے۔ آپ کو بھی جب بے
ہوشی کے عالم میں یہاں لایا گیا تو آپ کے جسم میں بھی چپ ڈال

دی گئی اس لئے آپ کو ہوش بھی آ گیا اور آپ یہاں اطمینان سے
بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اب کسی صورت بغیر خصوصی اجازت کے ای
سٹی سے باہر نہیں جا سکتے اور نہ ہی باہر کا کوئی آدمی آپ کو چھڑانے
کے لئے اندر آ سکتا ہے اس لئے آپ یہ خیال دل سے نکال
دیں۔ دوسری بات یہ کہ اس ای سٹی کے بارے میں صرف یہاں
کے لوگ جانتے ہیں یا پھر ایکریمیا کے صدر سمیت صرف چند اعلیٰ
حکام ورنہ اس بارے میں اور کوئی نہیں جانتا۔ یہاں سے باہر سوائے
چند افراد کے اور کوئی نہیں جا سکتا اور یہاں باہر سے خصوصی اجازت
سے صرف فون سنا جا سکتا ہے۔ باہر کے سب عام لوگ اسے بلیو
ایریا کے نام سے جانتے ہیں اور بس، اس لئے آپ یہ بات ہی
ذہن سے نکال دیں کہ آپ یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں یا باہر سے
کوئی آدمی یہاں آ کر آپ کو یہاں سے واپس لے جا سکتا
ہے“...... کرنل گیری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ مجھے سوچنے دو“...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ آپ کو ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے کہ آپ اچھی طرح
سوچ لیں کہ آپ ایکریمیا کے لئے کام کر کے تمام سہولیات حاصل
کرنا چاہتے ہیں یا موت کو قبول کرتے ہیں۔ ہم ایک گھنٹے بعد
آئیں گے اور اگر آپ نے زندہ رہنے کا فیصلہ کیا تو آپ کو انتہائی
عزت و احترام کے ساتھ لیبارٹری پہنچا دیا جائے گا جہاں کے آپ
انچارج ہوں گے اور تمام ایکریمین سائنس دان آپ کے تحت کام

کریں گے''۔۔۔۔۔ کرنل گیری نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا اسسٹنٹ کیپٹن براؤن بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ڈاکٹر احسان کے سر ہلانے پر وہ دونوں مڑے اور کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ دروازے کو باہر سے لاک کئے جانے کی مخصوص آواز بھی ڈاکٹر احسان کو واضح طور پر سنائی دی۔

''میرا خیال ہے کہ مجھے انتظار کرنا چاہئے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر احسن نے اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچا اور پھر کافی دیر تک ٹہلنے کے بعد آخرکار وہ اس فیصلے پر پہنچ گئے کہ ایکریمیا کے لئے کام کیا جائے اور کسی امداد یا کسی اچھے موقع کا انتظار کیا جائے۔ یہی بہتر فیصلہ ہو گا اور یہ فیصلہ کر کے وہ واپس کرسی پر بیٹھ گئے اور پھر ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور کرنل گیری اور کیپٹن براؤن اندر داخل ہوئے۔

''بہت شکریہ ڈاکٹر احسان۔ آپ نے آخرکار فیصلہ کر لیا ہے''۔۔۔۔۔ کرنل گیری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان چونک پڑے۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تو میں نے کوئی بات ہی نہیں کی''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے اس دوران جو کچھ سوچا ہے اور پھر جس نتیجے پر آپ پہنچے ہیں وہ سب کنٹرول روم میں ماہرین کو سکرین پر نظر آتا رہا ہے اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ

جب تک آپ کو فرار ہونے کا کوئی اچھا موقع نہ ملے یا آپ کو یہاں سے برآمد نہ کر لیا جائے آپ ہمارے لئے کام کریں گے اور چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ نہ یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی یہاں کوئی اجنبی داخل ہو سکتا ہے اس لئے ہمیں آپ کی اس سوچ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بہرحال آپ نے یہاں کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کی آپ کو مبارک باد اور اب آپ کو واقعی یہاں بہت عزت و احترام دیا جائے گا''۔۔۔۔۔ کرنل گیری نے جواب دیا تو ڈاکٹر احسان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ سمجھ گئے تھے کہ کرنل گیری درست کہہ رہا ہے اس لئے اب انہیں واقعی یہاں کام کرنا پڑے گا۔

عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس وقت اپنے فلیٹ
میں موجود تھا۔ چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھی ہوئی تھی لیکن وہ
چائے پی نہ رہا تھا۔ اس کا ذہن اس بات پر اٹکا ہوا تھا کہ باوجود
کوشش کے وہ اب تک یہ معلوم نہ کر سکا تھا کہ ڈاکٹر احسان کو
ایکریمیا میں کہاں لے جایا گیا ہے۔ ایکریمیا نہ صرف بہت بڑا
ملک تھا بلکہ ایک براعظم تھا اس لئے جب تک ٹارگٹ کا تعین نہ ہو
جائے تب تک وہاں جانا صرف وقت ضائع کرنے کے مترادف تھا
گو اس نے اپنی طرف سے ہر طرح کی کوشش کر لی تھی لیکن ٹارگٹ
کا تعین نہ ہو سکا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ مائیک، جس نے
ڈاکٹر احسان کو باچان سے اغوا کرایا تھا اسے بھی یہ نہیں بتایا گیا تھا
کہ ڈاکٹر احسان کو کہاں لے جایا جائے گا حتیٰ کہ اس کے چیف
کے بارے میں بھی اس نے تسلی کر لی تھی لیکن اسے بھی ٹارگٹ کا

علم نہ تھا اور جیسے جیسے دیر ہوتی جا رہی تھی اس کی پریشانی بڑھتی جا
رہی تھی کیونکہ سرداور کے بقول ڈاکٹر احسان کی برآمدگی جس قدر
جلد ممکن ہو سکتی ہے اتنا ہی پاکیشیا کو فائدہ ہو گا لیکن اب جب
معلوم ہی نہ ہو رہا تھا کہ وہ کہاں ہیں تو عمران کیا کر سکتا تھا۔ ابھی
وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ سلیمان اندر داخل ہوا اور پھر عمران
کے سامنے پڑی چائے کی پیالی کو بھرا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"کیا بات ہے صاحب۔ آپ ذہنی طور پر بہت الجھے ہوئے
ہیں"...... سلیمان نے ہمدردانہ لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں سلیمان۔ ٹارگٹ واضح نہیں ہو رہا اور میں واقعی بری
طرح الجھ گیا ہوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"کون سا ٹارگٹ"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو
عمران نے اسے ڈاکٹر احسان کے باچان میں اغوا اور ایکریمیا میں
کہیں لے جانے کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔ گو عمران کو
معلوم تھا کہ سلیمان اس بارے میں اسے کوئی مشورہ نہ دے سکے گا
لیکن چونکہ وہ ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا اس لئے سلیمان سے
اس معاملے میں بات کرتے ہوئے اسے اپنے ذہن پر موجود دباؤ
میں کمی محسوس ہو رہی تھی اس لئے وہ باقاعدہ سلیمان سے اس طرح
مشورہ کر رہا تھا جیسے سلیمان واقعی اس کا مسئلہ حل کر دے گا۔

"آپ کے وہ دوست آپ کے کام نہیں آئے جو پہلے ایسے
معاملات میں کام کرتے رہتے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"نہیں۔ سب نے کہا ہے کہ انہیں نہ معلوم ہے اور نہ ہی معلوم ہوسکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ایکریمیا کا صدر ہی بتا سکے گا۔ اس سے پوچھ لیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ٹھنڈی ہو جانے والی چائے کی پیالی اٹھا کر واپس مڑ گیا۔

"ایکریمیا کا صدر۔ اوہ۔ اوہ ہاں۔ اسے لازماً معلوم ہوگا لیکن اس سے پوچھا کیسے جائے"...... عمران نے اس انداز میں اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی کو سنا رہا ہو جبکہ کمرہ خالی تھا۔ سلیمان واپس جا چکا تھا۔ عمران ذہن پر زور دیتا رہا لیکن کوئی ترکیب واقعی اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ سلیمان ایک بار پھر کمرے میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی جس میں سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔

"کچھ سمجھ میں آیا صاحب۔ نہیں تو یہ گرما گرم چائے پئیں۔ دماغ کے خلیئے کھل جائیں گے"...... سلیمان نے کہا اور چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

"اچھا۔ چلو پی کر دیکھ لیتے ہیں۔ ویسے تم تو حریرے مقوی دماغ کھاتے رہتے ہو۔ کیا تمہارا دماغ ابھی تک اس قابل نہیں ہوا کہ مشورہ دے سکو" عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"میں تو اپنا حساب کتاب یاد رکھنے کے لئے حریرہ مقوی دماغ کھاتا رہتا ہوں لیکن آپ کو مشورہ تو دے سکتا ہوں۔ آپ براہ

راست صدر ایکریمیا کو فون نہیں کر سکتے تو وزیر دفاع یا وزیر سائنس جس کے تحت یہ سائنس دان اور سائنسی لیبارٹریاں ایکریمیا میں ہوتی ہیں انہیں فون کر دیں۔ ان کی سیکرٹریوں کو فون کر دیں۔ ان کے ڈرائیوروں سے پوچھ لیں۔ ان کے باورچیوں سے بات کر لیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ ایکریمیا میں اعلیٰ سائنسی لیبارٹریاں واقعی سیکرٹری دفاع کے تحت ہوتی ہیں بلکہ ایسی تمام سروسز جو سائنس دانوں کو اغوا کرتی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کھولی۔ اس میں موجود ایک ڈائری نکال کر اس نے الماری بند کر دی اور پھر واپس آ کر اس نے چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگائی اور آخری گھونٹ بھر کر اس نے پیالی ایک طرف رکھی اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ڈائری کھولی اور اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ یہ ایسی ڈائری تھی جس میں اس نے دانش منزل والی ضخیم ڈائری سے ہٹ کر ایسے نام و ایڈریس اور ان کے فون نمبرز نوٹ کر رکھے تھے جو سرکاری افسران کے تھے اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو۔ ٹاپ رینک آفیسرز کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"میں کافرستان سے رمیش بول رہا ہوں۔ سپیشل سیکرٹری ٹو سیکرٹری دفاع"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیکرٹری دفاع کافرستان ایکریمیا کے دفاعی سیکرٹریٹ میں کام کرنے والے آفس سپرنٹنڈنٹ میتھو سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان سے بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں معلوم کرتی ہوں۔ ہولڈ کریں" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میتھو بول رہا ہوں سپرنٹنڈنٹ ڈیفنس سیکرٹریٹ"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر میتھو۔ آپ کوئی ایسا نمبر دے دیں جس پر آپ سے بات ہو سکے اور آپ دس لاکھ ڈالرز کما سکیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے"...... میتھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام رمیش ہے اور میں کافرستان کے سیکرٹری دفاع جناب راجندر شرما کا پرسنل سیکرٹری ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ سے کوئی علیحدہ خاص نمبر لے لوں تاکہ سیکرٹری صاحب آپ سے بات کر سکیں اور آپ کو معمولی سی بات چیت کے بعد دس لاکھ ڈالرز مل سکیں"...... عمران نے کہا۔

"کس قسم کی بات چیت"...... میتھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی بات چیت جس کا تعلق آپ کے آفس سے ہی ہے اور آپ اگر دس لاکھ ڈالرز کمانا نہیں چاہتے تو واضح کر دیں۔ آپ کے آفس میں اور کئی لوگ موجود ہیں جو دس لاکھ ڈالرز کو اہمیت دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر جا رہا ہوں۔ وہاں کا نمبر نوٹ کر لیں"...... میتھو نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"یہ سرکاری نمبر تو نہیں۔ محفوظ نمبر ہے یا"...... عمران نے کہا۔

"یہ خصوصی نمبر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں ڈیڑھ گھنٹے بعد دوبارہ اس نمبر پر فون کروں گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی تھی کیونکہ سلیمان کے مشورے کے بعد اسے یہ راستہ نظر آیا تھا کہ ایسے لوگ جب پھنسے ہوئے ہوں تو وہ سب اصول وغیرہ بھول جاتے ہیں۔ اس کی ڈائری میں میتھو کے بارے میں یہ ہدایات بھی درج تھیں اور چونکہ میتھو لازماً رات کے وقت ٹاپ رینک آفیسرز کلب جاتا تھا اس لئے وہاں اس سے آسانی سے بات ہو سکتی ہے اور اس وقت چونکہ پاکیشیا میں شام کا وقت تھا جبکہ ایکریمیا میں رات خاصی گزر چکی تھی اس لئے

اسے یقین تھا کہ میٹھو کلب میں موجود ہوگا اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ اس نے رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب"...... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"جی صاحب"...... چند لمحوں بعد سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مشورہ دس لاکھ ڈالرز میں پڑنے والا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صرف دس لاکھ ڈالرز۔ اچھا"...... سلیمان نے اس انداز میں کہا جیسے دس لاکھ ڈالرز اس کے سامنے معمولی سی اہمیت بھی نہ رکھتے ہوں۔

"ارے پاکیشیائی دس لاکھ روپے بڑی اہمیت رکھتے ہیں جبکہ میں نے دس لاکھ ڈالرز کہا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں بھی ڈالروں کی ہی بات کر رہا ہوں۔ بہرحال آپ کے چہرے پر چھائی ہوئی مایوسی دور ہوئی ورنہ مجھے تو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر آپ اسی طرح ڈپریشن کا شکار رہے تو میرا سارا حساب کتاب جو تقریباً دس کروڑ ڈالرز کے قریب ہے، ڈوب جائیں گے"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"دس کروڑ ڈالرز۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... عمران نے چیختے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو ایک حساب ہے۔ باقی حساب پھر کبھی بتاؤں گا"۔ سلیمان نے رک کر مڑتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم سود کا حساب کر رہے ہو۔ کیوں"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولاقوۃ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سود تو حرام ہے۔ میں نے تو حساب کتاب کی سپیڈ بڑھا دی ہے"...... سلیمان نے سود کی بات سن کر بھڑکتے ہوئے کہا۔

"سپیڈ کیسے تیز کر دی اور کیوں کر دی"...... عمران نے کہا۔

"اگر بجلی کے حکام بجلی کے میٹرز کو چالیس فیصد تیز کر سکتے ہیں اور کوئی احتجاج نہیں کر سکتا تو میں نے اگر اپنا حساب کتاب دس پندرہ فیصد تیز کر دیا ہے تو آپ خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"چالیس فیصد تیز میٹر۔ حیرت ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر جانے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میٹھو بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی میٹھو کی آواز سنائی دی۔

"رمیش بول رہا ہوں۔ کافرستان سے"...... عمران نے کہا۔

"اب بتایئے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور آپ نے دس لاکھ ڈالرز کی کیا بات کی تھی اور آپ کس طرح اسے مجھ تک پہنچائیں گے"...... میتھو نے کہا۔ اس کے لہجے میں دس لاکھ ڈالرز کہتے ہوئے جو تیزی اور اشتیاق کی کیفیت ظاہر ہو رہی تھی اسے عمران بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"چند خاص معلومات چاہئیں مسٹر میتھو۔ اگر آپ بغیر کسی پوچھ گچھ کے یہ معلومات مہیا کر دیں تو آپ کو ابھی اسی وقت دس لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک مل جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"کون سی معلومات اور آپ تو بقول آپ کے کافرستان سے بول رہے ہیں۔ پھر مجھے فوری طور پر کیسے گارینٹڈ چیک مل سکے گا"...... میتھو نے ہوشیاری دکھاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر میتھو۔ آپ کے شہر میں بھی ہمارے نمائندے موجود ہیں۔ آپ وعدہ کریں کہ معلومات مہیا کریں گے تو ایک گھنٹے بعد آپ کے پاس ہمارا نمائندہ پہنچ جائے گا اور وہ آپ کو دس لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک دے گا۔ پھر آپ اس کی موجودگی میں فون پر یہ معلومات ہمیں مہیا کر دیں گے اور اس کے بعد سب کچھ بھلا دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیسی معلومات آپ چاہتے ہیں"...... میتھو نے کہا۔

"آپ وزارت دفاع سیکرٹریٹ کے سپرنٹنڈنٹ ہیں اور

ہمارے پاس ثبوت موجود ہے کہ آپ اس بارے میں جانتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو مجبور نہیں کیا جائے گا کیونکہ آپ کے اور ساتھی بھی ہیں جو اس سے کم رقم پر ہمیں معلومات مہیا کر سکتے ہیں لیکن آپ بڑے افسر ہیں اس لئے ہم آپ سے یہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بتائیں کیا معلومات آپ چاہتے ہیں"۔ میتھو نے کہا۔

"ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی بلیک ٹائیگر نے باچان سے ایک پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو اغوا کرایا اور اسے ایکریمیا میں کسی بڑی خفیہ لیبارٹری میں پہنچا دیا گیا ہے۔ ہم یہی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ انہیں کہاں پہنچایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کا تعلق تو کافرستان سے ہے۔ آپ کا اس سے کیا تعلق"...... میتھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر میتھو۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ پاکیشیا اور کافرستان میں ازلی دشمنی موجود ہے۔ اغوا ہونے والے ڈاکٹر احسان پاکیشیا کے لئے آئندہ صدی کا میزائل تیار کر رہے تھے جس سے کافرستان کی سالمیت کو شدید خطرات لاحق تھے اور ابھی ہم اس بات کا جائزہ لے رہے تھے کہ کافرستان کو اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھانے چاہئیں کہ اطلاع ملی کہ ایکریمیا کی بلیک ٹائیگر تنظیم نے باچان سے اس سائنس دان ڈاکٹر احسان کو اغوا کرایا اور اب اسے ایکی

لیبارٹری میں رکھا گیا ہے جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔ ہماری حکومت دس لاکھ ڈالرز کی خطیر رقم اس لئے خرچ کر رہی ہے تاکہ ہماری پوری طرح تسلی ہو جائے کہ ڈاکٹر احسان کو جہاں رکھا گیا ہے وہاں سے وہ واپس نہ آ سکے گا“...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کو میرا نام اور بلیک ٹائیگر کے بارے میں کس نے بتایا“...... میتھو نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مسٹر میتھو۔ یہ حکومتی معاملات ہیں۔ ایسی خبریں حکومتوں سے چھپی نہیں رہتیں اور جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی ہمیں بریف کیا گیا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور اب باتیں بہت ہو گئی ہیں۔ اب اصل بات پر آ جائیں“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے دس لاکھ ڈالرز کا چیک دیں“...... میتھو نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اب کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

”آپ اپنا ایڈریس بتا دیں۔ ہمارا آدمی جو آپ کو اپنا نام کارل بتائے گا، آپ کی رہائش گاہ پر پہنچ کر آپ کو چیک دے گا اور مجھے اطلاع دے گا۔ میں فون پر آپ سے معلومات لوں گا اور پھر اپنے آدمی کو واپس جانے کا کہہ دوں گا“...... عمران نے کہا تو میتھو نے اپنی رہائشی پتہ بتا دیا جہاں وہ موجود تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور

پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ گراہم بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ایکریمیا میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

”چیف بول رہا ہوں“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ حکم“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ایک ایڈریس نوٹ کرو“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایڈریس بتا دیا جو میتھو نے اسے فون پر بتایا تھا۔

”یس چیف۔ نوٹ کر لیا ہے چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم ابھی اور اسی وقت اس ایڈریس پر جاؤ۔ وہاں وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ کا سپرنٹنڈنٹ میتھو موجود ہو گا۔ تم نے اسے دس لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک دینا ہے اور پھر ٹرانسمیٹر پر عمران کو سپیشل کاشن دینا ہے لیکن یہ سن لو کہ عمران نے میتھو سے اپنا تعارف رمیش کے طور پر کرایا ہے اور رمیش کافرستان سیکرٹری دفاع کا پرسنل سیکرٹری ہے اس لئے تم نے بھی اپنے آپ کو کافرستانی ایجنٹ بتانا ہے“...... عمران نے بطور چیف، گراہم کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید

کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر اس نے عقبی الماری کھول کر
اس میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھا کر الماری بند کی اور پھر
ٹرانسمیٹر میز پر رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی
مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر
سے تیز سیٹی کی آواز دو بار سنائی دی اور پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو
عمران سمجھ گیا کہ یہ گراہم کی طرف سے سپیشل کاشن دیا گیا ہے۔ اس
نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رمیش بول رہا ہوں کافرستان سے۔ کیا آپ کو گارینٹڈ چیک
مل گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مل گیا ہے اور آپ کا آدمی بھی یہاں موجود ہے"۔
میتھو نے کہا۔

"اسے رسیور دیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ کارل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد گراہم کی آواز
سنائی دی۔

"کارل۔ اب تم واپس چلے جاؤ"...... عمران نے اس بار اپنے
اصل لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... گراہم نے جواب دیا۔

"آپ کا آدمی چلا گیا ہے"...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد
میتھو کی آواز سنائی دی۔

"اب آپ تفصیل سے معلومات مہیا کر دیں لیکن میں آپ کو

پہلے آگاہ کر دوں کہ یہ معاملہ ایک حکومت سے متعلق ہے اور اگر
حکومت آپ کو خطیر رقم دے سکتی ہے تو غلط بیانی یا دھوکہ دینے کی
صورت میں آپ کو پوری دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی اس لئے آپ
جو درست ہے وہ بتا دیں"...... عمران نے اسے باقاعدہ دھمکی دیتے
ہوئے کہا۔ اس نے یہ دھمکی اس لئے دی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ
اب دس لاکھ ڈالرز کی خطیر رقم کا چیک وصول کرنے کے بعد وہ
غصہ کھا کر اسے واپس لئے جانے کا خطرہ مول نہیں لے گا۔

"میں آپ کو درست معلومات دوں گا۔ پاکیشیا کے سائنس دان
ڈاکٹر احسان کو ایکریمین ریاست جارجین کے شہر پرانک میں واقع
ای سٹی میں رکھا گیا ہے۔ اس ای سٹی میں اعلیٰ ترین میزائل
لیبارٹریاں ہیں"...... میتھو نے جواب دیا تو عمران ای سٹی کے الفاظ
سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ای سٹی سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا یہ سٹی کا نام ہے"۔
عمران نے کہا۔

"ای سٹی سے مراد الیکٹرونکس سٹی ہے۔ یہ خصوصی شہر ہے جو مکمل
طور پر کمپیوٹرائزڈ کنٹرول ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں
ہے"...... میتھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے وہاں پرانک میں ای سٹی ہی کہتے ہیں"...... عمران نے
پوچھا۔

"نہیں۔ ای سٹی تو اس کا کوڈ نام ہے۔ عام طور پر اسے بلیو

ایریا کہا جاتا ہے"...... میتھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے کہ ڈاکٹر احسان کو وہاں بھجوایا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں آفس سپرنٹنڈنٹ ہوں اور یہ ای سٹی اور اس میں موجود لیبارٹریاں سیکرٹری دفاع سر رچرڈ کے تحت آتی ہیں لیکن سر رچرڈ صرف انتظامی انچارج ہیں۔ وہ وہاں جا نہیں سکتے کیونکہ وہ ای سٹی ہے۔ وہاں صرف مخصوص لوگ ہی جاتے ہیں اور رہتے ہیں۔ وہاں ایکریمیا کا صدر بھی نہیں جا سکتا"...... میتھو نے بڑے پرجوش سے لہجے میں کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"اوکے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ آج سے پہلے یہ ای سٹی والی بات اس نے نہیں سنی تھی اور وہ جانتا تھا کہ گو ویسے تو ایک پورے شہر کو کمپیوٹرائزڈ کنٹرول کرنا تقریباً ناممکن ہے لیکن ایکریمیا بہرحال اتنے وسائل بھی رکھتا ہے اور ایسے سائنس دان بھی کہ وہ ایسا کر سکتے تھے لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر ڈاکٹر احسان کو واقعی ای سٹی میں لے جایا گیا ہے تو پھر وہاں داخل ہو کر انہیں واپس لے آنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے سامنے رکھی ہوئی ڈائری اٹھائی اور ایک بار پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی لیکن کسی

صفحے پر اس کی نظریں جم نہ سکیں تو وہ اٹھا اور اس نے ڈائری واپس الماری میں رکھ کر الماری کو بند کیا اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن اس کے ذہن میں مسلسل ای سٹی کے الفاظ ہی گونج رہے تھے۔

اکریمیا کے سیکرٹری دفاع سر رچرڈ چھوٹے قد کے لیکن بڑی بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ چوڑے چہرے اور بھاری آواز کے ساتھ ساتھ ان کی آنکھوں میں موجود تیز چمک ان کی ذہانت کی ترجمانی کرتی تھی۔ رعب دار چہرے پر سختی کے تاثرات اسے مزید رعب دار بنا رہے تھے۔ سر رچرڈ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کیونکہ اکریمیا سپر پاور تھی اور ایسی سپر پاور کا سیکرٹری دفاع تقریباً ہر وقت مصروف رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سر رچرڈ کو بھی کلب جانے کا وقت بہت کم ملتا تھا ورنہ چوبیس گھنٹوں میں سے اٹھارہ بیس گھنٹے انہیں مسلسل کام کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک اہم فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن ان کی نظریں فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"یس"...... سر رچرڈ نے سخت اور خشک لہجے میں کہا۔

"سیکرٹریٹ سیکورٹی انچارج کرنل نیلسن بات کرنا چاہتے ہیں سر"...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... سر رچرڈ نے اسی طرح سخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔ یہ شاید ان کا مخصوص انداز تھا۔

"سر۔ آپ کے آفس سپرنٹنڈنٹ میتھو نے اپنے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک جمع کرایا ہے"...... کرنل نیلسن نے کہا تو سر رچرڈ پہلی بار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"دس لاکھ ڈالرز"...... سر رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کرنل نیلسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ تو معلوم ہے کہ وہ جواء کھیلنے کا عادی ہے اور بعض اوقات بھاری رقومات جیت لیتا ہے لیکن دس لاکھ ڈالرز تو اس کے لحاظ سے خاصی بڑی رقم ہے"...... سر رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اگر وہ یہ رقم جوئے میں حاصل کرتا تو یا تو یہ نقد رقم ہوتی یا پھر مقامی چیک ہوتا۔ گارینٹڈ چیک تو جواء خانے والے نہیں دیا کرتے۔ گارینٹڈ چیک تو رقم دینے والے کی شناخت چھپانے اور لینے والے کی تسلی کے لئے ہوتے ہیں کہ چیک ہر صورت میں کیش

ہو جائے گا اس لئے یہ چیک جواء خانے سے جاری نہیں کیا جا سکتا"...... کرنل نیلسن نے کہا تو سر رچرڈ ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس طرف تو میرا ذہن ہی نہیں گیا تھا لیکن وہ ایسا چیک کہاں سے لے سکتا ہے"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"سر۔ میرا تعلق سیکورٹی سے ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ ایسے چیک اس وقت دیئے اور لئے جاتے ہیں جب ایک دوسرے کو معلومات فروخت کی جاتی ہیں یا کوئی منصوبہ بندی کی جاتی ہے"...... کرنل نیلسن نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میتھو اب اس سطح پر اتر آیا ہے۔ ویری بیڈ"...... سر رچرڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ اگر اجازت دیں تو اس سے انکوائری کی جائے"۔ کرنل نیلسن نے کہا۔

"ہاں۔ ضرور کرو۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... سر رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہوں نے میز کی سائیڈ میں موجود ریک میں رکھی شراب کی بوتلوں میں سے ایک چھوٹی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر بوتل منہ سے لگا لی۔ وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ شراب پینے کے بھی عادی تھے۔ جیسے جیسے شراب ان کے حلق سے

نیچے اترتی جا رہی تھی ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ہلکے ہوتے جا رہے تھے اور پھر چھوٹی بوتل ختم ہوتے ہی انہوں نے بوتل تو سائیڈ میں رکھی ہوئی بڑی سی باسکٹ میں اچھال دی البتہ اب ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات غائب ہو گئے تھے اور وہ پہلے کی طرح بڑے اطمینان بھرے انداز میں فائل پر جھک گئے۔ اس فائل کے بعد انہوں نے دو اور فائلیں پڑھی ہوں گی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر رچرڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سیکرٹریٹ سیکورٹی انچارج کرنل نیلسن بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل نیلسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل نیلسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... سر رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ میتھو نے کافرستان کو خاص معلومات مہیا کرنے کا اقرار لیا ہے"...... کرنل نیلسن نے کہا تو سر رچرڈ چونک پڑے۔

"کافرستان کو معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ کون سی معلومات"۔ سر رچرڈ نے کہا۔

"سر۔ اس کا کہنا ہے کہ اس بارے میں وہ صرف آپ کو بتا

سکتا ہے''...... کرنل نیلسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے میرے آفس میں لے آؤ''...... سر رچرڈ نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر فون پیس کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل نیلسن آفس سپرنٹنڈنٹ میتھو کو لے کر میرے آفس میں آ رہے ہیں۔ انہیں آنے دیا جائے''...... سر رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کافرستان نے دس لاکھ ڈالرز میں میتھو سے کیا معلومات حاصل کی ہوں گی۔ وہ لوگ تو اتنی بڑی رقم خرچ کرنے سے پہلے ہزار بار سوچتے ہیں''...... سر رچرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازے پر پہلے ہلکی سی دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھلا اور میتھو اندر داخل ہوا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے کرنل نیلسن تھا۔

''بیٹھو میتھو اور مجھے سب تفصیل سے بتا دو''...... سر رچرڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ مگر''...... میتھو نے جواب دیتے ہوئے سر اٹھا کر کرنل نیلسن کی طرف دیکھا۔

''کرنل نیلسن۔ آپ میرے پرسنل سیکرٹری کے آفس میں

بیٹھیں۔ جب ضرورت ہو گی تو آپ کو کال کر لیا جائے گا''...... سر رچرڈ نے میتھو کے اشارے کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... کرنل نیلسن نے کہا اور اٹھ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ لیکن سب کچھ سچ بتا دو گے تو میں تمہارے لئے نرم سلوک کی سفارش کروں گا ورنہ تم سیکورٹی والوں کو جانتے ہو۔ ان کا تھرڈ ڈگری تشدد اچھے اچھے اعصابی طور پر طاقتور افراد کو زبان کھولنے پر مجبور کر دیتا ہے''...... سر رچرڈ نے کہا۔

''سر۔ میں آپ کو سب کچھ تفصیل سے اور سچ بتا دیتا ہوں۔ میں کل رات ٹاپ رینک آفیسرز کلب میں تھا کہ مجھے استقبالیہ کی طرف سے کال کیا گیا کہ میرے لئے کافرستان سے کال ہے۔ میں نے کال اٹنڈ کی تو مجھے بتایا گیا کہ کال کرنے والا رمیش نامی کافرستانی ہے جو کافرستان کے سیکرٹری دفاع کا پرسنل سیکرٹری ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ اسے مجھ سے چند عام سی معلومات چاہئیں جس کے عوض وہ مجھے دس لاکھ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک ادا کر سکتا ہے۔ میرے اصرار کے باوجود اس نے معلومات کے بارے میں نہیں بتایا بلکہ اصرار کیا کہ کسی محفوظ فون پر بات کی جائے تو میں نے اسے اپنی رہائش گاہ کا فون نمبر دے دیا اور میں کلب سے اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے وہاں فون کیا۔ میں نے پہلے چیک مانگا تو اس نے اپنا ایک آدمی جس کا نام کارل تھا، میری رہائش گاہ پر بھجوا دیا

اور اس نے مجھے دس لاکھ ڈالرز کا گارینٹڈ چیک دے دیا اور واپس چلا گیا تو اس رمیش کی کال آ گئی۔ اس کو اس کے آدمی نے بتا دیا تھا کہ چیک میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو ایکریمین تنظیم بلیک ٹائیگر نے اغوا کرایا ہے۔ اس سائنس دان کو کہاں رکھا گیا ہے''...... میتھو نے کہا تو سر رچرڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''کافرستان کا اس سے کیا تعلق''...... سر رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہی بات میں نے اس سے پوچھی تھی سر۔ اس نے کہا کہ کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان بے پناہ دشمنی ہے اور ڈاکٹر احسان پاکیشیا میں کسی خصوصی میزائل کی تیاری پر کام کر رہا تھا جس پر کافرستان کو بھی بے حد تشویش تھی لیکن پھر اچانک ڈاکٹر احسان کو اغوا کر لیا گیا اور کافرستانی ایجنٹوں نے معلوم کر لیا کہ گو یہ اغوا باچان سے ہوا ہے لیکن یہ ایکریمیا کی تنظیم بلیک ٹائیگر نے کرایا ہے اور ڈاکٹر احسان کو ایکریمیا کی کسی لیبارٹری میں لے جایا گیا ہے تو وہ اب دس لاکھ ڈالرز خرچ کر کے کنفرم کرنا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر احسان محفوظ ہاتھوں میں ہے یا نہیں۔ مجھے چونکہ رقم کی اشد ضرورت تھی اور میں نے انہیں جو کچھ بتایا اس سے کوئی حرج نہ ہوتا تھا اس لئے میں نے انہیں بتا دیا کہ ڈاکٹر احسان کو ریاست جارجین میں واقع ای سٹی میں رکھا گیا ہے اور ای سٹی کا مطلب ہے

الیکٹرونکس سٹی۔ اس نے مزید تفصیل پوچھی تو میں نے اسے بتا دیا کہ جارجین کے شہر پرانک کے کہیں قریب واقع ہے اور اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے اور بس۔ اس کے بعد نجانے کیسے یہ کال ٹریس ہو گئی''...... میتھو نے کہا۔

''کال ٹریس نہیں ہوئی۔ گارینٹڈ چیک پر چیکنگ کرنے والوں کو حیرت ہوئی''...... سر رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھایا اور فون کے نچلے حصے میں موجود سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا۔

''یس سر''...... ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کرنل نیلسن کو میرے آفس بھجوا دیں''...... سر رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ میتھو سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل نیلسن اندر داخل ہوا۔

''اسے لے جاؤ۔ اس نے حکومت کا ٹاپ سیکرٹ آؤٹ کیا ہے۔ اسے بہرحال قانون کا سامنا کرنا پڑے گا''...... سر رچرڈ نے کہا۔

''یس سر''...... کرنل نیلسن نے کہا اور بازو سے پکڑ کر میتھو کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کیا اور اسی طرح بازو سے پکڑے کمرے سے باہر لے گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی سر رچرڈ نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور فون کے نچلے حصے میں موجود سفید بٹن کو پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کافرستان کے سیکرٹری دفاع سے میری بات کراؤ"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"جناب۔ پرتاب سنگھ سیکرٹری دفاع کافرستان لائن پر ہیں جناب"...... پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ پرتاب سنگھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"رچرڈ بول رہا ہوں پرتاب سنگھ صاحب۔ کیا آپ کے پرسنل سیکرٹری کا نام رمیش ہے"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"رمیش۔ نہیں۔ اس نام کا تو کوئی آدمی ہمارے پورے سٹاف میں نہیں ہے۔ میرے پرسنل سیکرٹری کا نام تو آنند ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... سیکرٹری دفاع نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آفس کے ایک سپرنٹنڈنٹ سے ایک صاحب نے فون پر کہا کہ اس کا نام رمیش ہے اور وہ کافرستان کے سیکرٹری دفاع کا

پرسنل سیکرٹری ہے۔ وہ کوئی سرکاری خفیہ معلومات خریدنا چاہتا تھا لیکن میرے سپرنٹنڈنٹ نے صاف انکار کر دیا اور مجھے رپورٹ دی۔ میں نے سوچا کہ آپ سے کنفرم کر لوں"...... سر رچرڈ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اسے اصل بات نہ بتانا چاہتے تھے ورنہ انہیں تسلیم کرنا پڑتا کہ ایکریمیا نے ڈاکٹر احسان کو اغوا کرایا ہے اور انہیں اسی سٹی میں رکھا گیا ہے۔

"کیسی خفیہ معلومات"...... کافرستان کے سیکرٹری دفاع پرتاب سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو بات آگے بڑھتی تو سامنے آتی۔ بہرحال شکریہ"...... سر رچرڈ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پرانک میں بلیو ایریا میں کرنل گیری سے بات کراؤ"...... سر رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ رمیش کون ہو سکتا ہے"...... سر رچرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال ان کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہو گا۔ اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کے سیکرٹ کے بارے میں کسی نہ کسی انداز میں معلومات حاصل کر لیتا ہے"...... سر رچرڈ نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر رچرڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل گیری لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کراؤ بات"۔ سر رچرڈ نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں کرنل گیری بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کرنل گیری۔ ڈاکٹر احسان کے بارے میں آپ نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی"...... سر رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ میں دو چار روز تک ان کی کارکردگی دیکھ کر ہی آپ کو رپورٹ دینا چاہتا تھا تاکہ رپورٹ حتمی ہو"...... کرنل گیری نے جواب دیا۔

"آپ کو ایک اور بات بتانا ضروری ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے یہ معلومات حاصل کر لی ہیں کہ ڈاکٹر احسان کو کہاں رکھا گیا ہے اور اسے بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو پرانک میں ای سٹی میں رکھا گیا ہے اس لئے یہ بات اب یقینی ہو چکی ہے کہ عمران، ڈاکٹر احسان کو واپس حاصل کرنے کے لئے وہاں ضرور پہنچے گا اس لئے آپ نے اب بے حد ہوشیار اور محتاط رہنا ہے کیونکہ یہ شخص دنیا بھر میں انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"سر۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ وہ کسی صورت ڈاکٹر احسان تک نہ پہنچ سکے گا"...... کرنل گیری نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ای سٹی کا اپنا سسٹم ہے لیکن پھر بھی آپ نے بے حد محتاط رہنا ہے۔ میں بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹوں کی ڈیوٹی لگا رہا ہوں کہ وہ پرانک میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیں لیکن اس کے باوجود آپ نے انتہائی محتاط رہنا ہے"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل گیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر رچرڈ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک ایجنسی کے چیف کرنل جیکسن سے بات کراؤ"...... سر رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر رچرڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل جیکسن لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... سر رچرڈ نے کہا۔

"یس سر۔ میں کرنل جیکسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیکسن۔ حکومت ایکریمیا نے ایک پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو جو میزائل ٹیکنالوجی کے ماہر ہیں، اغوا کرایا ہے اور انہیں ای سٹی میں رکھا گیا ہے۔ گو ای سٹی کا نظام ناقابل شکست ہے اور ٹاپ سیکرٹ ہے لیکن ہمیں مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر احسان کو ای سٹی میں رکھا گیا ہے اس لئے وہ لازماً ٹیم لے کر وہاں پہنچے گا۔ میں نے ای سٹی کے کرنل گیری کو ریڈ الرٹ کر دیا ہے لیکن آپ اپنے سپر ایجنٹس کو پرانک بھجوا دیں تاکہ وہ ای سٹی میں داخل ہونے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیں۔ مجھے ہر صورت میں کامیابی کی خبر چاہئے''...... سر رچرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں اس کے لئے ٹاپ سپر ایجنٹس کرنل سمتھ اور اس کی بیوی کرسٹل کو ان کی ٹیم سمیت بھجوا دوں گا۔ وہ ہر صورت میں کامیاب ہونا جانتے ہیں۔ یہ دونوں ایسے ایجنٹس ہیں کہ عمران ان کا نام سن کر ہی پرانک جانے سے انکار کر دے گا''...... کرنل جیکسن نے کہا۔

''او کے۔ آپ ابھی انہیں وہاں بھجوا دیں اور انہیں ہر لحاظ سے الرٹ رہنا ہو گا''...... سر رچرڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر''...... کرنل جیکسن نے جواب دیا۔

''آپ کو مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے۔ یہ انتہائی اہم

معاملہ ہے۔ عمران ایسا ایجنٹ ہے کہ وہ نہ صرف ڈاکٹر احسان کو وہاں سے واپس لے جا سکتا ہے بلکہ وہ وہاں موجود ایکریمیا کی دو بڑی اور اہم ترین لیبارٹریاں بھی تباہ کر دے گا اور وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دے گا''...... سر رچرڈ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں سر۔ ایسا نہیں ہو گا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت مارا جائے گا''...... کرنل جیکسن نے جواب دیا تو سر رچرڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو''..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مجھے وہ عمرو عیار کی زنبیل دو۔ آج مجھے اس میں سے کوئی سپیشل حربہ نکالنا ہو گا تاکہ ای سٹی کا طلسم کھولا جا سکے''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''ای سٹی کا طلسم۔ کیا مطلب''..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال لی۔ اس ڈائری میں چونکہ پوری دنیا میں موجود عمران کے دوستوں، ملنے والوں اور مخبری کرنے والوں کے نام، ایڈریس اور فون نمبرز درج تھے اس لئے عمران اس

ڈائری کو عمرو عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا۔

''یہی تو اصل طلسم ہے۔ جدید دور کا طلسم''..... عمران نے ڈائری لیتے ہوئے کہا اور پھر اسے کھول کر اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ بلیک زیرو کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک صفحے کو کافی دیر تک دیکھا اور پھر ڈائری کو الٹا کر میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''لیں۔ فرینکی بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''فرام''..... عمران نے ایک لفظ بولتے ہوئے کہا۔

''فرام ورلڈ گائیڈ سنٹر''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ سپیشل ممبرز ٹرپل ون''۔ عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''لیں۔ آپ سپیشل ممبر ہیں۔ کس سیکشن سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں''..... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''الیکٹرونکس سیکشن''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہولڈ کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیں۔ ارل بول رہا ہوں۔ انچارج الیکٹرونکس سیکشن''..... چند

لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران فرام پاکیشیا سپیشل ممبر۔ کیا آپ کا پورا نام ارل سٹون ہے''...... عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ہاں۔ تو کیا آپ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہیں''...... دوسری طرف سے اس بار چہکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں نے ڈگریاں یونیورسٹی کو واپس کر دی ہوں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بلکہ میرا خیال تھا کہ یونیورسٹی والوں نے تم سے ڈگریاں چھین لی ہوں گی۔ بڑے طویل عرصے بعد بات ہو رہی ہے پرنس۔ کیسے ہو''...... اس بار انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم اچھے بھلے کراس ورلڈ میں تھے۔ یہ ورلڈ گائیڈ میں کیسے آ گئے''...... عمران نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں میری عادت کا تو علم ہے۔ بس ایک دن کراس ورلڈ کی بوڑھی چیئرمین کی میں نے جوانی کے دور کی تعریف کر دی اور وہ بے حد ناراض ہوئی کہ کیا اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور اس نے مجھے نکال باہر کیا''...... ارل سٹون نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''شکر کرو اس نے تمہیں گولی نہیں مار دی۔ تمہیں ہزار مرتبہ سمجھایا ہے کہ بوڑھی عورت کو بوڑھی کہنا لیڈیز ورلڈ کا سب سے

بھیانک جرم ہے لیکن تم باز نہیں آتے۔ بہرحال اب یہ بتاؤ کہ تمہارا سیکشن کام کا ہے یا صرف بوڑھی کو بوڑھی اور جوان کو بھی بوڑھی کہنے پر منحصر ہے کیونکہ تمہاری آنکھوں پر بڑھاپے کی عینک لگی ہوئی ہے۔ بچی بھی تمہیں بوڑھی دکھائی دیتی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ارل سٹون بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ میں تو بچی کو دیکھ کر فوراً یہ سوچنا شروع کر دیتا ہوں کہ بڑھاپے میں یہ کیسی لگے گی۔ بہرحال بتاؤ کیوں تمہیں میرا سیکشن یاد آ گیا ہے''...... ارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ ایکریمیا کی ریاست جارجین کے شہر پرائیک میں کوئی ای سٹی بنایا گیا ہے یعنی الیکٹرونکس سٹی۔ اس بارے میں تفصیلی معلومات چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ یہ نام ہمارے سیکشن کی لسٹ میں شامل نہیں ہے''۔ ارل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ارل کہہ رہا ہے۔ ارل سٹون''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایک نمبر نوٹ کرو۔ جلدی''...... ارل نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ارل نے نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"نوٹ کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس نمبر پر کال کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ارل کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"فرام"...... ارل نے کہا۔

"فرام پاکیشیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو سنو علی عمران۔ چونکہ میری، تمہاری دوستی ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم میرا نام کسی صورت سامنے نہیں آنے دو گے اس لئے جو کچھ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ خاموشی سے سنتے جاؤ"...... ارل نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے جواب دیا۔

"پرانک شہر کے مغربی علاقے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کی تمام عمارتوں کا رنگ نیلا ہے اس لئے اسے عام طور پر بلیو ایریا کہا جاتا ہے۔ اونچی دیوار اس شہر کے گرد موجود ہے جس کا رنگ بھی نیلا ہے۔ ایک ہی داخلی راستہ ہے جہاں چیک پوسٹ ہے۔

وہاں سے بلیو ایریا کے اندر داخل ہوا جا سکتا ہے یا باہر آیا جا سکتا ہے لیکن اسے ای سٹی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس شہر میں رہنے والے ہر آدمی، مرد، عورت، بوڑھے، بچے کے جسم میں ایک الیکٹرونکس چپ داخل کر دی جاتی ہے جسے کنٹرول روم سے باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے لیکن یہ چیکنگ عام افراد کے لئے سورج طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک ہے جبکہ آن ڈیوٹی افراد کی چیکنگ دوران ڈیوٹی کی جاتی ہے اور اگر کوئی چپ بردار آدمی بغیر اجازت باہر چلا جائے تو وہ ای سٹی کی حدود سے نکلتے ہی بے ہوش ہو جاتا ہے اور جب تک اسے واپس اندر نہ لایا جائے وہ بے ہوش رہے گا اور اگر چوبیس گھنٹے تک مسلسل بے ہوش رہے تو خودبخود ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس طرح کوئی آدمی جس کے جسم کے اندر چپ نہ ہو تو وہ اندر داخل ہوتے ہی وہاں کی فضا میں موجود ریز کی وجہ سے بے ہوش ہو جائے گا اور اگر چوبیس گھنٹے بے ہوش رہے تو خودبخود ہلاک ہو جائے گا۔ وہاں سب کچھ آٹو کنٹرول کی طرز پر ہوتا ہے۔ غیر متعلقہ آدمی کسی صورت اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے"...... ارل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہاں کا انچارج کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری۔ اس بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔ جو میں جانتا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ باقی گڈ لک فار یو"...... ارل نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ کیا سلسلہ ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر اسے میتھو سے ملنے والی معلومات بتا دیں۔ ارل سے ہونے والی بات چیت بلیک زیرو بھی ساتھ ساتھ سن رہا تھا کیونکہ دانش منزل کے آپریشن روم کے فون کا لاؤڈر کا بٹن مستقل طور پر پریسڈ رہتا تھا۔

''تو ایکریمیو نے باقاعدہ الیکٹرونکس شہر بنا ڈالا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تحفظ کے لئے انہوں نے کچھ نہ کچھ تو سوچنا ہی تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس کے ساتھ ساتھ مجھے یقین ہے عمران صاحب کہ وہ لوگ صرف ای سٹی کے سائنسی اقدامات پر ہی انحصار نہیں کریں گے بلکہ وہاں لازماً انہوں نے اپنے ایجنٹ بھی پہنچا دیئے ہوں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہمیں ای سٹی کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جیسے آپ کو معلومات مل جاتی ہیں اسی طرح وہ بھی بے حد باوسائل اور چوکنا رہتے ہیں۔ انہیں بھی آپ کے خلاف معلومات مل سکتی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ اس کے باوجود ہمیں کام تو کرنا

ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ مجھے اجازت دیں عمران صاحب۔ یہ کام زیادہ افراد کا ویسے بھی نہیں ہے۔ ایک آدمی کافی رہے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ وہاں سائنس دان اور خصوصاً الیکٹرونکس کے ماہر کی ضرورت ہے۔ صرف جوش و جذبے سے ای سٹی کو فتح نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی سرخ جلد والی ڈائری اٹھائی اور ایک بار پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک صفحے کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری کو واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''روسٹر کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''روسٹر سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ روسٹر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ اچھا۔ نمبر نوٹ کریں''...... دوسری

طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پھر ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"دس منٹ بعد اس نمبر پر کال کریں"..... روسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"ریڈ ایجنسی کا سابق ایجنٹ۔ آج کل کلب چلا رہا ہے اور اس کے کلب میں ایکریمیا اور یورپ کے تقریباً تمام موجودہ اور سابقہ ایجنٹ آتے رہتے ہیں اور روسٹر بے حد باخبر رہتا ہے لیکن کام صرف چند مخصوص افراد کے لئے کرتا ہے"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور روسٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"..... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ بولنے والا روسٹر ہے۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایکریمیا کی ریاست جارجین کے شہر پرانک میں بلیو ایریا کی حفاظت کے لئے کوئی نئے اقدامات کئے گئے ہیں"..... عمران نے

کہا۔

"کس قسم کے اقدامات"..... روسٹر نے پوچھا۔

"وہاں ایجنٹ بھیجے گئے ہوں یا وہاں مخبری کا نیٹ ورک پھیلایا گیا ہو"..... عمران نے کہا۔

"آپ نے وہاں کوئی مشن مکمل کرنا ہے"..... روسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ مجھے پاگل کتے نے نہیں کاٹا کہ میں وہاں جاؤں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پانچ لاکھ ڈالرز صرف آپ کے لئے"..... روسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دو"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے روسٹر نے تفصیل بتا دی جو سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کاغذ پر نوٹ کر لی۔

"پہنچ جائے گی رقم۔ بولو"..... عمران نے کہا۔

"اوکے پرنس۔ سیکرٹری دفاع سر رچرڈ کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ نے اس کے آفس سپرنٹنڈنٹ میتھو کے ذریعے بلیو ایریا ای سٹی کے بارے میں معلومات خرید لی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو وہیں رکھا گیا ہے۔ سر رچرڈ نے بلیک ایجنسی کے چیف کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سپر ایجنٹس پرانک بھجوا دے تا کہ آپ اور آپ کے ساتھی جیسے ہی پرانک پہنچیں آپ کو ای سٹی سے باہر ہی ہلاک کیا جا سکے"..... روسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون کون وہاں گئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"تفصیل تو معلوم نہیں البتہ بلیک ایجنسی کا سپر ایکشن سیکشن وہاں بھجوایا گیا ہے جس کا سربراہ کرنل سمتھ ہے۔ تم جانتے تو ہو گے کرنل سمتھ کو۔ اسے ناقابل شکست سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ وہ وہاں تمہاری تاک میں موجود ہو گا اور یہ بھی بتا دوں کہ پرانک اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ تم وہاں چھپ سکو۔ کرنل سمتھ کا سیکشن ہر آدمی کو چیک کر رہا ہو گا"...... روسٹر نے کہا۔

"میں جانتا ہوں اسے۔ بہرحال پرانک کے لئے تمہارے پاس کوئی ٹپ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس ٹپ کے لئے تمہیں ایک لاکھ ڈالرز اور دینے ہوں گے اور ٹپ جو طلب کرے وہ علیحدہ ہو گا"...... روسٹر نے جواب دیا۔

"کرنل سمتھ کے مقابل کام کی ٹپ ہونی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کیسی ٹپ چاہئے۔ ایسی ہی ملے گی لیکن یہ پہلے بتا دوں کہ یہ ٹپ تمہارے لئے مخبری تو کر سکتی ہے، رہائش گاہ، گاڑیاں اور اسلحہ تو فراہم کر سکتی ہے لیکن ایکشن نہیں۔ وہ تمہیں خود کرنا ہو گا"...... روسٹر نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن ٹپ مجھے ایسی چاہئے جو ہمیں آگے فروخت نہ کر دے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کیسی ٹپ چاہئے"...... روسٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ چھ لاکھ ڈالرز پہنچ جائیں گے۔ بولو"...... عمران نے کہا۔

"پرانک میں ایک معروف کلب ہے جس کا نام ریڈ زون ہے۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر ریڈ ایجنسی کا سابقہ فیلڈ ایجنٹ تھامسن ہے۔ انتہائی ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ اس نے پورے پرانک میں اپنا مخبری کا نیٹ ورک پھیلایا ہوا ہے"...... روسٹر نے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ بلیک ایجنسی کا کرنل سمتھ پہلے ہی اس سے رابطہ کر چکا ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ سرکاری لوگوں کے ساتھ کام نہیں کرتا۔ بے فکر رہو"...... روسٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم مجھے اس نمبر پر ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کرو۔ میں اس سے فون پر بات کر لیتا ہوں۔ پھر تمہاری بات ہو جائے گی"۔ روسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم"..... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان ڈاکٹر احسان کو جو ایک انتہائی اہم میزائل فارمولے پر کام کر رہے تھے باچان میں ہونے والی ایک سائنس کانفرنس سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ ان کی برآمدگی کا مشن فوری طور پر مکمل کرنا ہے۔ عمران کی سربراہی میں ٹیم آج رات کو روانہ ہو گی۔ تم صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو الرٹ کر دو اور خود بھی تیار ہو جاؤ"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کہاں جانا ہے چیف"..... جولیا نے پوچھا۔

"ایکریمیا کی ریاست جارجین میں"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ براہ راست جارجین جائیں گے"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں سے کافرستان اور پھر کافرستان سے ناراک اور ناراک سے جارجین"..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمام انتظامات کرا دیتا ہوں"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ایک گھنٹہ گزر جانے کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور روسٹر کے مخصوص نمبر پریس کر

دیئے۔

"یس"..... دوسری طرف سے روسٹر کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ تھامسن سے میری بات ہو گئی ہے۔ وہ آپ کو بہت اچھی طرح جانتا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ کرنل سمتھ اپنے پورے سیکشن سمیت وہاں آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے خاتمے کے لئے پہنچ چکا ہے۔ بہرحال وہ آپ کی مدد کرنے پر تیار ہے۔ اس نے رعایتی طور پر کام کرنے کے لئے دس لاکھ ڈالرز طلب کئے ہیں جس میں رہائش، گاڑیاں اور اسلحہ وغیرہ کی فراہمی اور معلومات جو آپ کو چاہئیں۔ لیکن وہ سامنے نہیں آئے گا اور یہ رقم بھی آپ کو وہاں پہنچنے سے پہلے ادا کرنا ہو گی"..... روسٹر نے جواب دیا۔

"اعتماد کیا جا سکتا ہے اس پر۔ یہ بتاؤ"..... عمران نے کہا۔

"سو فیصد۔ آپ اس معاملے میں قطعی بے فکر رہیں"..... روسٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ اس کا نمبر دو مجھے تاکہ میں اس سے بات کر کے رقم اسے بھجوا دوں"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پہلے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور پھر ولنگٹن کا رابطہ نمبر پریس کر کے انکوائری کا مخصوص نمبر پریس کر دیا۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"ریاست جارجین کا رابطہ نمبر اور پرانک کا رابطہ نمبر دیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے تھامسن کا نمبر بھی پریس کر دیا۔

"ریڈ زون کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"تھامسن سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا۔ یہ کہاں ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"براعظم ایشیا کا ملک ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ تھامسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف

کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ۔ روسٹر سے میری بات ہو چکی ہے۔ آپ بے فکر ہو کر آئیں۔ ہم آپ کی بھرپور مدد کریں گے لیکن روسٹر کو میں نے بتا دیا ہے کہ ہم صرف امدادی مدد کر سکیں گے"...... تھامسن نے کہا۔

"مجھے بتا دیا گیا ہے۔ ہمیں صرف اعتماد کی ضرورت ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ معاوضہ بھی آپ کو بتا دیا گیا ہو گا"۔ تھامسن نے کہا۔

"ہاں۔ دس لاکھ ڈالرز۔ آپ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دیں تاکہ معاوضہ پہلے ہی آپ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دیا جائے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی جو بلیک زیرو نے نوٹ کر لی۔

"اوکے۔ ہمیں رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں۔ اس میں کاریں، ضروری اسلحہ اور جدید ترین میک اپ کا سامان موجود ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"کراس ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اے۔ وہاں آپ کی مطلوبہ ہر چیز موجود ہو گی۔ وہاں میرا خاص آدمی سیموئیل موجود ہو گا۔ انتہائی اعتماد آدمی ہے۔ آپ چاہیں تو اسے رکھ لیں۔ چاہیں تو واپس بھجوا دیں۔ آپ نے اسے اپنا نام پرنس بتانا ہے اور بس"...... تھامسن نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"......عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ رقومات ابھی بجھوا دو تا کہ وہاں کوئی پریشانی نہ ہو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"فی امان اللہ"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران مسکراتا ہوا آپریشن روم سے باہر آ گیا۔

پرانک کے شمالی علاقہ میں ایک خاصی بڑی عمارت میں بلیک ایجنسی کے کرنل سمتھ نے اپنا آفس اور ہیڈکوارٹر بنایا ہوا تھا۔ اس کا ایکشن سیکشن بیس افراد پر مشتمل تھا جس میں سے چار افراد اس کے ساتھ ہیڈکوارٹر میں اور باقی سولہ افراد پورے پرانک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں ایک ایک آدمی کو اس طرح چیک کر رہی تھیں جیسے ان کی آنکھوں میں ایکسرے لینز فٹ ہوں۔ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ بے حد تجربہ کار، منجھے ہوئے اور انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے وہ کسی بھی میک اپ میں یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ان کے پاس میک اپ چیک کرنے والے مخصوص اور جدید ترین کیمرے بھی موجود تھے اور جس پر انہیں زیادہ شک ہوتا اس کی تصویر کیمرے سے شوٹ کر لی جاتی اور کیمرہ انہیں بتا دیتا کہ وہ شخص میک اپ میں ہے یا اپنے اصل چہرے میں۔

انہیں یہاں آئے ہوئے تین روز ہو گئے تھے لیکن ابھی تک انہیں کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا تھا جسے وہ پاکیشیائی سمجھتے۔ ہیڈکوارٹر میں بنے ہوئے آفس میں کرنل سمتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ چہرہ جسم کی مناسبت سے چھوٹا تھا لیکن اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں تیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ خاصا ذہین اور فعال آدمی ہے۔ وہ آفس میں بیٹھا شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ایکریمین عورت اندر داخل ہوئی۔ یہ کرسٹل تھی۔ کرنل سمتھ کی بیوی اور اس کی اسسٹنٹ۔ کرسٹل بھی انتہائی تربیت یافتہ تھی اور مارشل آرٹ میں اسے بے حد مہارت حاصل تھی۔ کرنل سمتھ کے ہر مشن میں اس کے ساتھ رہتی تھی اور اس کی مدد سے کرنل سمتھ نے بے شمار مشنز مکمل کیے تھے۔

"آؤ کرسٹل۔ بیٹھو"...... کرنل سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا تم چھپ کر کمرے میں بیٹھ گئے ہو۔ باہر چلو۔ گھومیں پھریں"...... کرسٹل نے کاندھے سے لٹکا ہوا بیگ اتار کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"سیکشن کے لوگ گھوم پھر رہے ہیں۔ ہمیں یہاں بیٹھنا ہے۔ کسی بھی وقت کوئی مسئلہ سامنے آ سکتا ہے"...... کرنل سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے پلاننگ کیا بنائی ہے۔ وہ لوگ عام لوگ تو نہیں ہیں

کہ بس منہ اٹھائے یہاں آ جائیں گے"...... کرسٹل نے کہا۔

"کسی بھی طرح آئیں۔ ایک بار ان کی نشاندہی ہو جائے پھر ان کی ہلاکت میں دیر نہیں لگے گی"...... کرنل سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"ماگر کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کرنل سمتھ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو چیف۔ میں ماگر بول رہا ہوں۔ ولنگٹن سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ ماگر کا تعلق بھی کرنل سمتھ کے سیکشن سے تھا۔ وہ ولنگٹن سب سیکشن کا انچارج تھا۔

"کوئی خاص بات"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"ابھی ابھی پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے علاوہ تین مردوں اور دو عورتوں کے ساتھ پاکیشیا سے کافرستان چلا گیا ہے"...... ماگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کیوں"...... کرنل سمتھ نے چونک کر کہا۔

"یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ وہاں کیوں گیا ہے۔ میں نے

کافرستان میں ایک گروپ کے ذمے یہ کام لگا دیا ہے کہ وہ کافرستان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو مارک کرتا رہے اور اطلاعات دیتا رہے۔ ویسے میرا خیال ہے چیف کہ عمران صرف ڈاج دینے کے لئے کافرستان گیا ہے۔ وہ وہاں سے ونگٹن پہنچے گا"...... ماگر نے کہا۔

"یہ کیسا ڈاج ہے۔ اس سے اسے کیا فائدہ ہو گا۔ وہ جس راستے سے بھی ونگٹن پہنچے گا اسے مارک کر لیا جائے گا"...... کرنل سمتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ وہ میک اپ کا ماہر ہے۔ اس لئے وہ کافرستان میں میک اپ کر کے اور نئے کاغذات کے ساتھ ایکریمیا میں داخل ہو گا تاکہ اسے شناخت نہ کیا جا سکے"...... ماگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے میک اپ کیمرے ایئر پورٹ پر فکس کرائے ہیں یا نہیں"...... کرنل سمتھ نے پوچھا۔

"لگائے ہوئے ہیں چیف"...... ماگر نے جواب دیا۔

"تو پھر کیسے بچ سکے گا وہ۔ یہ ایشیائی اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھتے ہیں حالانکہ یہ انتہائی بے وقوف ہوتے ہیں۔ بہرحال تم نے ریڈ الرٹ رہنا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ماگر درست کہہ رہا ہے۔ عمران ڈاج دینے کے لئے کافرستان گیا ہے۔ وہ ایسے ڈاج دینے کا عادی ہے"...... کرسٹل نے کہا۔

"دیتا رہے۔ پانی تو پل کے نیچے سے ہی گزرے گا۔ آخرکار اسے یہاں پرانک تو آنا ہی پڑے گا"...... کرنل سمتھ نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ای سٹی کی چیک پوسٹ پر اپنا کوئی آدمی بھجوایا ہے یا نہیں"...... کرسٹل نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ یہاں ہمارے ہاتھوں سے بچے گا تو وہاں جائے گا اور ویسے بھی وہ ای سٹی میں کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا"...... کرنل سمتھ نے جواب دیا۔

"کیا بات ہے۔ تم بے حد لاپرواہی سے کام لے رہے ہو"۔ کرسٹل نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں نے یہاں بہترین انتظامات کر رکھے ہیں۔ پرانک میں داخل ہونے والی مکھی بھی ہماری نظروں سے گزرے بغیر داخل نہیں ہو سکتی اور یہ تو چار مرد اور دو عورتیں ہیں۔ چیک ہوتے ہی انہیں بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"تم انہیں ایزی لے رہے ہو سمتھ۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"...... کرسٹل نے کہا۔

"اتنے بھی خطرناک نہیں ہیں جتنا تم لوگوں نے انہیں سمجھ لیا ہے۔ ای سٹی میں وہ کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے۔ پرانک میں داخل ہوتے ہی خصوصی کیمروں سے ان کے میک اپ چیک ہو

جائیں گے اور وہ مارے جائیں گے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور اسی
لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"کرنل گیری کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا
تو کرنل سمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کراؤ بات"...... کرنل سمتھ نے کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن
بھی پریس کر دیا تاکہ کرسٹل بھی کال سن سکے۔

"کرنل گیری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل سمتھ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات"...... کرنل
سمتھ نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی ہے یا
نہیں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"تم اسی سٹی کے سیکورٹی انچارج۔ تمہیں کس بات کی فکر ہے
کرنل گیری۔ اسی سٹی میں تو وہ کسی صورت داخل ہی نہیں ہو
سکتے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے کرنل سمتھ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ
جب یہ لوگ ایکریمیا میں داخل ہو جائیں تو میں اسی سٹی کو اس وقت
تک بلاک کر دوں جب تک یہ لوگ ہلاک نہیں ہو جاتے"۔ کرنل

گیری نے کہا۔

"کیوں۔ کوئی خاص وجہ"...... کرنل سمتھ نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"اسی سٹی کے ہر فرد کے جسم میں کھال کے نیچے چپ لگائی گئی
ہے۔ گو یہ چپ علیحدہ علیحدہ فرد کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن چند
جنرل خصوصیات ایسی ہیں جن کا فائدہ ہر فرد کو پہنچ سکتا ہے۔ اگر
پاکیشیائی ایجنٹوں نے اسی سٹی سے باہر جانے والے چند افراد کو پکڑ
کر ان کے جسموں سے چپ نکال کر اپنے جسم میں لگا لی تو وہ
آسانی سے اسی سٹی میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک چیک
ہوں گے تب تک وہ اسی سٹی کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اس لئے
میرا خیال ہے کہ جب وہ یہاں بلکہ ایکریمیا میں موجود ہوں تو اسی
سٹی کو مکمل طور پر بلاک کر دیا جائے۔ باہر موجود افراد کو ایمرجنسی
کال کر کے واپس بلا لیا جائے اور اندر سے کسی کو باہر نہ بھجوایا
جائے"...... کرنل گیری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو
کرسٹل کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال ابھی ابھی مجھے ولنگٹن
سے سب سیکشن کے انچارج نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ
جن کے گروپ میں چار مرد اور دو عورتیں شامل ہیں، پاکیشیا سے
ہمسایہ ملک کافرستان گئے ہیں اور اب وہ پہلی فرصت میں کافرستان
سے ایکریمیا پہنچیں گے"...... کرنل سمتھ نے جواب دیا۔

’’کافرستان کیوں گئے ہیں وہ‘‘...... کرنل گیری نے چونک کر پوچھا۔

’’ڈاج دینے کے لئے‘‘...... کرنل سمتھ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ پھر میں ایمرجنسی کالنگ کرا دیتا ہوں اور ای سٹی کو بلاک کر دیتا ہوں تاکہ جب بھی وہ پراٹک پہنچیں ای سٹی بلاک ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہ ہو سکیں۔ گڈ بائی‘‘...... کرنل گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل سمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

’’بات تو پتے کی ہے کرنل گیری کی۔ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے‘‘...... کرنل سمتھ نے کہا۔

’’یہی بات تمہیں سوچنا چاہئے تھی سمتھ۔ تم سیکشن چیف ہو‘‘۔ کرسٹل نے کہا۔

’’مجھے چپ کے بارے میں وہ تفصیل معلوم نہ تھی جو کرنل گیری کو معلوم ہے‘‘...... کرنل سمتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ویسے ایک بات بتاؤں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ لوگ منہ اٹھائے سیدھے یہاں نہیں پہنچ جائیں گے بلکہ یہ کوئی بندوبست کر کے آئیں گے‘‘...... کرسٹل نے کہا۔

’’کھل کر بات کرو کرسٹل۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو‘‘...... کرنل سمتھ نے کہا۔

’’یہاں انہوں نے کسی نہ کسی گروپ سے رابطہ کرنا ہے۔ یہاں انہیں رہائش گاہ، اسلحہ اور کاروں کی ضرورت ہو گی۔ ایسا گروپ کون ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں معلوم ہونا چاہئے اور پھر اس کی بھی نگرانی ہونی چاہئے‘‘...... کرسٹل نے کہا اور کرنل سمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

’’اوہ۔ گڈ شو کرسٹل۔ تم نے واقعی اہم پوائنٹ سوچا ہے‘‘۔ کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’گورڈن کو میرے آفس بھجواؤ‘‘...... کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’گورڈن یہاں کا رہائشی ہے۔ اسے ایسے گروپ کے بارے میں علم ہو گا‘‘...... کرنل سمتھ نے کہا تو کرسٹل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد آفس کے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ جسم مضبوط اور قد لمبا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی زندگی انڈر ورلڈ میں ہی گزری ہے۔ اس نے کرنل سمتھ اور کرسٹل کو سلام کیا۔

’’بیٹھو‘‘...... کرنل سمتھ نے کہا تو آنے والا جس کا نام گورڈن تھا، ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’تم یہاں کے رہائشی ہو اور تم یہاں کی انڈر ورلڈ سے بھی اچھی

طرح واقف ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آنے سے پہلے رہائش گاہ،
اسلحہ اور کاروں کے لئے لازماً کسی نہ کسی مقامی گروپ سے رابطہ
کریں گے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ایسا کون سا گروپ ہو سکتا ہے
یہاں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یہاں پرانک میں چار ایسے گروپس ہیں جو ایسے کاموں میں
مدد دے سکتے ہیں۔ ہمیں ان چاروں کی نگرانی کرنا ہو گی"۔ گورڈن
نے کہا۔

"کیا یہ چاروں مشکوک ہیں"...... کرنل سمتھ نے پوچھا۔

"یس سر۔ کسی ایک یا دو کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا"۔
گورڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چاروں کی نگرانی تو مشکل کام ہے۔ جس پر سب سے زیادہ
شبہ ہو اس کی بات کرو"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"تم ہمیں ان چاروں گروپس کے بارے میں ترجیحات بتاؤ۔
مطلب ہے کہ ان چاروں گروپس میں سب سے زیادہ تمہارے
نزدیک مشکوک گروپ کون سا ہے اور دوسرے نمبر پر کون سا ہے۔
اسی طرح تیسرے اور چوتھے کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہم اس لحاظ
سے ان کی نگرانی کا انتظام کرا سکیں"...... کرسٹل نے وضاحت سے
گورڈن کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم۔ سب سے زیادہ مشکوک گروپ جوزفین گروپ
ہے۔ جوزفین کلب کی مالکہ جوزفین کا گروپ۔ دوسرے نمبر پر ریڈ

زون کلب کا کارس گروپ۔ تیسرے نمبر پر ریڈ زون کلب کا تھامسن
اور چوتھے نمبر پر بلیک فلائی کلب کا رچرڈ"...... گورڈن نے درجات
بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ سب غیر ملکیوں کی عملی مدد کر سکتے ہیں"...... کرنل سمتھ
نے کہا۔

"جی۔ تین تو عملی مدد بھی کر سکتے ہیں لیکن ریڈ زون کلب کا
تھامسن غیر ملکیوں کی عملی مدد نہیں کرتا۔ وہ صرف انہیں مطلوبہ
سہولیات مہیا کر سکتا ہے اس لئے میں نے اسے تیسرے نمبر پر رکھا
ہے"...... گورڈن نے کہا تو کرسٹل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور
فون پیس کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرسٹل بول رہی ہوں۔ کالوج سے میری بات کراؤ"۔ کرسٹل
نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کالوج بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"کرسٹل بول رہی ہوں کالوج"...... کرسٹل نے کہا۔

"یس میڈم۔ حکم"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا
گیا۔

"چار گروپس کے بینک اکاؤنٹس فوری طور پر چیک کراؤ۔ ان

ں سے کسی بھی گروپ کے اکاؤنٹ میں ان دونوں بھاری رقم جمع
کرائی گئی ہو تو بتاؤ۔ کیا تم یہ کام کر لو گے"...... کرسٹل نے کہا۔
"یس میڈم۔ کیونکہ سنٹرل بینک میں میرے آدمی موجود ہیں
ون پر بھی معلومات مل جائیں گی"...... کالوج نے جواب دیا۔
"اوکے۔ نوٹ کرو"...... کرسٹل نے کہا اور پھر اس نے گورڈن
کے بتائے ہوئے چاروں گروپس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔
"میں ابھی کال بیک کرتا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے کہا
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرسٹل نے رسیور رکھ
دیا۔

"گڈ شو کرسٹل۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ یہ آئیڈیا تو میرے
ذہن میں نہ آیا تھا"...... کرنل سمتھ نے کہا۔
"تم جا سکتے ہو گورڈن"...... کرسٹل نے کہا تو گورڈن نے اٹھ
کر سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے
بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرسٹل نے رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... کرسٹل نے کہا۔
"کالوج کی کال ہے میڈم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کراؤ بات"...... کرسٹل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
"کالوج بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے کالوج کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرسٹل نے پوچھا۔
"میڈم۔ سنٹرل بینک سے اطلاع ملی ہے کہ دو روز قبل ریڈ
زون کلب کے تھامسن نے دس لاکھ ڈالرز کا چیک ناراک سے
وصول کیا ہے اور یہ گزشتہ ایک سال میں اکٹھی سب سے بڑی رقم
ہے باقی گروپس کے اکاؤنٹس نارمل ہیں"...... کالوج نے رپورٹ
دیتے ہوئے کہا۔
"گڈ۔ تھینک یو"...... کرسٹل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"اب یہ بات طے ہو گئی کہ سب سے زیادہ مشکوک گروپ
تھامسن کا ہے۔ اب اس کی نگرانی کراؤ"...... کرسٹل نے کہا۔
"ہاں۔ اب ہمارے آدمی اس کی نگرانی کریں گے"...... کرنل
سمتھ نے کہا۔
"ایسا کرو کہ ان کی فون کالز چیک کراؤ کیونکہ گورڈن نے بتایا
تھا کہ یہ گروپ صرف انتظامی معاملات میں مدد کرتا ہے اس لئے
ہو سکتا ہے کہ ساری امداد یہ لوگ فون پر کریں"...... کرسٹل نے کہا۔
"تم بے فکر رہو۔ انتہائی جدید ترین مشینری سے ان کی نگرانی ہو
گی۔ نہ صرف فون بلکہ ٹرانسمیٹر کالز کی بھی"...... کرنل سمتھ نے
جواب دیا تو کرسٹل نے اس بار اطمینان بھرے انداز میں اثبات
میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان سے آج ہی ونگٹن پہنچا
تھا۔ وہ پاکیشیا سے کافرستان گئے تھے اور پھر وہاں سے ایکریمین
میک اپ میں اور نئے کاغذات کے ساتھ یہاں ونگٹن پہنچے تھے۔
کاغذات کی رو سے وہ سب ایک ٹریڈنگ ادارے سے منسلک تھے
اور اس سلسلے میں مارکیٹ سروے کر رہے تھے۔ ونگٹن کے ایک عام
سے ہوٹل کے ایک کمرے میں وہ سب اکٹھے موجود تھے۔

"عمران صاحب۔ ہماری منزل تو جارجین ریاست ہے جو یہاں
سے بہت دور ہے۔ پھر یہاں ہمارے رکنے کا کیا جواز ہے"۔ صفدر
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جارجین ریاست میں شہر پرانک ہماری منزل ہے لیکن وہاں
سے جو اطلاعات تمہارے چیف کو ملی ہیں ان کے مطابق بلیک
ایجنسی کا ایک سیکشن پہلے ہی وہاں پہنچ چکا ہے اور وہ وہاں آنے

والے ہر آدمی کی باقاعدہ چیکنگ اور نگرانی کر رہے ہیں اس لئے
اگر ہم براہ راست وہاں پہنچ گئے تو شاید ایک قدم بھی نہ اٹھا سکیں
کیونکہ بلیک ایجنسی والے پوچھ گچھ کے چکر میں نہیں پڑتے۔ وہ
پوچھ گچھ سے زیادہ ٹریگر دبانے کو ترجیح دیتے ہیں"...... عمران نے
جواب دیا۔

"اور پرانک پہنچے بغیر مشن مکمل نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔

"تو پھر تم نے کیا پلاننگ کی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"دو قسم کی پلاننگز ہوتی ہیں۔ ایک کو شارٹ ٹرم پلاننگ بھی کہا جا
سکتا ہے اور دوسری کو لانگ ٹرم پلاننگ کہتے ہیں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ
تمہیں کون سی پلاننگ کرنی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بہت ایزی ہو رہے ہیں یا تو آپ خود
ذاتی طور پر اپنی پلاننگ سے مطمئن نہیں ہیں یا دوسری صورت میں
آپ کو کسی اطلاع کا انتظار ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"صالحہ آج خاموش ہے۔ کیوں"...... عمران نے صالحہ کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اب اس نتیجے پر پہنچ چکی ہوں کہ آپ سے کچھ پوچھنا
اپنے آپ کو پریشان کرنے سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ آپ نے اصل
بات بتانی نہیں اس لئے کیا فائدہ سر درد کرانے کا"...... صالحہ نے

کہا۔

"اور تم کیا کہتے ہو تنویر"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹارگٹ تمہارے سامنے ہے۔ بلیک ایجنسی کو پہلے مار گرائیں گے اور پھر اسی سٹی میں داخل ہو جائیں گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ اس سٹی میں بغیر مخصوص چپ کے داخل نہیں ہوا جا سکتا اور بلیک ایجنسی والے گلے میں کارڈ لٹکائے نہ پھر رہے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو یہ چپ ہمیں پہلے حاصل کرنا ہو گی لیکن کہاں سے"۔ صفدر نے کہا۔

"تم بتاؤ کہ یہ چپ کہاں سے حاصل کی جا سکتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ظاہر ہے وہاں سے آنے والے کسی آدمی کو پکڑ کر اس کے جسم سے نکالی جا سکتی ہے اور کیسے حاصل کی جا سکتی ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ رپورٹ ملی ہے کہ دو روز سے بلیو ایریا کو بلاک کر دیا گیا ہے۔ باہر موجود تمام متعلقہ افراد کو فوری طور پر واپس بلا لیا گیا ہے اس لئے اب جب تک ان کے نزدیک ہم ہلاک نہیں کر دیئے جاتے تب تک بلیو ایریا سے کوئی باہر نہیں آئے گا اس لئے ہم چپ

بھی اس انداز میں حاصل نہیں کر سکیں گے جبکہ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ ہم چپ حاصل کر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن اب ایسا نہیں ہے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مشن مکمل کرنا ہے اور کیا کرنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کیسے"...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنویر کی طرح اندر گھس جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو جبکہ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ایکشن سے تمام بند دروازے خود بخود کھل جاتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم اس کے کنٹرول روم میں کسی آدمی کو کور نہیں کر سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"کیسے کریں گے۔ اندر جائیں گے تو یہ کام بھی ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ جس انداز میں جواب دے رہے ہیں اس سے تو لگتا ہے کہ ہم یہیں سے واپس ہو جائیں"...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اسے نہیں جانتی صالحہ۔ یہ سب کچھ پہلے سے سوچ بیٹھا ہوگا"...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں کہ آپ نے کیا سوچا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں بتاؤ تاکہ مجھے بھی پتہ چلے کہ میں نے کیا سوچ رکھا ہے"......عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ جارجین ریاست دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک پہاڑی حصہ اور دوسرا ریگستانی اور نقشے کے مطابق پرائک صحرا کے حصے میں ہے اور صحرا میں سرنگ نہیں بنائی جا سکتی کہ میں سوچتا کہ سرنگ لگا کر بلیو ایریا میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کی بجائے ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم بلیو ایریا کی عقبی دیوار کی جڑ میں موجود ریت کو ہٹا ئیں۔ لامحالہ اس دیوار کی بنیاد کافی نیچے کر کے رکھی گئی ہوگی لیکن ہم اس بنیاد کو ایس بم کے ذریعے کھول کر سوراخ بنا سکتے ہیں۔ ایس بم کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں کہ اس سے دھماکہ نہیں ہوتا اور ریت میں دبا دینے سے تو ہلکی سی آواز بھی نہ نکلے گی۔ اس سوراخ سے ہم بلیو ایریا میں داخل ہو جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"......کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے لیکن مسئلہ صرف اندر داخل ہونے کا نہیں ہے۔ اندر تو ہم تویر ایکشن کے ذریعے چیک پوسٹ

کے راستے سے بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اصل مسئلہ ریز کا ہے۔ وہاں پورے بلیو ایریا میں ایسی ریز چوبیس گھنٹے چھائی رہتی ہیں جو بغیر چپ کے آدمی کو بے ہوش کر دیتی ہیں اس لئے جیسے ہی ہم اندر داخل ہوں گے ہم بے ہوش ہو جائیں گے اور ان کے کنٹرول روم کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے ہماری لاشیں بھی باہر نہیں آ سکیں گی"......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ سائنس دان ہیں۔ کیا آپ ان ریز کا کوئی توڑ نہیں کر سکتے"...... صالحہ نے کہا۔

"جب تک ریز کے بارے میں تفصیل معلوم نہ ہو سکے اس وقت تک ایسا ممکن نہیں ہے۔ بے شمار ایسی ریز ہیں جو یہ کام کرتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی چپ مل جائے تو اس کا سائنسی تجزیہ کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے"......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر یہ مشن کیسے مکمل ہوگا"...... صالحہ نے کہا۔

"تم بھی تو سوچو۔ سارا کام میرے ذمے مت ڈالو"......عمران نے کہا۔

"ہم تو جو سوچتے ہیں تم اسے مسترد کر دیتے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"دلیل سے بات کرتا ہوں"......عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سوائے عمران کے باقی سب نہ صرف چونک پڑے بلکہ معنی خیز نظروں سے ایک

دوسرے کو دیکھنے لگے جبکہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنا نیا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ناراک سے آپ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے شاید ہوٹل ایکس چینج کی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"مسٹر مائیکل۔ میں کلارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر کے کال کو براہ راست کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ ناراک کے ایک بڑے ہسپتال میں ایک مریض موجود ہے جسے ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں تک براہ راست بھجوایا گیا ہے۔ انتہائی پیچیدہ ہارٹ سرجری کا کیس ہے۔ اس کا آپریشن ہو چکا ہے لیکن اسے مسلسل بے ہوش رکھا جا رہا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کے جسم سے چپ حاصل کی جا سکتی ہے یا نہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کے لئے اس کی پوری باڈی کا ایکسرے لینا پڑے گا اور

ایک اور چھوٹا سا آپریشن کرنا پڑے گا۔ میں نے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے بات کی ہے۔ وہ تیار تو ہے لیکن معاوضہ پانچ لاکھ ڈالرز مانگتا ہے"...... دوسری طرف سے کلارک نے کہا۔

"دے دو۔ ہمیں ہر صورت میں وہ چپ چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"یہ چپ حاصل کرنے کے بعد میں نے کیا کرنا ہے"۔ کلارک نے پوچھا۔

"جیسے ہی چپ تمہیں ملے تم فوراً چارٹرڈ طیارے سے ونگٹن پہنچ جاؤ۔ ہوٹل کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ناراک آ جائیں"...... کلارک نے کہا۔

"یہاں ونگٹن میں ایک ایسی لیبارٹری ہے جہاں سے اس چپ کو چیک کرایا جا سکتا ہے اور پھر اس کے توڑ کے سلسلے میں بھی ضروری سائنسی سامان بھی ونگٹن سے ہی مل سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آج رات یہ کام ہو جائے گا اور میں کل آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ نے یہ بندوبست کیا تھا۔ حیرت ہے کہ کلارک نے ایسا مریض کیسے تلاش کر لیا"...... صفدر نے کہا۔

''کلارک بے حد تجربہ کار اور تیز آدمی ہے۔ تمہارے چیف کا فارن ایجنٹ ہے۔ مجھے پرانک کے ایک گروپ سے اطلاع ملی تھی کہ ایک ہفتہ قبل بلیو ایریا سے ایک ایمبولینس ہیلی کاپٹر پر مریض کو ناراک لے جایا گیا ہے جس پر میں نے کلارک کو کہا تھا کہ وہ بڑے ہسپتال چیک کرے کیونکہ ایمبولینس ہیلی کاپٹر سے کسی عام مریض کو اتنی دور نہیں لے جایا جا سکتا اور اب اس نے رپورٹ دی ہے''۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب ہمیں جیپ کے یہاں پہنچنے اور پھر اس کی چیکنگ تک انتظار کرنا پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے بشرطیکہ پکا ہوا ہو''...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

کرسٹل نے کار ریڈ زون کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کے اندر موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے گئی۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر اس نے کار کو لاک کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ کلب کے مالک تھامسن کا رابطہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہے لیکن فون پر ہونے والی بات چیت سمجھی نہیں جا سکی لیکن اتفاقیہ ایک کال میں بلیو ایریا کا لفظ استعمال کیا گیا تھا۔ تھامسن کے بارے میں جب اس نے اپنے طور پر تحقیق کی تو اسے معلوم ہو گیا کہ تھامسن پہلے ریڈ ایجنسی میں کام کرتا رہا ہے اور وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے پرانک میں کلب کھول لیا ہے کیونکہ پرانک اس کا آبائی علاقہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اسے خود تھامسن سے ملنا چاہئے۔ وہ یقیناً اسے پہچان لے گا کیونکہ ایک دو بار ایک

اور دوست کے ذریعے اس سے تعارف ہو چکا تھا۔ کلب میں زیادہ رش نہ تھا کیونکہ یہ دوپہر کا وقت تھا جبکہ ایسے کلبوں میں شام ڈھلنے کے بعد لوگ آتے تھے اور ساری رات یہاں بھرپور رونق رہتی تھی لیکن وہ پہلے یہ معلوم کر چکی تھی کہ تھامسن اپنے آفس میں موجود ہے۔ کلب کے ہال میں اکا دکا افراد موجود تھے جبکہ ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی سامنے فون رکھے موجود تھی۔ کرسٹل تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''یس میڈم''...... لڑکی نے قریب پہنچنے پر مؤدبانہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام کرسٹل ہے اور تمہارا باس تھامسن مجھے جانتا ہے۔ میرا تعلق بی اے سے ہے''...... کرسٹل نے کہا تو لڑکی نے سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے جیکولین بول رہی ہوں باس۔ ایک خاتون تشریف لائی ہیں۔ ان کا نام کرسٹل ہے اور ان کا تعلق بی اے سے ہے اور ان کا کہنا ہے کہ آپ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں''...... لڑکی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر کھڑے ایک آدمی کو اشارے سے بلایا۔

''میڈم کو باس کے آفس پہنچا دو''...... لڑکی نے اس آدمی سے

کہا۔

''یس میڈم۔ آیئے''...... اس آدمی نے جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے اسے تیسری منزل پر لے گیا۔ یہاں راہداری میں ایک مسلح دربان موجود تھا۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔ راہداری میں ایک بند دروازہ تھا جس کے ساتھ ہی تھامسن جنرل منیجر کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

''تشریف لے جائیں میڈم۔ باس اندر موجود ہیں''۔ سپروائزر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... کرسٹل نے کہا اور پھر بند دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا اور کرسٹل اندر داخل ہو گئی۔ سامنے بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں پر نظر کی عینک تھی۔

''آؤ کرسٹل۔ خوش آمدید''...... اس آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر میز کی سائیڈ سے آگے بڑھ کر اس نے باقاعدہ کرسٹل سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

''بڑے دنوں بعد ملاقات ہو رہی ہے''...... کرسٹل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھامسن نے سائیڈ پر موجود ریک سے شراب کی بوتل اور دو جام اٹھا کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور اس نے دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور

پھر بوتل کو بند کر کے اس نے میز پر رکھا اور ایک گلاس اٹھا کر اس نے کرسٹل کے سامنے رکھا اور دوسرا گلاس لے کر وہ میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں معلوم تو ہو گا کہ میں اب بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن سے متعلق ہوں اور کرنل سمتھ سیکشن انچارج میرا شوہر ہے"۔ کرسٹل نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ باتیں مجھ سے کیسے چھپی رہ سکتی ہیں۔ کہو کیسی گزر رہی ہے"...... تھامسن نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو تھامسن۔ تم ایجنسی میں رہے ہو اس لئے تمہیں معلوم ہے کہ ملک کے مفادات کے خلاف کام کرنے والے کو کیا سزا دی جاتی ہے"...... کرسٹل نے شراب کا دوسرا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو۔ کھل کر بات کرو"...... تھامسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کی تیز نظریں سامنے بیٹھی ہوئی کرسٹل پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہاں بلیو ایریا ہے۔ اس میں ایکریمیا کی دو ٹاپ سیکرٹ میزائل لیبارٹریاں ہیں اور قابل ترین سائنس دان بھی یہاں کام کرتے ہیں اور تمہیں یقیناً معلوم ہو گا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس بلیو ایریا کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچ رہے ہیں اور اس سلسلے میں بلیک ایجنسی کا سپر سیکشن یہاں موجود ہے اور یہ بھی حتمی طور پر

اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں پرانک میں سپورٹ دینے کے لئے تم نے ان سے دس لاکھ ڈالرز وصول کئے ہیں جو تمہارے اکاؤنٹ میں ناراک سے جمع کرائے گئے ہیں۔ اب تم خود بتاؤ کہ ایسی صورت حال میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے لیکن تم چونکہ ہمارے ساتھی ہو اور ایجنسی کے سابقہ آدمی ہو اس لئے میں خود چل کر تمہارے پاس آئی ہوں ورنہ بلیک ایجنسی اتنی پاورفل بہرحال ہے کہ تمہارے خلاف کوئی بھی بڑی کارروائی کی جا سکتی ہے"...... کرسٹل نے مزے لے لے کر اور شراب کے گھونٹ لیتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو تھامسن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے صرف دس لاکھ ڈالرز کی رقم کے بارے میں معلوم ہوتے ہی اپنی طرف سے سب کچھ خود ہی فرض کر لیا ہے۔ یہ دس لاکھ ڈالرز ناراک کے ایک گینگسٹر کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ اپنی شناخت کبھی نہیں کراتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں کبھی پاکیشیا تو ایک طرف ایشیا بھی نہیں گیا اس لئے میرا رابطہ کسی پاکیشیائی ایجنٹ یا ایجنٹوں کے گروپ سے کیسے ہو سکتا ہے اور آخری بات یہ کہ یہاں پرانک میں واقع بلیو ایریا سے میرا کسی طور پر بھی کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وہاں سے کوئی شخص یہاں میرے پاس آتا ہے اور نہ ہی میں نے کبھی وہاں کوئی چیز سپلائی کی ہے اس لئے تم نے جو فرضی کہانی اپنے ذہن میں تیار کی

ہے وہ سب غلط ہے''۔۔۔۔۔ تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ضروری نہیں ہوتا تھامسن کہ رابطے براہ راست ہوں۔ درمیانی رابطوں کے ذریعے بھی کام نکلوایا جا سکتا ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تمہارا بلیو ایریا سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمیں دس لاکھ ڈالرز سے بھی کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب بھی وہ لوگ یہاں آئیں اور تم سے رابطہ کریں تو تم ہمیں اطلاع دے دو۔ ویسے ہمیں ازخود بھی معلوم ہو جائے گا لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تم ایکریمیا کے دشمنوں کا ساتھ دینے کی بجائے ایکریمین حکومت کا ساتھ دو۔ اس میں تمہارا بھلا ہے''۔۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا۔

''لیکن جب میرا ان سے رابطہ نہیں ہے تو وہ مجھ سے کیوں رابطہ کریں گے''۔۔۔۔۔ تھامسن نے کہا۔

''میں نے تمہیں آگاہ کرنا تھا سو کر دیا ہے۔ اب تم کیا کرتے ہو کیا نہیں کرتے یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے۔ بہرحال جو کچھ کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔ ہاں ہمارے ہیڈکوارٹر کا فون نمبر نوٹ کر لو۔ مجھے یقین ہے کہ تم پاکیشائی ایجنٹوں کی اطلاع ہمیں دے دو گے''۔ کرسٹل نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

''میں نے یہاں کوئی ڈکٹا فون نہیں لگایا کیونکہ یہاں ہونے والی بات چیت کا ہر لفظ ہمارے ہیڈکوارٹر میں ریکارڈ ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال اپنا خیال رکھنا۔ گڈ بائی''۔۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا اور مڑ کر بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس پارکنگ میں پہنچ گئی لیکن اس سے پہلے کہ وہ کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتی اس کے سیکشن کا ایک آدمی تیزی سے اس کے قریب آیا۔

''میڈم''۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا تو کرسٹل کار کا دروازہ بند کرتے کرتے رک گئی۔

''کوئی خاص بات ہے ڈیرل''۔۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا۔

''میڈم۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے جدید ترین مشینری سے یہاں کے تمام فونز کور کر لئے ہیں ورنہ پہلے یہاں کے فونز پر ہونے والی بات چیت سمجھی نہ جا سکتی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ کوئی خاص ہدایات دینا چاہیں''۔ ڈیرل نے جھک کر کہا۔

''یہ اچھا ہوا۔ تھامسن کے آفس کے فون پر پوری توجہ رکھو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نگرانی بھی کرتے رہو۔ اس کی رہائش گاہ کا فون بھی چیک کراؤ۔ یہ بات اب طے شدہ ہے کہ پاکیشائی ایجنٹوں کا اس سے رابطہ ہے اس لئے وہ اس سے ملیں گے یا فون پر بات کریں گے اور ہم نے ان کا کھوج لگانا ہے''۔۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا۔

''میرا خیال ہے میڈم کہ میں نے اس جگہ کا سراغ لگا لیا ہے جہاں ان پاکیشائی ایجنٹوں نے یہاں پہنچ کر رہائش رکھی ہے''۔ ڈیرل نے کہا تو کرسٹل بے اختیار چونک کر کار سے باہر آ گئی۔

"کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو"...... کرسٹل نے کہا۔

"میڈم۔ میں یہاں موجود تھا کہ ایک آدمی سیموئیل یہاں آیا۔ وہ ناراک میں میرا گہرا دوست رہا تھا۔ میں اسے دیکھ کر اور وہ مجھے دیکھ کر چونکا۔ پھر ہم آپس میں ملے تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اب تھامسن کا ملازم ہے اور کراس ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اے میں رہتا ہے اور اس نے مجھے بتایا کہ وہاں کسی بھی وقت کچھ لوگ ناراک سے آنے والے ہیں جن کے لئے شراب اور خوراک لینے کے لئے وہ یہاں آیا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں یہاں سیر و سیاحت کے لئے آیا ہوں اور ایک دو دن بعد چلا جاؤں گا تو وہ پھر ملنے کا کہہ کر کلب کے اندر چلا گیا کیونکہ اسے جلدی تھی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کوٹھی میں آ کر ٹھہریں گے"۔ ڈیمرل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اگر سیموئیل دوبارہ تم سے ملے تو تم اس سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرنا ورنہ وہ مشکوک ہو کر تھامسن کو رپورٹ دے سکتا ہے اور تھامسن ٹھکانہ بدل بھی سکتا ہے۔ میں دو آدمیوں کو اس کی نگرانی پر لگا دوں گی"...... کرسٹل نے کہا۔

"یس میڈم۔ لیکن میرا خیال ہے کہ سیموئیل کو اس بارے میں کافی کچھ معلوم ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے باتوں ہی باتوں میں مزید معلومات حاصل کروں۔ بغیر اسے چونکائے ہوئے"...... ڈیمرل نے کہا۔

"نہیں۔ اب اس سے مت ملنا۔ تمہیں میرے ساتھ بات کرتے ہوئے دیکھ لیا گیا ہوگا اس لئے اب تم نے یہاں بھی نہیں رہنا۔ کسی دوسرے ساتھی کو اپنی جگہ دے کر تم وہاں کراس ٹاؤن والی کوٹھی کی نگرانی کرو لیکن سیموئیل کے سامنے نہ آنا ورنہ تمہارا کھیل الٹ بھی سکتا ہے"...... کرسٹل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم"...... ڈیمرل نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ کرسٹل دوبارہ کار میں بیٹھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اپنے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ کرنل سمتھ کو یہ ساری بات چیت بتانے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔

ولنگٹن کے ہوٹل کے کمرے میں سوائے عمران کے اس کے باقی سارے ساتھی موجود تھے جبکہ عمران غائب تھا۔

"عمران کل سے غائب ہے اور ہم یہاں بیٹھے مکھیاں مار رہے ہیں"...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے اچانک برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ کلارک ناراک سے چارٹرڈ طیارے سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ چپ لے آیا تھا اور پھر عمران اسے ساتھ لے کر گیا ہے تو لازماً وہ اس سلسلے میں ہی کام کرتا پھر رہا ہوگا"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن دو روز ہو گئے ہیں اسے غائب ہوئے۔ وہ ہمیں فون نہیں کر سکتا تھا یا ہمیں بھی ساتھ لے جاتا"...... تنویر نے کہا۔

"تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے تھے۔ وہ لازماً اس چپ کا

سائنسی تجزیہ کرائے گا۔ پھر اس کا توڑ نکالنے کی کوشش کرے گا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"مس جولیا۔ تنویر اس حد تک تو درست کہہ رہا ہے کہ ہمیں کچھ نہ کچھ اطلاع تو ہونی چاہئے۔ اب اگر عمران ایک ہفتہ نہ آئے تو کیا ہم ہاتھ باندھے بیٹھے رہیں گے"...... صالحہ نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے اسے رات کو تو ہوٹل آ ہی جانا چاہئے۔ وہ رات نجانے کہاں رہا ہوگا"...... صفدر نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگ گیا تھا۔ شاید یہ خیال اس کے ذہن میں پہلے آیا ہی نہ تھا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران ولنگٹن سے باہر گیا ہوا ہوگا ورنہ وہ لازماً رات کو واپس آ جاتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا کے چہرے کا تیزی سے بدلتا ہوا رنگ کیپٹن شکیل کی بات سن کر دوبارہ نارمل ہوتا چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"یہ دستک دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میں سمجھی شاید ویٹر ہے"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"اگر ویٹر کا مطلب انتظار کرنے والا ہے تو میں نجانے کب سے انتظار کر رہا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ کمرے میں خواتین بھی

تھیں اس لئے دستک دینا ضروری ہوتا ہے''...... عمران نے باقاعدہ سلام کرنے کے بعد بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ دو روز سے غائب تھے۔ ہم اسی مسئلے پر بات کر رہے تھے''...... صفدر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر میرے حق میں بول رہا ہو گا کیونکہ اسے ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ میں بغیر کسی خاص مصروفیت کے ہجر و فراق کا ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکتا''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو سوائے تنویر کے باقی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم ہمیں فون تو کر سکتے تھے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''فون تو تب کرتا جب کوئی میرا انتظار کر رہا ہوتا۔ کیوں جولیا''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم فون کر کے ہمیں بتا سکتے تھے کہ تم ولنگٹن سے باہر ہو اس لئے نہیں آ سکتے۔ بہرحال بتاؤ کیا کر کے آئے ہو''...... جولیا نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب کیا بتاؤں۔ بتانے کے لئے کچھ رہ گیا ہو تو بتاؤں''۔ عمران نے یکلخت انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب پلیز۔ ہم نے مشن بھی مکمل کرنا ہے''...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے کہ ہمیں ڈائریکٹ ایکشن لینا ہو گا''۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ چپ نے کام نہیں دیا''...... صفدر نے کہا۔

''چپ میں انہوں نے ایسا سسٹم رکھا ہوا ہے کہ جیسے ہی اسے جسم سے علیحدہ کیا جاتا ہے اس کی پوری مشینری خود بخود جام ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان ریز کا بھی پتہ نہیں چل سکا کہ کون سی ریز استعمال کی جاتی ہیں۔ مجھے اس چیکنگ کے لئے کلارک کے ساتھ آئس لینڈ جانا پڑا۔ وہاں ریز پر پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھے جانے والے سائنس دان ڈاکٹر فریڈی رہتے ہیں۔ انہوں نے بڑا سر مارا لیکن وہ اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکے۔ آخرکار مجھے بے نیل و مرام واپس آنا پڑا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ ہمیں اب پرانک جانا ہو گا۔ وہاں پہلے ہم کرنل سمتھ اور اس کے سیکشن سے نمٹیں گے اور پھر آگے بڑھیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ اللہ ہی جانتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے وہاں کوئی انتظام تو کر رکھا ہو گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ایک گروپ سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے کراس ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اے ہمارے لئے ریزرو کرا لی ہے جس

میں کاریں، اسلحہ اور میک اپ کا جدید ترین سامان سب کچھ موجود
ہو گا لیکن اب شاید ہمیں کوئی اور ٹھکانہ تلاش کرنا پڑے گا"۔ عمران
نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بلیک ایجنسی بہت باوسائل ایجنسی ہے اور پرانک چھوٹا سا شہر
ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے وہاں ایسے گروپس کا سراغ پہلے ہی
لگا لیا ہو گا جو وہاں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ وہ تربیت یافتہ ایجنٹ
ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس گروپ کو چیک کر لیا ہو۔ ایسی
صورت میں تو ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا
گریں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ تو یہ بات اندازے کی بناء پر کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے
کہ ایسا نہ ہو جیسے آپ نے سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میری پہلے ان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ
باقاعدہ میک اپ چیک کرنے والے کیمروں سمیت بلیک ایجنسی
والے پورے پرانک کو مسلسل چیک کرتے پھر رہے ہیں۔ میں نے
کوشش کی تھی کہ شاید بلیو ایریا کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے
لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم وہاں چلے جاتے ہیں۔ پھر جو ہو گا دیکھا
جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ بلیک ایجنسی نے لازماً وہاں اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا ہو

گا۔ یہ لوگ اسی انداز میں کام کرتے ہیں۔ اگر ہمیں اس ہیڈکوارٹر
کے بارے میں معلومات مل جائیں تو ہم براہ راست اس پر ریڈ کر
دیں۔ اس طرح ہم آدھی سے زیادہ کامیابی فوری حاصل کر لیں
گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے
ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر
کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔ چونکہ وہ پہلے بھی بات کر چکا تھا اس لئے اسے وٹنگٹن سے
پرانک اور تھامسن کے فون نمبرز کا علم تھا۔

"ریڈ زون کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

"وٹنگٹن سے مائیکل بول رہا ہوں۔ تھامسن سے بات کراؤ"۔
عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خطرہ تھا
کہ کہیں بلیک ایجنسی والے فون کو مانیٹر نہ کر رہے ہوں۔

"یس۔ تھامسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد تھامسن کی
آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں وٹنگٹن سے"...... عمران نے کہا۔

"سوری مسٹر مائیکل۔ اب ہم آپ کا کوئی کام نہ کر سکیں گے۔
آپ جس وقت چاہیں ہم سے اپنا معاوضہ واپس لے سکتے ہیں
کیونکہ ہم ایکریمیا کے مفادات کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے"۔
دوسری طرف سے تھامسن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ پہلے تو آپ نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرکاری ایجنسی کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم آپ کے لئے کام کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے ہمیں وارننگ دی ہے کہ ہم آپ کے بارے میں انہیں نشاندہی کریں لیکن چونکہ اس سے ہماری ساکھ ختم ہو جاتی اس لئے ہم آپ کو ہی جواب دے رہے ہیں۔ اب آپ آئندہ ہم سے رابطہ بھی نہیں کریں گے اور کراس ٹاؤن کی اس کوٹھی پر بھی آپ نہیں جائیں گے"...... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے بات ہوئی ہے یا کسی ایجنٹ سے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ اس ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کا فون نمبر بتا دیں تو جو معاوضہ میں نے دیا ہے وہ واپس نہیں لیں گے۔ ہم اس مشن کو نامکمل چھوڑ کر شاید واپس چلے جائیں اس لئے ہم اس ایجنسی کے ہیڈ کرنل سمتھ سے خود بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے فون نمبر کا تو علم ہے لیکن یہ علم نہیں کہ یہ ہیڈکوارٹر کہاں ہے"...... تھامسن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ شاید معاوضہ واپس نہ لینے کی بات سن کر وہ نرم پڑ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم نے بھی صرف فون پر بات کرنی ہے اس لئے آپ نمبر بتا دیں"...... عمران نے کہا تو تھامسن نے نمبر بتا دیا۔

"اب آپ بتا دیں کہ آپ کو کس نے دھمکی دی ہے۔ کرنل سمتھ یا اس کے کسی آدمی نے"...... عمران نے کہا۔

"کرنل سمتھ کی اسسٹنٹ اور بیوی کرسٹل نے"...... تھامسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن عمران اس کے بولنے کے انداز اور لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا چھوٹے لیول کا کوئی افسر ہے۔

"کرنل سمتھ سے بات کراؤ۔ میں ڈارسن بول رہا ہوں ناراک سے۔ ریڈ ایجنسی کا ڈارسن"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ہیلو۔ کرنل سمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ کافی بھاری اور سخت تھا۔

"ڈارسن بول رہا ہوں کرنل سمتھ۔ ناراک سے"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کو یہ فون نمبر کہاں سے مل گیا ہے"...... کرنل سمتھ کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"اس قدر سینئر ایجنٹ ہونے کے بعد ایسی باتیں مت کرو کرنل سمتھ۔ یہ باتیں معلوم کرنا ہم جیسے ایجنٹوں کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوتیں اور ہاں۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ میں نے ناراک میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو مارک کیا ہے اور مجھے سرکاری طور پر معلوم ہے کہ یہ ایجنٹ پرانک کے بلیو ایریا کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں اور وہ لازماً یہاں سے پرانک جائیں گے۔ اگر تم کہو تو میں ان کی نگرانی کراؤں اور ان کی یہاں سے روانگی کے بارے میں تمہیں اطلاع دے دوں"...... عمران نے اسی طرح بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ اپنے اصل چہروں میں ہیں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ میک اپ میں ہیں۔ چار مرد اور دو عورتیں لیکن ہمارے میک اپ چیک کرنے والے کیمروں نے ان کی اصل صورتیں ہمیں دکھا دی ہیں۔ ہمارے پاس چونکہ ان کے خلاف کیس نہیں ہے اس لئے ہم ان کے کاموں میں مداخلت نہیں کر رہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ۔ ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔ اگر آپ

ان کی نگرانی کریں اور ہمیں ان کے بارے میں اطلاعات مہیا کریں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"اوکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم مل کر ایکریمیا کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ انہوں نے وہاں وائس کمپیوٹر سے فون منسلک کر رکھا ہوا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ آپ ناراک سے نہیں بلکہ ولنگٹن سے بول رہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ ڈارسن کو کال بیک کر کے چیکنگ بھی کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پرانک میں کوئی مستقل ہیڈکوارٹر نہیں ہے۔ صرف عارضی طور پر آپریشنل ہیڈکوارٹر بنایا گیا ہے اور اگر وہاں کمپیوٹر سسٹم ہوتا تو میری کال پہلے درجے پر ہی کاٹ دی جاتی۔ کال کے کرنل سمتھ تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ جہاں تک ڈارسن کو کال کر کے چیکنگ کی بات ہے تو ڈارسن کی آواز اور لہجہ میں بات کرنے کے انداز کو کرنل سمتھ بہت اچھی طرح پہچانتا ہے۔ پھر میں نے اس کے مطلب کی بات کی تھی۔ اس سے کچھ دریافت نہیں کیا تھا اس لئے وہ یقیناً مطمئن ہو گا"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ہماری تعداد کیوں درست بتائی ہے"۔ صالحہ نے کہا تو وہ سب اس طرح چونک پڑے جیسے ان کے ذہنوں

کے ذہنوں میں بھی یہی سوال موجود تھا۔

''اس لئے کہ ہمارے بارے میں پاکیشیا ایئر پورٹ سے اطلاع ان تک پہنچ چکی ہوگی۔ اس وقت ہم اصل چہروں میں تھے اور ہمارا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم اس میک اپ میں ان کے سامنے نہ آئیں جس میک اپ میں ہم نے ایکریمیا پہنچنا ہے۔ تعداد کا بہرحال انہیں علم ہو چکا ہوگا۔ اگر میں غلط بتاتا تو سارا کھیل ہی پلٹ سکتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اب وہ چھ افراد کا گروپ تلاش کرتے رہیں گے جبکہ ہم دو تین گروپس میں کام کر سکتے ہیں''...... عمران نے باقاعدہ وکیلوں کے انداز میں دلائل دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ تو اس انداز میں جواب دے رہے ہیں جیسے آپ کرنل سمتھ سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں دس بارہ دنوں سے باقاعدہ سوچ بچار کرتے رہے ہوں حالانکہ میرا خیال ہے کہ آپ نے بغیر کسی تیاری کے بات کی ہے''...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''صرف جولیا کے ساتھ بات کرنے سے پہلے مجھے سوچنا پڑتا ہے بلکہ وہ کیا کہتے ہیں، باقاعدہ ترازو میں تولنا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے فون پر بات بھی کر لی ہے لیکن اس سے کیا فائدہ ہوا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''اوہ ہاں۔ جس مقصد کے لئے میں نے کال کی تھی وہ تو تمہاری اس جرح کی وجہ سے بھول ہی گیا تھا۔ جولیا تمہارے پاس پرانک کا نقشہ موجود ہوگا۔ وہ لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''آپ نقشے سے کیسے معلومات حاصل کریں گے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی تمہارے سامنے سب کچھ ہوگا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے اور مسلسل نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''اسسٹنٹ کمشنر پولیس فریڈرک بول رہا ہوں۔ پولیس کمشنر آفس سے''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہوگیا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کرو اور چیک کر کے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ اچھی طرح چیک کرنا۔ یہ انتہائی اہم حکومتی معاملہ ہے''...... عمران نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اسے بلیک ایجنسی کے پرانک میں

ہیڈ کوارٹر کا فون نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ نمبر گلاسٹون کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ سو آٹھ اے میں ڈاکٹر الفریڈ کے نام سے نصب ہے"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"کیا آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہونا چاہئے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے دو بار خصوصی طور پر چیک کیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اگر یہ بات لیک آؤٹ ہوئی تو آپ کی باقی زندگی جیل میں ہی گزرے گی"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اس دوران جولیا نقشہ لے آئی تھی۔ عمران نقشے پر جھک گیا۔ اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔

"یہ ہے گلاسٹون کالونی۔ اس کی کوٹھی نمبر آٹھ سو آٹھ اے میں بلیک ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اصل مسئلہ بلیک ایجنسی کا خاتمہ نہیں ہے۔ اگر ہم کرنل سمتھ اور اس کے باقی ساتھیوں کو ہلاک بھی کر دیں تو بھی ہم بلیو ایریا میں داخل نہ ہو سکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"صفدر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس بارے میں پہلے سے غور کرنا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں بلیک ایجنسی پر اس وقت حملہ کرنا چاہئے جب ہم بلیو ایریا یا ای سٹی میں داخل ہونے کا کوئی طریقہ سوچ لیں"...... صالحہ نے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ پہلے بلیک ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ پھر میزائلوں سے ای سٹی کی دیوار یا چیک پوسٹ تباہ کر کے اندر داخل ہو جائیں۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم کیوں خاموش ہو کیپٹن شکیل"...... عمران نے خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سب ساتھی درست کہہ رہے ہیں لیکن اصل مسئلہ ای سٹی میں داخل ہو کر ہوش میں رہنے کا ہے۔ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا ہمارا مشن کسی صورت کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پہلے اس پر غور کرنا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن ای سٹی میں داخل ہونے اور پھر وہاں کام کرنے کا کوئی طریقہ مل ہی نہیں رہا۔ ایسا سیٹ اپ کیا گیا ہے کہ کسی کو بھی معلوم

نہیں ہے۔ چپ بھی انسانی جسم سے باہر آتے ہی ہلاک ہو جاتی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا، کیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اسے ای سٹی کہا جاتا ہے۔ مطلب ہے کہ یہ ایک پورا شہر ہوگا۔ اس شہر کے لوگ لاکھوں نہیں تو ہزاروں میں تو ہوں گے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر آدمی کو چپ لگائی جائے اور انہیں چوبیس گھنٹے کنٹرول میں رکھا جائے اور ان سب کو ای سٹی تک محدود کر دیا جائے''...... اچانک صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو گئی تھی۔

''اوہ۔ تم نے بڑی اہم بات کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ شہر اس طرح کا شہر نہیں ہو سکتا جیسا ہمارے ذہنوں میں ہے۔ یہاں یقیناً لیبارٹریاں کنٹرولنگ آفس، سائنس دان اور ان کے اسسٹنٹ ہوں گے اور ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ سینکڑوں میں ہوگی اور اسے ای سٹی کا نام دے کر انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم اسے ایک بڑا شہر سمجھ لیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس تاثر دینے کا انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی کہ ہم اسے ایک بڑا شہر سمجھ کر اپنے پکڑے جانے کے خوف سے اندر داخل نہ ہوں۔ اب ظاہر ہے کوئی شہر دس بارہ ہزار افراد پر مشتمل نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''مسئلہ لڑائی جھگڑے کا تو نہیں ہے عمران صاحب۔ مسئلہ ریز

ہے بے ہوش ہونے اور ہلاک ہونے کا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک کام ہو سکتا ہے۔ ٹھہرو۔ مجھے کوشش کرنے دو''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''شاگ کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''شاگ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈیفنسن سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''کہاں سے بات کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یہیں ونگٹن سے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈیفنسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ اور کاروباری تھا۔

''پرنس مائیکل بول رہا ہوں ڈیفنسن''...... عمران نے کہا۔

"پرنس"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ سوری۔ میں پہچان نہ سکا تھا۔ کوئی خاص بات کہ آپ یہاں ولنگٹن میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"تم نے ایک بار بتایا تھا کہ وزارت سائنس میں تمہارے بڑے گہرے اور وسیع تعلقات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا مسئلہ ہے"...... ڈینسن نے جواب دیا۔

"تم کوئی بڑی رقم کمانا چاہتے ہو تو تمہیں صرف چند حتمی معلومات مہیا کرنا ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

"کتنی رقم کو تم بڑی رقم کہہ رہے ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیروں کے دو بڑے ہار"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے واقعی ان کی ضرورت بھی ہے"۔ ڈینسن نے اس بار قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ڈرگ بزنس میں ہیروں کے ہار کا مطلب دس لاکھ ڈالرز تھا۔

"مجھے کسی ایسے سائنس دان سے تفصیلی ملاقات کرنی ہے جو ریاست جارجین کے شہر پرانک میں ای سٹی کی لیبارٹری میں کام کر چکا ہو"...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس۔ ایسا کوئی سائنس دان میرے نوٹس میں نہیں ہے۔ البتہ وہاں کام کرنے والا ایک ٹیکنیشن میرا دوست ہے۔ وہ چار سال وہاں کام کرتا رہا ہے۔ پھر وہ شاید بیمار ہو گیا تو اسے وہاں سے واپس بھجوا دیا گیا۔ اسے واپس آئے ہوئے بھی پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اگر اس سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو ابھی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اس وقت میرے کلب میں موجود ہے"۔ ڈینسن نے جواب دیا۔

"اسے کتنی رقم دینا ہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

"دو ہیرے صرف"...... ڈینسن نے جواب دیا۔

"کیا وہ سب کچھ درست بتا دے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اسے بھی میری طرح ہیروں کی ضرورت ہے"۔ ڈینسن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہارے کلب آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کاؤنٹر پر پرنس مائیکل کا نام لے دینا۔ تمہیں میرے پاس پہنچا دیا جائے گا"...... ڈینسن نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جولیا۔ تم میرے ساتھ چلو۔ باقی ساتھی یہیں رہیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہاں بھی گروپ کی نگرانی ہو رہی ہو"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ جولیا کو کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں۔ کسی اور ساتھی

کو کیوں نہیں لے جا رہے"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جولیا کے سامنے کوئی جھوٹ بولنا بھی چاہے تو نہیں بول سکتا کیونکہ اس کا چہرہ اس قدر رعب دار ہے کہ دیکھنے والا چوکڑی بھول جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ڈاکٹر احسان اپنے کمرے میں بیٹھے ہاٹ کافی کی چسکیاں لے رہے تھے۔ انہیں یہاں ایکریمیا میں آئے ہوئے کئی روز گزر چکے تھے اور پہلے جو ان کے اندر امید موجود تھی کہ پاکیشیائی حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کی رہائی کے لئے یہاں آئے گی لیکن اب اتنے دن گزر جانے کے ساتھ ساتھ وہ یہاں کے انتظامات دیکھ کر بھی مایوس ہو گئے تھے۔ انہیں اب یقین ہو گیا تھا کہ انہیں اپنی باقی زندگی اس جگہ گزارنا پڑے گی۔ ویسے وہ اب تک کنوارے تھے۔ سائنس کے ساتھ عشق کی وجہ سے انہوں نے کبھی شادی کے بارے میں سوچا ہی نہ تھا۔ ان کے والدین جب تک زندہ رہے تھے وہ اس سے شادی کرنے کا تقاضا کرتے رہتے تھے لیکن ڈاکٹر احسان انہیں ٹالتے رہے اور پھر ایک کار ایکسیڈنٹ میں ان کی وفات ہو گئی تو ڈاکٹر احسان کو ان کے بعد کبھی شادی کا خیال تک نہ آیا۔ وہ

اپنے کام کے ساتھ اس طرح کمٹڈ تھے کہ سائنس اور سائنسی تجربات کے علاوہ انہیں کسی قسم کا اور کوئی شوق ہی نہ تھا۔ ان کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ چوبیس گھنٹے سائنسی تجربات میں مصروف رہیں لیکن بہرحال وہ انسان بھی تھے اس لئے وہ تھک بھی جاتے تھے اور انہیں نیند بھی آنے لگ جاتی تھی۔ اس وقت بھی وہ مسلسل کئی گھنٹے کام کرنے کے بعد خاصے تھک جانے کی وجہ سے واپس اپنے کمرے میں آئے تھے۔ انہیں یہاں ہر قسم کی سہولت مہیا کی گئی تھی اس لئے اب آہستہ آہستہ وہ یہ بھولتے جا رہے تھے کہ وہ دشمن کی لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں یا اپنے ملک کی لیبارٹری میں۔

انہیں دراصل بس کام سے عشق تھا۔ وہ تھکن اتارنے کے لئے ہاٹ کافی پی رہے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کا نام مرفی تھا اور مرفی اس کی خدمت گزاری پر مامور تھا۔ گو انہیں پہلے ایک خاتون خدمت گزار دی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے واپس بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد ان کے موڈ کو دیکھتے ہوئے مرفی کو ان کی خدمت گزاری کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ مرفی خاصا ہوشیار اور مستعد نوجوان تھا اور وہ واقعی بڑے خلوص بھرے انداز میں ڈاکٹر احسان کی خدمت کرتا تھا۔ ان کے لئے کھانا لانا، کافی بنانا، ان کا بستر درست کرنا، ان کے بوٹ اور جرابیں اتارنا یہ سب مرفی کا کام تھا اور وہ اسے اس طرح سرانجام دیتا تھا کہ ڈاکٹر احسان خاصا اطمینان اور آرام محسوس کرتے تھے۔

''سر۔ بوٹ اور جرابیں اتار دوں''۔۔۔ مرفی نے اندر داخل ہو کر کہا۔

''ہاں''۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے کہا تو مرفی ان کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا اور بوٹ کے تسمے کھولنے شروع کر دیئے۔

''سر۔ آپ پاکیشیائی ہیں نا''۔۔۔ مرفی نے کہا تو ڈاکٹر احسان بے اختیار چونک پڑے۔

''ہاں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو''۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''سر۔ آپ کی وجہ سے بلیو ایریا کو مستقل طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ میں نے شہر جانا تھا اپنی بیٹی سے ملنے لیکن اب کہا جا رہا ہے کہ شاید میں مزید ایک ماہ تک نہ جا سکوں''۔۔۔ مرفی نے بوٹ اتارتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ وجہ۔ کیوں روکا گیا ہے تمہیں''۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ کہا جا رہا ہے کہ آپ کو واپس لے جانے کے لئے کسی بھی وقت پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچ سکتے ہیں اور اگر وہ یہاں آ گئے تو وہ سب کچھ تباہ کر دیں گے اس لئے پورے بلیو ایریا کو مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے۔ اب نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ ہی باہر سے کوئی اندر آ سکتا ہے''۔۔۔ مرفی نے دوسرا جوتا اتارتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کب سے ایسا ہوا ہے''۔۔۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"کل سے جناب"..... مرفی نے اب جرابیں اتارتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں کیسے اطلاع ملی ہے"..... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"یہ تو حکام کو معلوم ہوگا جناب۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے"۔ مرفی نے جرابیں اور بوٹ اتار کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ سوری مرفی۔ میری وجہ سے تمہیں تکلیف پہنچ رہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں کے حکام خواہ مخواہ خوفزدہ ہو رہے ہیں"..... ڈاکٹر احسن نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے سب لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ پاکیشائی اتنے بہادر لوگ ہیں کہ ایکریمیا جیسی سپر پاور کے حکام بھی ان سے خوفزدہ ہیں"..... مرفی نے جوتوں کو اس کے مخصوص ریک میں رکھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشائی واقعی بے حد بہادر قوم ہے"..... ڈاکٹر احسان نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اور کوئی حکم جناب۔ ورنہ میں جاؤں"..... مرفی نے کہا۔

"ہاں۔ تم جاؤ"..... ڈاکٹر احسان نے کہا تو مرفی سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ کیا واقعی پاکیشائی ایجنٹ میری خاطر یہاں حملہ کرنے والے ہیں۔ پھر تو مجھے ان کی مدد کرنی چاہئے"..... ڈاکٹر احسان نے مرفی کے جانے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس

نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے ایکس چینج آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں۔ کرنل گیری سے میری بات کراؤ"..... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل گیری بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل گیری کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں کرنل گیری۔ کیا آپ مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں"..... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر۔ میں بالمشافہ بات نہیں کر سکتا کیونکہ ایک ضروری میٹنگ ابھی ہونے والی ہے۔ آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں"..... کرنل گیری نے کہا۔

"مجھے میرے اٹنڈنٹ مرفی نے بتایا ہے کہ بلیو ایریا کو بلاک کر دیا گیا ہے کیونکہ پاکیشائی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ہے اور وہ باہر نہیں جا سکتا۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے"..... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اس نے درست بتایا ہے۔ ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آنے اور آپ کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیا سے روانہ ہو چکی ہے لیکن یہاں ان کا پہنچنا ممکن نہیں ہے

کیونکہ باہر ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کا پورا سیکشن موجود ہے اور یہاں آنے والے ایک ایک آدمی کو انتہائی جدید مشینری سے چیک کیا جا رہا ہے اور جہاں تک اسی سٹی کا تعلق ہے یہاں تو کوئی انسان کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتا اور اگر داخل ہو جائے تو فوراً خودبخود بے ہوش اور پھر ہلاک ہو جاتا ہے اس لئے پاکیشیائی ایجنٹ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں وہ ناکام رہیں گے۔ یہاں جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ صرف احتیاطاً کیا جا رہا ہے"...... کرنل گیری نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر انہوں نے وہ چپس حاصل کر لیں تو پھر آپ کی احتیاطی تدبیر کا کیا ہوگا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ جو ریز استعمال کی جا رہی ہے وہ انتہائی جدید ترین ایجاد ہے اور صرف ایکریمیا کے پاس ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چپ ایک بار جسم میں لگا دی جائے تو پھر اسے باہر نکالنے کے بعد وہ خودبخود ہلاک ہو جاتی ہے۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔ گڈ بائی"...... کرنل گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر احسان نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انہوں نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فرینک سے میری بات کرائیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر فرینک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں۔ آج دوپہر کو کینٹین میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور آپ نے بتایا تھا کہ آپ جدید ترین ریز پر کام کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے یاد ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ ڈاکٹر فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کرنل گیری نے بتایا ہے کہ یہاں اسی سٹی میں کوئی جدید ترین ریز استعمال کی جا رہی ہے جو بغیر چپ کے آدمی کو بے ہوش اور پھر ہلاک کر دیتی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ریز تو چار سال پہلے ایجاد ہوئی تھی اور مجھے فخر ہے کہ اس کی ایجاد میں میرا بھی حصہ ہے۔ اس کا نام بھی میں نے ایس ایس ریز رکھا تھا"...... ڈاکٹر فرینک نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو بہت بڑا اعزاز ہے لیکن کیا آپ اس میں موجود خامیوں کو دور کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"خامیاں۔ اوہ نہیں ڈاکٹر احسان۔ اس میں کوئی خامی نہیں ہے"...... ڈاکٹر فرینک نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں

کہا۔

"جبکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان ریز کے اثرات جسم میں موجود چپ کی وجہ سے اس جسم میں دوڑنے والے خون پر سرے سے نہیں ہوتے۔ کیا یہ خامی نہیں ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ آپ میڈیکل ٹیکنالوجی سے متعلق ہیں اس لئے آپ کو ریز سائنس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ جسے آپ اس کی خامی بتا رہے ہیں یہی اس کی خوبی ہے اور اسی وجہ سے اسے یہاں انتہائی کامیابی سے استعمال کیا جا رہا ہے کہ اس کے اثرات انسانی جسم میں دوڑنے والے خون پر نہیں پڑتے۔ صرف انسان کے دماغ اور اعصاب پر اس کے اثرات پڑتے ہیں اور آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے اور پھر چوبیس گھنٹوں کے بعد اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ البتہ ایک معمولی سی خامی اس میں موجود ہے لیکن وہ ایسی نہیں ہے کہ اسے کوئی بڑی خامی کہا جا سکے"...... ڈاکٹر فرینک نے کہا۔

"ایسی کیا خامی ہو سکتی ہے جناب"...... ڈاکٹر احسان نے چونک کر پوچھا۔

"اس میں یہ خامی ہے کہ یہ ریز ریت اور مٹی پر اثرات نہیں ڈالتی اس لئے اگر کوئی آدمی ریت اور مٹی کے نیچے ہو تو اس پر اس کے اثرات نہیں پڑتے"...... ڈاکٹر فرینک نے کہا۔

"یہ تو خامی نہیں ہے بلکہ میرے خیال میں تو خوبی ہے"۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر۔ آپ کیوں اس بارے میں پوچھ رہے ہیں"۔ ڈاکٹر فرینک نے مسرت بھرے انداز میں کہا۔

"مجھے کرنل گیری نے اس کے بارے میں بتایا تھا اور انہوں نے ان ریز کی بے حد تعریف کی تھی اس لئے میں پوچھ رہا تھا۔ بہرحال بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... ڈاکٹر احسان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر غور و فکر کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اچانک انہیں کچھ یاد آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔

"مجھے اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے۔ پاکیشیا سے ایجنٹ یہاں آ رہے ہیں اور میں یہاں اطمینان سے کام کر رہا ہوں۔ مجھے کچھ کرنا چاہئے۔ لیکن میں کیا کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہ ایک بار پھر اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ چپس کون تیار کر رہا ہے یا انہیں آپریٹ کون کرتا ہے۔ اس سے مزید معلومات مل سکتی ہیں لیکن کس سے پوچھوں"...... ڈاکٹر احسان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور مرفی اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر احسان چونک پڑا۔

"کیا ہوا مرفی۔ تم دوبارہ آئے ہو"...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے کیا قصور کیا تھا کہ آپ نے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری کو فون پر بتا دیا کہ میں نے آپ سے بلیو ایریا کو بلاک کرنے کی بات کی ہے تو انہوں نے مجھے بلا کر انتہائی سخت سست کہا۔ تھپڑ مارے اور مجھے سخت بے عزت کیا کہ میں نے کیوں یہ بات آپ کو بتائی ہے۔ سر۔ میں نے تو آپ سے ہمدردی کی خاطر یہ بات کی تھی''...... مرفی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری سوری مرفی۔ مجھے یہ خیال تک نہ تھا کہ صرف اتنی سی بات سے وہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کریں گے۔ مجھے معاف کر دو مرفی۔ آئی ایم رئیلی سوری''...... ڈاکٹر احسان نے تاسف بھرے لہجے میں کہا اور مرفی کے سر پر ہمدردی سے ہاتھ پھیرا۔

''سر۔ میں نے بھی کرنل گیری سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری مدد ضرور کریں گے''...... مرفی نے ڈاکٹر احسان کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم کیا انتقام لے سکتے ہو مرفی۔ بھول جاؤ سب کچھ اور اپنی جان اور نوکری بچاؤ''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''سر آہستہ بولیں۔ گو آپ کی اور میری چیپ اس وقت آف ہیں لیکن پھر بھی آپ محتاط رہیں''...... مرفی نے ایک بار پھر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کیا کر سکتے ہو۔ مجھے بتاؤ اور میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''ایک منٹ''...... مرفی نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر ایسے اشارہ کیا جیسے کسی کو اندر آنے کا کہہ رہا ہو اور ڈاکٹر احسان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہیں مرفی کی حرکات و سکنات خاصی پراسرار اور مشکوک نظر آ رہی تھیں۔ دوسرے لمحے دروازے میں سے ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر ایسا یونیفارم تھا جیسے وہ لیبارٹری میں اٹنڈنٹ کے طور پر کام کرتا ہو۔ اس کے اندر آنے پر مرفی نے دروازہ بند کر دیا۔

''صاحب ہماری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں برینڈی''۔ مرفی نے آنے والے نوجوان کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا۔

''تم کون ہو اور یہ سب کیا ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ میرا دوست ہے۔ مین لیبارٹری میں اٹنڈنٹ ہے۔ اس کا نام برینڈی ہے۔ اس نے مجھے پہلے بھی ایک کام کہا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا تھا مگر اس کے فوراً بعد کرنل گیری نے مجھے بلا کر مارا پیٹا۔ سخت سست کہا اور بے حد بے عزت کیا تو میں نے انتقامی طور پر اس کام کی حامی بھر لی''...... مرفی نے ڈاکٹر احسان کے قریب ہو کر کہا۔

’’مسئلہ کیا ہے۔ یہ تو بتاؤ‘‘...... ڈاکٹر احسان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

’’سر۔ میں بتاتا ہوں لیکن پہلے آپ وعدہ کریں۔ آپ مسلمان ہیں اس لئے ہمیں یقین ہے کہ آپ وعدہ کر کے اس کی وعدہ خلافی نہیں کریں گے۔ یہ وعدہ کریں کہ اگر ہماری مدد نہیں کریں گے تو کسی کو اس بارے میں بتائیں گے بھی نہیں ورنہ ہم دونوں کو جان سے مار دیا جائے گا‘‘...... بریڈی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ میں اگر تمہاری مدد نہ کر سکا تو تمہارے بارے میں زبان بھی نہ کھولوں گا‘‘...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

’’جناب۔ جیسا کہ آپ کو مرفی نے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ آپ کو یہاں سے واپس لے جانے کے لئے آ رہے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہاں وہ بغیر چپس کے داخل نہیں ہو سکتے اور کسی کے جسم میں استعمال شدہ چپ بھی خود بخود بلاک ہو جاتی ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہاں سے چھ نئی چپس حاصل کر کے انہیں پہنچائی جائیں کیونکہ وہ تعداد میں چھ ہیں تو وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکیں گے‘‘...... بریڈی نے کہا۔

’’تم تک یہ بات کیسے پہنچی اور کس نے پہنچائی ہے۔ کیا تمہارا براہ راست پاکیشیائی ایجنٹوں سے رابطہ ہے‘‘...... ڈاکٹر احسان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’نہیں سر۔ یہاں ایک صاحب کافی عرصے تک کام کرتے رہے ہیں۔ وہ میرے دوست بھی رہے ہیں اور جناب۔ بلیو ایریا کو جس قدر محفوظ بنایا گیا ہے اس سے بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ اس سارے سسٹم میں کوئی خرابی نہیں ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے تو اس بلیو ایریا سے باہر جانے کا ایک خفیہ راستہ موجود ہے۔ یہ ایک سرنگ ہے جو آگے جا کر ریت میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس سرنگ میں ریز کام نہیں کرتیں۔ اس سرنگ کے اندر لوگ باہر سے آنے والوں سے ملتے رہتے ہیں۔ لڑکیاں بھی باہر سے آتی رہتی ہیں اور اس سرنگ میں ان کی اپنے دوستوں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے اور وہ کئی کئی گھنٹے اس بڑی سی سرنگ میں گزار کر واپس چلی جاتی ہیں۔ جیسے میں نے پہلے بتایا ہے یہاں بطور ٹیکنیشن ایک آدمی جس کا نام سوبرز ہے، کام کرتا رہا ہے۔ وہ مین لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ چار سال وہ یہاں کام کرتا رہا ہے۔ پھر وہ بیمار ہو گیا تو اسے ولنگٹن بھجوا دیا گیا۔ اسے یہاں سے گئے ہوئے بھی پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اسے اس سرنگ کا بھی پتہ ہے۔ ایک اور آدمی کے ذریعے اس کا مجھے پیغام ملا کہ میں اس سرنگ میں اس سے ملاقات کروں۔ میں چلا گیا اور اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے کہا کہ اگر میں اس کا ایک کام کر دوں تو وہ مجھے پانچ لاکھ ڈالرز دلوا سکتا ہے اور اس رقم کے بعد مجھے یہاں نوکری کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ پانچ لاکھ ڈالرز بہت بڑی رقم

ہے اس لئے میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ پھر میں نے آمادگی ظاہر کی تو اس نے بتایا کہ وہ اس وقت ڈنگٹن کے ایک کلب میں کام کرتا ہے۔ کلب کے مالک اور جنرل منیجر ڈینسن نے اسے ایک جوڑے سے ملوایا۔ ان کا تعلق پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح آپ کو یہاں سے نکلوانا چاہتے ہیں۔ مجھ سے انہوں نے یہاں کے بارے میں بڑی تفصیل سے پوچھا اور پھر یہ بات طے ہوگئی کہ اگر کسی طرح میں انہیں چھ نئی چپس یہاں سے نکلوا کر دے دوں تو وہ مجھے پانچ لاکھ ڈالرز دیں گے۔ اس نے بتایا کہ اسے معلوم ہے کہ مین لیبارٹری کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے میں سوائے سائنس دانوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا۔ صرف سائنس دانوں کے جسموں میں جو چپس ڈالی جاتی ہیں ان میں اس تہہ خانے میں جانے کی سہولت موجود ہے۔ چنانچہ مجھے مرفی کا خیال آ گیا کیونکہ مرفی آپ کی خدمت کرتا ہے اور آپ بھی سائنس دان ہیں۔ آپ کو یہاں سے لے جانے کے لئے ہی یہ سب کارروائی ہو رہی ہے تو میں نے سوبرز سے وعدہ کر لیا مگر مرفی نے میری بات نہ مانی لیکن پھر جب کرنل گیری نے اسے گالیاں دیں، مارا پیٹا اور اس کی توہین کی تو وہ مان گیا اور مجھے آپ کے پاس لے آیا"۔ بریڈی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے تو نہ ان چپس کا پتہ ہے اور نہ ہی اس تہہ خانے کا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"سوبرز جب پہلے اس لیبارٹری میں کام کرتا تھا تو اس وقت صرف سائنس دانوں والی شرط موجود نہ تھی۔ ٹیکنیشن بھی تہہ خانے میں جا کر وہاں سے مطلوبہ سامان لے آتے تھے اور سوبرز چپس اٹھا کر وہاں اندراج کرنے آتا تھا۔ اس نے مجھے ساری تفصیل بتائی تھی"...... بریڈی نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے۔ مجھے بتاؤ۔ میں کام کروں گا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"سوچ لیں ڈاکٹر احسان۔ اس میں خطرات بھی ہیں"...... مرفی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اگر میری وجہ سے تمہاری بے عزتی ہوئی ہے تو اب رقم بھی تمہیں میں ہی دلواؤں گا۔ مجھے تفصیل بتاؤ بریڈی"...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو بریڈی نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔ ڈاکٹر احسان نے اس سے کئی سوالات کئے اور جب اس کی پوری تسلی ہو گئی کہ اب وہ یہ کام کر سکتے ہیں تو وہ خاصے مطمئن ہو گئے۔

"لیکن تم انہیں باہر کیسے بھیجو گے"...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سوبرز ان دنوں یہاں پرانک میں ہی موجود ہے اور باہر سے لوگ سرنگ میں آ جا رہے ہیں۔ ان کے ذریعے اسے بلوا کر چپس اس کے حوالے کر دی جائیں گی"۔ بریڈی نے جواب دیا۔

"اور تمہیں رقم کیسے ملے گی"...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔

"ہمیں وہ اڑھائی اڑھائی لاکھ ڈالرز کے دو گارنٹڈ چیک دے گا۔ ایک چیک میرے پاس رہے گا اور ایک مرفی کے پاس۔ جب یہ بلاکنگ ختم ہو جائے گی تو ہم چھٹی لے کر یہاں سے وشنگٹن جائیں گے اور یہ چیک اپنے اکاؤنٹس میں جمع کرا دیں گے۔ اس کے بعد ہمیں یہاں انتہائی سخت ماحول میں نوکری کرنے کی ضرورت نہ رہے گی"...... برینڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج رات ہی کوشش کروں گا کہ یہ چپس حاصل کرلوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"آپ خیال رکھیں گے ڈاکٹر صاحب۔ معمولی سا شبہ ہونے پر آپ سمیت ہم سب مارے جائیں گے"...... برینڈی نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ کل اس وقت تم مجھ سے چپس لے سکتے ہو۔ میں نے یہ سوچ لیا ہے کہ کس وقت لیبارٹری خالی ہوتی ہے اور کس وقت میں تہہ خانے سے چپس حاصل کر سکتا ہوں۔ اب یہ کام میرے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ میں نے سب سوچ لیا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو برینڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ڈاکٹر احسان سے اجازت لے کر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے تو ڈاکٹر احسان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ وہ یہ کام کر لے گا۔ اس طرح وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ اپنے اور اپنے ملک کے لئے بھی کام کر سکے گا۔

کرسٹل کی کار تیزی سے پرانک شہر کے مغربی علاقے میں واقع ایک کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرسٹل خود تھی جبکہ عقبی سیٹ پر اس کے سیکشن کا ایک آدمی رچرڈ بیٹھا ہوا تھا۔ رچرڈ نے اسے اطلاع دی تھی جس کی تصدیق کے لئے وہ خود اس کلب میں جا رہی تھی۔

"کیا تمہیں یقین ہے رچرڈ کہ وہ عورت درست بات کر رہی تھی"...... کرسٹل نے اچانک کہا۔

"میں نے تو اس کی باتیں سنی ہیں میڈم۔ اب سچ جھوٹ تو اس سے پوچھنے پر ہی سامنے آئے گا"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ دوبارہ دوہراؤ۔ اس نے کیا کہا تھا"...... کرسٹل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''وہ اپنی ایک فرینڈ سے کہہ رہی تھی کہ اس کا دوست سوملا پانچ سال بعد پرانک آیا تھا اور دو روز اس کے پاس رہا اور بلیو ایریا سے چپس لے کر واپس گیا ہے اور اسے ایک لاکھ ڈالرز بھی دے گیا ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''تم اس وقت کہاں موجود تھے''...... کرسٹل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے رچرڈ کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

''میں ساتھ والی میز پر بیٹھا ہوا تھا اور میں نے اس کا یہ فقرہ بخوبی سنا تھا اور بلیو ایریا اور چپس کے بارے میں سن کر میں چونکا تھا۔ وہ دونوں تھوڑی دیر بعد اٹھ گئیں تو میں نے ایک عورت کا تعاقب کیا۔ وہ اس کلب میں ہی ملازم ہے۔ اس کا نام جینٹ ہے اور اس کلب سے ملحقہ بلاک میں رہتی ہے۔ پھر میں نے آپ کو فون کیا تھا''...... رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس وقت جینٹ کہاں ہو گی۔ کیا اپنے فلیٹ میں یا ڈیوٹی پر''...... کرسٹل نے پوچھا۔

''میں نے معلوم کیا تھا۔ اس کی ڈیوٹی رات گئے شروع ہوتی ہے اور صبح تک رہتی ہے۔ وہ کلب کے شراب خانے میں کام کرتی ہے''...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرسٹل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرسٹل پرانک میں واقع ہیڈکوارٹر میں تھی کہ رچرڈ کا فون اسے ملا اور اس نے جب یہ فقرہ بتایا تو اس نے اسے فوراً ہیڈکوارٹر بلوا لیا تا کہ اسے کرنل سمتھ سے ملوا سکے لیکن پھر اسے معلوم

ہوا کہ کرنل سمتھ ہیڈکوارٹر میں موجود نہیں ہے تو کرسٹل نے رچرڈ کو ساتھ لے کر اس عورت جینٹ سے ملنے اور اس سے اصل بات اگلوانے کا فیصلہ کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ریڈ ایرو کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف مڑ گئی۔ پارکنگ کارڈ لے کر وہ دونوں کار لاک کر کے مڑے۔

''آئیں میڈم۔ ہمیں سائیڈ سے عقبی طرف جانا ہو گا''۔ رچرڈ نے کہا تو کرسٹل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کلب کو کراس کر کے وہ تھوڑی دیر بعد ایک فلیٹ کے بند دروازے پر موجود تھے۔ دروازے کے ساتھ ہی جینٹ کے نام کی پلیٹ تھی۔ کرسٹل نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رچرڈ۔ مجھے سپروائزر میکسن نے بھیجا ہے''...... رچرڈ نے اس کلب کے ایک سپروائزر کا نام لیتے ہوئے کہا۔

''میکسن نے۔ کیوں''...... اندر سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ایک خصوصی پیغام اور ایک خصوصی گفٹ دینا ہے''...... رچرڈ نے جواب دیا تو اندر سے کٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو ایک عورت دروازے پر کھڑی نظر آئی۔

''تم۔ تم''...... اس نے کرسٹل اور رچرڈ کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے تم سے چند باتیں کرنی ہیں"...... کرسٹل نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور پھر فلیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے رچرڈ بھی اندر داخل ہو گیا۔

"تم۔ تم ہو کون۔ اپنی شناخت تو کراؤ"...... اس عورت نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے"...... کرسٹل نے جواب دیا۔

"سرکاری ایجنسی۔ مگر میں نے کیا کیا ہے"...... عورت نے سرکاری ایجنسی کا سن کر اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ"...... کرسٹل نے کہا تو وہ عورت چھوٹے سے ڈرائنگ روم کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ کرسٹل اس کے سامنے والی کرسی پر اور رچرڈ سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا نام جیٹ ہے اور تم ریڈ ایرو کلب میں کام کرتی ہو"...... کرسٹل نے کہا۔

"ہاں"...... جیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کلب کے ڈائننگ ہال میں ایک عورت سے باتیں کرتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ تمہارا دوست سوبرز پانچ سال بعد پرانک آیا تھا اور دو روز تمہارے پاس رہا۔ پھر بلیو ایریا سے چپس

لے کر واپس گیا اور تمہیں ایک لاکھ ڈالرز بھی دے گیا ہے اور سنو۔ انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہاری یہ بات چیت ہمارے پاس ریکارڈ ہے"...... کرسٹل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے یہ بات کی تھی لیکن اس میں تم لوگوں کا کیا ال ہے۔ تم کیوں آئے ہو"...... جیٹ نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں تفصیل بتاؤ کہ کس قسم کی چپس وہ لے گیا ہے اور کس نے اسے چپس دی ہیں۔ ساری تفصیل بتاؤ"...... کرسٹل نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بس اتنا ہی معلوم تھا جو میں نے اس عورت کو بتایا تھا"...... جیٹ نے جواب دیا۔

"رچرڈ"...... کرسٹل نے کہا تو رچرڈ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے مشین پسٹل نکال کر جیٹ کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"میں صرف تین تک گنوں گی۔ اس کے بعد رچرڈ ٹریگر دبا دے گا۔ ون۔ ٹو"...... کرسٹل نے گنتی گننا شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ سب کچھ بتاتی ہوں۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو"...... جیٹ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چونکہ فیلڈ سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ عام سی عورت تھی اس لئے وہ بری طرح خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"میں تین کہہ دوں گی۔ بولتی جاؤ۔ اب تمہارے پاس گنجائش نہیں ہے"...... کرسٹل نے غراتے ہوئے کہا۔

''سوبرز آج سے پانچ سال پہلے بلیو ایریا میں کام کرتا تھا۔ وہ میرا دوست تھا اور میرے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ پھر وہ اچانک بیمار ہو گیا تو اسے واپس بھیج دیا گیا اور وہ علاج کے لئے ولنگٹن چلا گیا۔ پھر میرا اس سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ سوائے ایک دو بار جب میں ولنگٹن گئی تو اس سے ملی۔ وہ وہاں ایک کلب میں ملازم تھا۔ پچھلے دنوں وہ اچانک پرانک آ گیا اور مجھ سے ملا۔ میں اس سے مل کر بہت خوش ہوئی۔ وہ یہاں میرے پاس رہا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک انتہائی اہم کام کے لئے ولنگٹن سے یہاں آیا ہے اور اسے اس کام کے دس لاکھ ڈالرز ملے ہیں۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ بلیو ایریا سے چھ چپس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ بس اس سے زیادہ اس نے کچھ نہیں بتایا اور پھر ایک روز اس نے مجھے ایک پیکٹ دکھایا کہ اس نے مطلوبہ چپس حاصل کر لی ہیں۔ پھر اس نے مجھے ایک لاکھ ڈالرز انعام دیا اور پھر وہ واپس ولنگٹن چلا گیا''...... جیٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ کب کی بات ہے''...... کرشل نے پوچھا۔

''آج اسے گئے ہوئے تین روز ہو گئے ہیں''...... جیٹ نے جواب دیا۔

''اس نے کیسے یہ چپس حاصل کی تھیں۔ تفصیل سے بتاؤ''۔ کرشل نے کہا۔

''میں نے اس سے پوچھا تھا لیکن اس بارے میں اس نے کچھ

نہیں بتایا۔ میں سچ کہہ رہی ہوں''...... جیٹ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

''ولنگٹن میں اس سے رابطہ کہاں ہو سکتا ہے۔ کس کلب میں وہ کام کرتا ہے''...... کرشل نے پوچھا۔

''اس نے بتایا تھا کہ وہ سٹاگ کلب میں کام کرتا ہے۔ اس کا باس ڈیفسن ہے جس نے اسے یہاں بھیجا تھا''...... جیٹ نے جواب دیا تو کرشل نے سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سٹاگ کلب کا نمبر دیں''...... کرشل نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو کرشل نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سٹاگ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پرانک سے جیٹ بول رہی ہوں۔ سوبرز میرا دوست ہے۔ مجھے اس سے بات کرنی ہے''...... کرشل نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرشل نے رسیور جیٹ کے کان سے لگا دیا۔

"اس سے اس طرح بات کرو کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کی تصدیق ہو جائے تاکہ تمہاری جان بچ جائے"...... کرسٹل نے کہا۔

"ہیلو"...... اسی لمحے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جینٹ بول رہی ہوں پرائک سے سوبرز"...... جینٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ کیوں فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جب سے تم یہاں سے گئے ہو میں تمہیں بے حد مس کر رہی ہوں۔ کیا تم ایک دو ماہ کے لئے یہاں نہیں آ سکتے یا اگر کہو تو میں وہاں تمہارے پاس آ جاؤں"...... جینٹ نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں ونگٹن سے شاید چلا جاؤں۔ جب کہیں اور سیٹل ہوا تو پھر تم سے بات ہو گی۔ پھر کچھ طے کر لیں گے لیکن ابھی نہیں"...... سوبرز نے کہا۔

"لیکن تمہیں اب رقم تو کافی مل گئی ہے۔ میرے پاس بھی تمہارے دیئے ہوئے ایک لاکھ ڈالرز موجود ہیں۔ ہم دونوں مل کر کسی اچھی ریاست میں شاہانہ زندگی گزار سکتے ہیں"...... جینٹ نے کہا۔

"نہیں جینٹ۔ ابھی ایسا ممکن نہیں ہے۔ پھر بات ہو گی اور ہاں۔ اب دوبارہ مجھے فون نہ کرنا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرسٹل نے رسیور

واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"اسے آف کر دو رچرڈ"...... کرسٹل نے سرد لہجے میں کہا تو رچرڈ نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی جینٹ کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر پھیل گئی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ کر کرسی کی سائیڈ سے ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر گر گیا۔

"آؤ"...... کرسٹل نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"میڈم۔ کیا اس کی ہلاکت ضروری تھی"...... رچرڈ نے دروازے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ ہمارے جاتے ہی یہ سوبرز کو فون کر کے سب کچھ بتا دیتی اور وہ فرار ہو جاتا جبکہ اب ہم ہیڈکوارٹر جا کر ونگٹن میں اپنے سیکشن کے آدمیوں سے کہہ کر اس سوبرز کو کور کر کے اس سے سب کچھ اگلوا لیں گے"...... کرسٹل نے کہا تو رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ان کی کار تیزی سے واپس ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ہیڈکوارٹر پہنچ کر کرسٹل کو جب معلوم ہوا کہ کرنل سمتھ اپنے آفس میں واپس آ چکا ہے تو وہ کرنل سمتھ کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

"آؤ کرسٹل آؤ۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ تم رچرڈ کے ساتھ کسی خصوصی کام کے لئے گئی ہو۔ کیا ہوا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"ہم یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرتے پھر رہے ہیں جبکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے ولنگٹن میں بیٹھ کر بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے"...... کرسٹل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کرنل سمتھ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ کیسی کامیابی"...... کرنل سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرسٹل نے اسے رچرڈ کی طرف سے ملنے والی اطلاع اور پھر جیسٹ سے حاصل ہونے والی تمام معلومات تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہاں کس نے انہیں یہ چپس مہیا کی ہوں گی اور کیسے"...... کرنل سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے ولنگٹن میں موجود ایجنٹس سے کہو کہ وہ اس سویرز کو اغوا کر کے اس سے سب کچھ فوری طور پر اگلوائیں تاکہ اس کے مطابق یہاں کارروائی کی جا سکے"...... کرسٹل نے کہا تو کرنل سمتھ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

کرنل گیری بلیو ایریا میں اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے کہا۔

"بلیک ایجنسی کے کرنل سمتھ کی کال ہے"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... کرنل گیری نے کہا۔

"کرنل سمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل سمتھ کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس کرنل سمتھ۔ کوئی خاص بات"...... کرنل گیری نے کہا۔

"صرف خاص نہیں بلکہ خاص الخاص"...... کرنل سمتھ نے جواب دیا تو کرنل گیری بے اختیار چونک پڑا۔

"ایسی کیا بات ہو گئی ہے"...... کرنل گیری نے قدرے برا منانے والے لہجے میں کہا۔

"کرنل گیری۔ تمہاری زبردست سیکورٹی کے باوجود اس سٹی سے چھ چپس پاکیشیائی ایجنٹوں کے پاس ولنگٹن پہنچ چکی ہیں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کرنل سمتھ۔ اب کیا تم دن میں تو خواب دیکھنے نہیں لگ گئے"...... کرنل گیری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ خواب نہیں حقیقت ہے"...... کرنل سمتھ کی آواز سنائی دی۔

"اب ایسا ممکن ہی نہیں کرنل سمتھ۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس سٹی میں کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ کوئی باہر نہیں جا سکتا۔ پھر نئی چپس تو انتہائی خفیہ تہہ خانے میں ہوتی ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی آدمی چاہے وہ کوئی بھی ہو خفیہ تہہ خانے میں جا کر وہاں سے چپس چرائے، پھر باہر آ کر بلیو ایریا سے باہر جا کر چپس کسی کے حوالے کرے اور کنٹرول ٹاور اسے چیک ہی نہ کر سکے"...... کرنل گیری نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سب کچھ کے باوجود ایسا ہوا ہے"...... کرنل سمتھ نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے رپورٹ ملی ہے۔ کس نے دی ہے اور تمہیں اس بات پر اتنا یقین کیوں ہے"...... کرنل گیری نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"نئی چپس یقیناً گنتی کر کے رکھی جاتی ہوں گی اور ان کے استعمال کے وقت باقاعدہ اندراجات ہوتے ہوں گے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"ہاں۔ کمپیوٹر میں مکمل ڈیٹا موجود ہوتا ہے"...... کرنل گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم پہلے چیک کراؤ۔ اگر تمہیں چھ چپس کی کمی کا معلوم ہو جائے تو مجھے فون کرنا ورنہ تمہیں میری کسی بات کا یقین نہیں آئے گا"...... کرنل سمتھ نے بھی تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے نانسنس۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... کرنل گیری نے کہا اور پھر چند لمحوں تک وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر میورک سے میری بات کراؤ"...... کرنل گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ڈاکٹر میورک لیبارٹری اور اس خفیہ تہہ خانے میں موجود سٹور کا مین کنٹرولر تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل گیری نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے کہا۔

"ڈاکٹر میورک سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ڈاکٹر میورک۔ میں کرنل گیری بول رہا ہوں"...... کرنل گیری نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس کرنل۔ کیسے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور قدرے سرد سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر میورک۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لیبارٹری سے چھ نئی چپس چوری کر کے وٹنگٹن میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو پہنچائی گئی ہیں"...... آخرکار کرنل گیری نے اصل بات بتا دی جسے بتاتے ہوئے وہ ہچکچا رہا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کرنل گیری۔ آپ کو یقیناً غلط اطلاع دی گئی ہے"...... ڈاکٹر میورک نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی اس اطلاع پر آپ کی طرح یقین نہیں آ رہا لیکن اس کے باوجود چیکنگ کرنا تو ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ کیا آپ چیکنگ کر کے مجھے بتائیں گے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"آپ کے کہنے پر میں چیکنگ کر لیتا ہوں ورنہ اس کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے کیونکہ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے"...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

"تھینکس۔ میں آپ کی کال کا انتظار کروں گا"...... کرنل گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی

اٹھی تو کرنل گیری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر میورک لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ڈاکٹر میورک۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل گیری نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے یقین ہو کہ ڈاکٹر میورک کہے گا کہ چیکنگ کے بعد اس کی اطلاع غلط ثابت ہوئی ہے۔

"کرنل گیری۔ سٹاک میں سے چھ نئی چپس غائب ہیں"۔ ڈاکٹر میورک کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو کرنل گیری کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔

"کیا۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... کرنل گیری نے رک رک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ وہاں سے واقعی چھ نئی چپس چوری ہو چکی ہیں"...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

"لیکن کیسے ڈاکٹر میورک۔ کس نے چرائی ہیں۔ خفیہ تہہ خانے میں تو سوائے سائنس دانوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا"...... کرنل گیری نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پاکیشیائی سائنس دان نے یہ حرکت کی ہے کیونکہ وہ تہہ خانے میں جا سکتا ہے لیکن اسے کیسے

معلوم ہو گیا کہ نئی چپس خفیہ تہہ خانے میں ہیں اور تہہ خانہ کھولنے
کے خصوصی سسٹم کا بھی اسے علم نہیں ہو سکتا''...... ڈاکٹر میورک نے
کہا۔

''ڈاکٹر میورک۔ وہ تو یہاں نیا آیا ہے۔ یہ کام کسی ایسے آدمی
کا ہے جو یہاں طویل عرصے سے رہ رہا ہوں اور اسے تمام سسٹم کا
بخوبی علم ہو''...... کرنل گیری نے جواب دیا۔

''میرے خیال میں تو ایسا کوئی سائنس دان نہیں ہے۔ سب ہی
انتہائی مخلص، محبِ وطن ہیں اور طویل عرصے سے یہاں کام کر رہے
ہیں''...... ڈاکٹر میورک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود معلوم کرتا ہوں''...... کرنل گیری نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس
نے فون کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کرنل سمتھ سے میری بات کراؤ''...... کرنل گیری نے کہا اور
رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو کرنل
گیری نے رسیور اٹھا لیا۔

''کرنل سمتھ سے بات کیجئے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو کرنل سمتھ۔ میں کرنل گیری بول رہا ہوں''...... کرنل گیری
نے کہا۔

''کیا رپورٹ ہے چپس کے بارے میں''...... کرنل سمتھ نے

کہا۔

''حیرت انگیز۔ ناقابل یقین۔ لیکن چپس واقعی چوری ہوئی ہیں۔
مجھے تو ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ سب کیسے ہوا۔ کس نے کیا اور
آپ کو کیسے اس کی رپورٹ ملی ہے''...... کرنل گیری نے کہا۔

''ایک کلب میں ایک عورت نے دوسری عورت سے بات کی
جو ہمارے ایک ایجنٹ نے سن لی۔ اس بات چیت میں چپس کا ذکر
تھا۔ چنانچہ کرسٹل کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس عورت کو گھیر
لیا۔ اس عورت نے بتایا کہ اس کا ایک دوست ونگٹن سے پانچ سال
بعد پراتک آیا تھا۔ وہ یہاں دو روز تک رہا۔ پھر جاتے ہوئے وہ
اس عورت کو ایک لاکھ ڈالرز بھی دے گیا۔ اس عورت نے بتایا کہ
اس کے دوست نے اسے بتایا کہ اسے دس لاکھ ڈالرز اس کام کے
لئے دیئے گئے تھے۔ یہ آدمی پانچ سال پہلے بلیو ایریا میں بطور
ٹیکنیشن کام کرتا تھا۔ پھر شاید بیمار ہو گیا تو اسے واپس بھجوا دیا گیا
اور اب وہ ونگٹن کے ایک کلب میں کام کرتا ہے۔ اسے یہاں نئی
چپس کے حصول کے لئے بھیجا گیا تھا اور وہ اسے حاصل کر کے
واپس گیا ہے۔ کرسٹل نے اس آدمی سے جس کا نام سوبرز ہے
رابطہ کیا تو وہ آدمی واقعی وہاں موجود تھا جس پر ہم نے ونگٹن میں
اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ اس سے اصل بات معلوم کریں۔
انہوں نے اسے گھیر لیا لیکن اس آدمی کا دل کافی کمزور تھا۔ معمولی
سے تشدد سے وہ ہلاک ہو گیا۔ وہ صرف اتنا بتا سکا کہ اس نے بلیو

ایریا میں کسی بریندی نام کے آدمی سے رابطہ کیا تھا اور بریندی نے اسے یہ چپس لا کر دی تھیں"...... کرنل سمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ چپس بلیو ایریا سے باہر کیسے چلی گئیں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"وہ یہ بتانے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا۔ البتہ اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اسے یہ کام کلب کے مالک اور جنرل مینجر ڈینسن نے دلوایا تھا۔ ڈینسن خاصا بڑا اور مشہور گینگسٹر ہے اس لئے اس پر ہاتھ نہ ڈالا جا سکا۔ البتہ اس نے یہ بتا دیا کہ یہ چپس پاکیشیائی ایجنٹوں نے منگوائی تھیں"...... کرنل سمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر اب آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا یہ لوگ بلیو ایریا میں داخل ہو جائیں گے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ہم یہاں ریڈ الرٹ ہیں۔ ان کے یہاں پہنچتے ہی ہم ان کا خاتمہ کر دیں گے اس لئے انہیں یہ چپس بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال میں معلوم کراتا ہوں کہ یہ بریندی کون ہے اور اس نے کس طرح یہ چپس چوری کرائی ہیں اور کیسے بلیو ایریا سے باہر پہنچائیں"...... کرنل گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کیپٹن براؤن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن براؤن۔ بلیو ایریا میں ایک آدمی بریندی ہے۔ اسے تلاش کر کے میرے آفس میں لے آؤ"...... کرنل گیری نے کہا۔

"کس سیکشن میں ہے وہ"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ صرف اس کا نام معلوم ہوا ہے۔ تمام سیکشنز چیک کراؤ"...... کرنل گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی خامیاں موجود ہیں۔ چھ چپس چوری ہوئیں اور پھر یہاں سے باہر پہنچ گئیں اور باہر سے ٹکٹن۔ حیرت ہے"...... کرنل گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے کہا۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں باس" دوسری طرف سے کیپٹن براؤن کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ پورے بلیو ایریا میں ایک ہی آدمی بریندی نام کا ہے اور وہ سپیشل سیکشن میں ملازم ہے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"سپیشل سیکشن تو سپلائی کا کام کرتا ہے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"یہ بریندی کہاں ہے اس وقت"...... کرنل گیری نے پوچھا۔

"اپنے رہائشی کمرے میں ہے"...... کیپٹن براؤن نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اسے گرفتار کر کے سیکورٹی کے ٹارچنگ روم میں لے آؤ او
وہاں راڈز میں جکڑ دو۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دو۔ اس سے
پوچھ گچھ میں خود کروں گا"...... کرنل گیری نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے بھی پوچھنا تھا کیونکہ آپ نے پہلے اسے
براہ راست اپنے آفس میں طلب کیا تھا"...... کیپٹن براؤن نے
کہا۔

"نہیں۔ اس سے انتہائی قیمتی معلومات حاصل کرنی ہیں اس
لئے اسے وہاں ٹارچنگ روم میں پہنچا دو"...... کرنل گیری نے کہا
اور رسیور رکھ دیا۔

کرنل سمتھ اپنے آفس میں موجود تھا جبکہ کرسٹل بھی میز کی
دوسری طرف کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی لیکن ان دونوں کے چہروں پر
غور و فکر اور انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ یوں محسوس ہو
رہا تھا جیسے دونوں فلسفے کی کسی پیچیدہ گتھی کو سلجھانے کے لئے سوچ
کی انتہائی گہرائی میں ڈوبے ہوئے ہوں۔

"اوہ واقعی"...... اچانک کرسٹل نے چونک کر کہا تو سامنے موجود
کرنل سمتھ بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کوئی نیا آئیڈیا"...... کرنل سمتھ نے امید بھرے لہجے
میں کہا۔

"نیا۔ بلکہ زبردست آئیڈیا کہو"...... کرسٹل نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

"کیا آئیڈیا ہے۔ بتاؤ تو سہی"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''ہم اس لئے پریشان ہو رہے تھے کہ ایسے لوگوں کو کس طرح چیک کیا جائے گا جو ونگٹن بیٹھ کر ای سٹی سے نئی چپس منگوا سکتے ہیں تو وہ ہمارے ان میک اپ چیک کرنے والے کیمروں سے بچنے کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ لیں گے''...... کرسٹل نے کہا۔

''ہاں۔ بلکہ مجھے تو اب یقین ہونے لگ گیا ہے کہ ہم یہاں ہیڈکوارٹر بنا کر بیٹھے رہ جائیں گے اور وہ پاکیشیائی سائنس دان کو نکال کر لے جائیں گے''...... کرنل سمتھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور میں نے جو سوچا ہے وہ زبردست ہے۔ انتہائی زبردست''۔ کرسٹل نے کہا۔

''کیا سوچا ہے۔ یہ تو بتاؤ''...... اس بار کرنل سمتھ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا آئیڈیا صرف میں ہی سوچ سکتی ہوں۔ تم سیکشن چیف بنے ہوئے ہو۔ لیکن تمہارا ذہن ابھی صدیوں تک میرے ذہن تک نہیں پہنچ سکتا''...... کرسٹل نے اسے جھلاتے دیکھ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم بے حد عقلمند ہو لیکن کہتے ہیں کہ عورت کو ایک خاص حد تک ہی عقلمند رہنا چاہئے۔ زیادہ عقلمند عورت سرے سے عورت ہی نہیں رہتی''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''یہ سب تم مردوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ تم مرد عورتوں سے جلتے ہو۔ تم ایسی مخلوق ہو جو صرف اپنے منہ میاں مٹھو بنی رہتی ہو''۔

کرسٹل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب آئیڈیا بتاؤ۔ مزید باتیں پھر کریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یوں باتیں ہی کرتے رہ جائیں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''اصل مسئلہ ان پاکیشیائیوں کی شناخت کا ہے کیونکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ میک اپ کے ماہر ہیں۔ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور حیران کن حد تک کامیابی حاصل کر لیتے ہیں تو میرے ذہن میں ان کی شناخت کا ایسا فول پروف آئیڈیا آیا ہے کہ اب یہ کسی صورت بھی شناخت ہونے سے نہیں بچ سکتے''...... کرسٹل نے کہا اور سامنے بیٹھے کرنل سمتھ نے اس طرح سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے آئندہ ایک لفظ نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔ اسے واقعی کرسٹل پر غصہ آ رہا تھا جو مسلسل تمہید باندھے چلی جا رہی تھی۔

''اور آئیڈیا یہ ہے کہ لازماً ان چھ پاکیشیائی ایجنٹوں نے اپنے جسموں میں یہاں سے حاصل کردہ چپس ایڈجسٹ کر لی ہوں گی۔ اگر ہم ان چپس کو چیک کرنے والی مشین یہاں پرانک میں نصب کرا لیں تو ان کی شناخت فوری ہو سکتی ہے اور ایک بار ان کی شناخت ہو جائے تو پھر ان کی ہلاکت کوئی مسئلہ نہیں ہو گی۔ بولو۔ کیسا آئیڈیا ہے۔ فول پروف۔ زبردست''...... کرسٹل نے کہا۔

''کمال ہے۔ تمہارا ذہن واقعی وہاں تک سوچ لیتا ہے جہاں تک کوئی نہیں سوچ سکتا۔ ویری گڈ آئیڈیا''...... کرنل سمتھ نے کہا تو

کرشل کا چہرہ کھل اٹھا۔

''تھینک یو''...... کرشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن اصل مسئلہ اس مشین کی آپریٹنگ ہے۔ اسے سیٹلائٹ میں موجود مخصوص مشینری سے آپریٹ کیا جاتا ہوگا اور اس کی رینج بھی فکسڈ ہوتی ہوگی''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''یہ باتیں کوئی سائنس دان ہی بتا سکتا ہے۔ تم کرنل گیری کے ذریعے بات تو کرو۔ کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا''...... کرشل نے کہا تو کرنل سمتھ نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کرنل گیری سے میری بات کراؤ''...... کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سمتھ نے رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''کرنل گیری لائن پر ہیں جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو کرنل گیری۔ میں کرنل سمتھ بول رہا ہوں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''یس کرنل۔ فرمایئے''...... دوسری طرف سے کرنل گیری کی

آواز سنائی دی۔

''کرنل گیری۔ ہمیں اطلاعات مل چکی ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے نئی چپس اپنے جسموں میں ایڈجسٹ کر لی ہیں۔ اس طرح وہ اس سٹی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن ہم انہیں یہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دینا چاہتے ہیں لیکن ہمارے لئے ان کی شناخت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کا حل یہ نکالا گیا ہے کہ ان چپس کے ذریعے ان کی شناخت آسانی سے کی جا سکتی ہے کیونکہ اس وقت یہاں پرائک میں سوائے ان چھ چپس کے اور کوئی چپ موجود نہیں ہو گی لیکن اس کی عملی صورت کیا ہو سکتی ہے۔ کیا آپ کسی سائنس دان سے ہماری بات کرا سکتے ہیں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''آئیڈیا تو اچھا ہے کرنل سمتھ۔ آپ ہولڈ کریں۔ میں ڈاکٹر مورک سے آپ کی بات کراتا ہوں۔ وہ ان سارے انتظامات کے انچارج ہیں''...... کرنل گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر مورک بول رہا ہوں''...... بھاری آواز میں کہا گیا۔

''کرنل سمتھ بول رہا ہوں چیف آف سپر سیکشن بلیک ایجنسی۔ ہم پرائک میں موجود ہیں تاکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس سٹی میں

داخل ہونے سے پہلے ہی ہلاک کر دیں“..... کرنل سمتھ نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

”مجھے بتا دیا گیا ہے۔ آپ ان چوری شدہ چپس کے ذریعے
ان کی شناخت چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے ڈاکٹر میورک
نے کرنل سمتھ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”آپ درست سمجھے ہیں“..... کرنل سمتھ نے کہا۔

”اس سٹی میں جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کی رینج اسی سٹی تک
ہی محدود ہے۔ اس سے باہر چپس آف ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے
البتہ ایک مشین پراتک کی کسی بلند عمارت پر نصب کرنا ہو گی اور اس
کا کنٹرول روم بنانا ہو گا یا دوسری صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم
یہاں مشین کی رینج کو وسیع کر دیں اور پھر آپ کو فون پر اس کی
اطلاع دے دیں“..... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

”یہاں مشین پہنچنے اور سیٹ ہونے میں کتنا عرصہ لگ سکتا
ہے“..... کرنل سمتھ نے کہا۔

”ایک ہفتہ۔ کیونکہ خاصا پیچیدہ نیٹ ورک مکمل کرنا ہو گا“
ڈاکٹر میورک نے کہا۔

”ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ رینج وسیع کر دیں لیکن کنٹرول روم
پراتک کی حد تک ہم بنا لیں تاکہ ہم اپنے طور پر فوری چیک کر کے
فوری حملہ کر سکیں کیونکہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی تیز رفتاری سے
کام کرتے ہیں۔ آپ کی طرف سے اطلاع آنے اور پھر شناخت

مکمل ہونے تک وہ کہیں سے کہیں پہنچ سکتے ہیں“..... کرنل سمتھ
نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم بلاکنگ ختم کر کے آپ کو کنٹرولنگ
مشین اور انٹینا بھجوا دیتے ہیں۔ آپ اس انٹینا کو کسی بھی بلند
عمارت پر نصب کر دیں اور کنٹرولنگ مشین کو اس کے ساتھ منسلک
کر کے اسے اوپن کر لیں۔ اس طرح پراتک میں موجود چپس کی
نشاندہی آپ کو بخوبی ہو جائے گی“..... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

”یہ ٹھیک رہے گا۔ ہمارے پاس ایک آدمی گریم موجود ہے۔ وہ
ایسے کاموں کا ماہر ہے۔ وہ یہ سب فوری سیٹ کر لے گا“..... کرنل
سمتھ نے کہا۔

”اوکے۔ میں کرنل گیری سے کہہ دیتا ہوں۔ وہ تمام انتظام کر
لے گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
ہو گیا تو کرنل سمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

”اب ہم یقیناً کامیاب ہو جائیں گے“..... کرسٹل نے کہا تو
کرنل سمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ڈنگٹن کے ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ ان سب نے اپنے اپنے جسموں میں چپ ایڈجسٹ کرا لی تھی اور ایسا میک اپ بھی کر لیا تھا جس کا غالب عنصر سیسہ تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی ان کا یہ خصوصی میک اپ چیک نہ کر سکیں گے اور نہ کسی میک اپ واشر سے ان کا میک اپ واش کیا جا سکے گا اور اب وہ پرانک جانے کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ عمران البتہ پرانک اور اس کے گرد ونواح کا نقشہ سامنے رکھے اس پر جھکا ہوا تھا۔

''تم کتنی بار یہ نقشہ دیکھو گے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم اسے حفظ کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں اس سرنگ کو چیک کرنا چاہتا ہوں جس کے ذریعے یہ چپس ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر ہم پرانک میں داخل ہوئے بغیر براہ

راست اس سرنگ کے ذریعے اسی سٹی میں داخل ہو جائیں اور وہاں سے ڈاکٹر احسان کو ساتھ لے کر واپس اسی سرنگ کے راستے نکل جائیں تو بلیک ایجنسی سے ٹکرائے بغیر مشن مکمل ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب چونک پڑے لیکن عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ پرنس مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ڈیفسن بول رہا ہوں۔ سٹاگ کلب سے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے لئے گرینڈا تک طیارہ چارٹرڈ کرا لیا گیا ہے۔ گرینڈا میں آپ کے لئے بڑی اسٹیشن ویگن موجود ہو گی جو آپ کو پرانک پہنچا دے گی لیکن یہ اسٹیشن ویگن ایک ٹورسٹ کمپنی کی ہو گی۔ ان کی ویگنیں گرینڈا سے پرانک آتی جاتی رہتی ہیں''...... ڈیفسن نے کہا۔

''اچھا انتظام کیا ہے۔ تھینک یو۔ ویگن والے کو کیا بتایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''انہیں آپ کی تعداد بتا دی گئی ہے اور وہ کارڈ اٹھائے ہوئے ہوں گے جس پر پرنس مائیکل کا نام درج ہو گا''...... ڈیفسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اور اسلحہ"...... عمران نے کہا۔

"وہ اس ویگن کے اندر آپ کی ہدایات کے مطابق موجود ہو گا۔ آپ راستے میں انہیں بیگ سے نکال کر اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں اور اسلحہ آپ بے فکر ہو کر لے جا سکتے ہیں کیونکہ پرانک میں صرف منشیات لے جانے کی ممانعت ہے۔ اسلحہ وہاں اوپن ہے"...... ڈیفسن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اور کچھ"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ ایک اور خبر بھی ہے۔ میں نے اب تک اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا تھا کہ شاید وہ خبر آپ سے متعلقہ نہ ہو لیکن آپ کے پوچھنے پر بتا رہا ہوں کہ سوبرز کو جس نے پرانک جا کر آپ کا مطلوبہ مال مہیا کیا تھا اسے اغوا کر لیا گیا اور پھر اس کی لاش ملی ہے۔ اس پر تشدد کیا گیا ہے اور پرانک میں سوبرز کی دوست لڑکی جینٹ کی لاش بھی اس کی رہائش گاہ سے ملی ہے۔ اس کے سر میں گولیاں ماری گئی ہیں"...... ڈیفسن نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"یہ واقعی اہم خبر ہے۔ بہرحال آپ نے اچھا کیا کہ ہمیں بتا دیا۔ اب ہم خود ہی تمام معاملات کو ہینڈل کر لیں گے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ و فکر کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ بلیک ایجنسی تک چپس کی چوری اور ان کی یہاں تک پہنچنے کی اطلاع پہنچ چکی ہے"...... عمران نے اونچی

آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ سوبرز کسی جھگڑے میں ہلاک ہوا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس پر تشدد کیا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں وہ ہر قیمت پر ڈیفسن پر ہاتھ ڈالتے اور ہم تک پہنچ چکے ہوتے"...... صفدر نے کہا۔

"ڈیفسن خاصا طاقتور آدمی ہے اس لئے شاید اس پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا اور پھر وہ لوگ ہمیں یہاں کی بجائے پرانک میں ختم کرنا چاہتے ہوں گے کیونکہ بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن کا دائرہ کار پرانک تک ہی محدود رکھا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ اگر انہیں پتہ لگ گیا ہے کہ چپس ہم تک پہنچ چکی ہیں تو ان کا ردعمل کیا ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ انہیں بلاک بھی کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ ایک اور خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہی چپس ہماری شناخت بھی بن سکتی ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"شناخت۔ وہ کیسے"...... سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر پرانک تک وہ چپس کی چیکنگ رینج بڑھا دیں اور ریڈ الرٹ کی وجہ سے چپس کے حامل تمام افراد کو اسی سٹی تک محدود کر دیا جائے تو پھر ہم چھ افراد فوری شناخت ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات درست ہے"...... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو یہ ساری کارروائی الٹا ہمارے خلاف چلی گئی"...... صالحہ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم دو گروپوں میں کام کریں۔ ایک گروپ بلیک ایجنسی کو الجھائے رکھے اور دوسرا ای سٹی میں کام کرے"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ جب بھی ہم نے گروپ بنائے آخر میں ہم اکٹھے ہو گئے۔ البتہ اب تک میں جس سرنگ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اگر انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ چپس سویرز نے وہاں سے حاصل کی ہیں تو وہ آدمی بھی سامنے آ گئے ہوں گے جن کی مدد سے یہ کام ہوا ہے اور سرنگ بھی اور لامحالہ انہوں نے اس سرنگ کو بھی بند کرا دیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ وہ ان چپس کو بھی تو بلاک کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ہر چپس کا کوڈ نمبر رکھا گیا ہو گا جس کی مدد سے انہیں دوسری چپس سے علیحدہ آپریٹ کیا جاتا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم یہاں سے تو چلو۔ ایک تو تمہیں بیٹھ کر باتیں کرنے کا بہت شوق ہے۔ یہاں بیٹھے رہنے اور باتیں کرنے سے مشن مکمل تو نہیں ہو جائے گا۔ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو راستے خودبخود

سامنے آ جائیں گے"...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ البتہ اس اطلاع کے بعد ہم نے اب سب سے پہلے بلیک ایجنسی کے اس ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنا ہے۔ پھر ای سٹی یا بلیو ایریا پر دھاوا بولنا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے اٹھتے ہی اس کے سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد ایک چھوٹے طیارے نے انہیں گرنیڈا نامی شہر کے ایئر پورٹ پر اتار دیا۔ ایئر پورٹ سے باہر واقعی ایک جدید ماڈل اور خصوصی ساخت کی اسٹیشن ویگن موجود تھی جس پر کسی ٹورسٹ کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ ایک قوی ہیکل نوجوان ہاتھ میں کارڈ اٹھائے کھڑا تھا جس پر پرنس مائیکل کا نام درج تھا۔ عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے۔

"کیا تمہیں صرف پرنس مائیکل کو لے جانے کے لئے کہا گیا ہے یا اس کے ساتھی بھی جا سکتے ہیں"...... عمران نے قریب جا کر کہا تو وہ نوجوان اچھل پڑا۔

"آپ۔ آپ پرنس مائیکل ہیں جناب"...... نوجوان نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میرے ساتھی ہیں لیکن تم نے تو کارڈ پر صرف پرنس مائیکل لکھا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آیئے۔ آیئے۔ تشریف رکھیں"...... نوجوان نے ویگن ک دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو عمران فرنٹ سیٹ پر جبکہ اس کے باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر اس نوجوان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

"تمہارا نام جوزف ہے اور تم پہلے پاکیشیا کے ہالی ڈے ہوٹل میں بطور ڈرائیور کام کرتے رہے ہو"...... عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو نہ صرف ڈرائیور بلکہ عمران کے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"آپ۔ آپ پاکیشیائی علی عمران تو نہیں ہیں"...... ڈرائیور نے جواب دیا تو اس بار چونکنے کی باری عمران کی تھی۔

"تم نے کیسے پہچان لیا۔ ہم تو میک اپ میں ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے جس انداز میں کارڈ پر صرف پرنس مائیکل لکھے ہونے اور ساتھیوں کی بات کی تھی۔ وہ آپ کا مخصوص انداز تھ اور آپ کا قد وقامت بھی وہی ہے اس لئے مجھے شک تو پڑا لیکن پھر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ آپ ایسے میک اپ میں ہیں ج پہچانا نہیں جا سکتا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کارس کی نوکری چھوڑ کر یہاں کیا کر رہے ہو۔ تم تو اس کے خاص آدمی تھے اور میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں بے حد عزیز بھ رکھتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ کو معلوم نہیں ہے کہ کارس ہلاک ہو چکا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ہلاک ہو چکا ہے۔ کب اور کہاں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ڈیڑھ سال ہونے کو آیا ہے۔ وہ پاکیشیا سے یہاں ایکریمیا آیا اور یہاں اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا تو اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی ہلاکت کے بعد اس کے ساتھیوں نے کلب اور اس کے کاروبار پر قبضہ کر لیا۔ میں چونکہ کارس کے قریب تھا اس لئے وہ مجھے بھی ہلاک کر دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ مجھے وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ یہاں گرینڈا میں میری آبائی جائیداد بھی تھی اور یہاں میرے رشتہ دار بھی۔ چنانچہ میں چھپ کر یہاں آ گیا اور اب یہاں اس ٹورسٹ کمپنی میں ملازم ہوں"...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ کارس ہلاک ہو چکا ہے اور تم یہاں شفٹ ہو گئے ہو اس لئے تمہیں یہاں دیکھ کر میں چونک پڑا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ پرانک جا رہے ہیں۔ کوئی مشن ہے آپ کا وہاں"۔ جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ بغیر مشن کے ظاہر ہے ہمیں کیا کام ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے پاکیشیا میں ایک بار نہ صرف میری جان بچائی تھی

بلکہ کارس بھی آپ کی وجہ سے میرا بے حد خیال رکھتا تھا اس لئے آپ مجھ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی میرے لائق کام ہو تو میں حاضر ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''تمہاری اس آفر کا شکریہ۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ تم اس معاملے سے دور رہو کیونکہ ہم نے تو واپس چلے جانا ہے اور تم نے یہیں رہنا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔ اسٹیشن ویگن اس دوران شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''پرانگ میں میرے جاننے والے موجود ہیں۔ وہاں کا کوئی کام میرے ذمے لگا دیں''...... جوزف نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم پرانگ جاتے رہتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ بلیو ایریا کی کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف نمایاں طور پر چونک پڑا۔

''تو آپ کا مشن اسی سٹی میں ہے''...... جوزف نے کہا۔ وہ واقعی ذہین آدمی تھا اس لئے فوراً ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتا تھا۔

''ہاں۔ اور ہمیں وہاں جانے سے روکنے کے لئے پرانگ میں بلیک ایجنسی کا سپر سیکشن موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن بلیو ایریا میں تو عام آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ وہاں تمام تر کنٹرول مشینری کا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا بندوبست ہم نے کر لیا ہے۔ ہمیں اصل فکر اس بلیک ایجنسی کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''پرانگ میں ایک آدمی ہے فرانڈو۔ اس نے باقاعدہ وہاں

ایک گروپ بنایا ہوا ہے۔ یہ گروپ ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے۔ وہ اگر آپ کی مدد کرے تو آپ اس بلیک ایجنسی سے نمٹ سکتے ہیں''...... جوزف نے کہا۔

''یہ معمولی سا اور لڑنے بھڑنے والا گروپ بلیک ایجنسی کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ ہمیں پرانگ میں اس کے ہیڈکوارٹر کا علم ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس ہیڈکوارٹر تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ سامنے نہ آئے''...... عمران نے کہا۔

''فرانڈو اب عام آدمی ضرور ہے جناب۔ لیکن کسی زمانے میں وہ بھی کسی سرکاری ایجنسی سے وابستہ رہا ہے۔ پھر فرانڈو آباؤ اجداد کے زمانے سے پرانگ کا رہنے والا ہے اس لئے وہ بلیو ایریا اور بلیک ایجنسی کے بارے میں آپ کو وہ معلومات بھی دے سکتا ہے جو کوئی اور نہ دے سکے گا''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن کیا وہ ایسا کر لے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ میرا دوست ہے۔ میں جب بھی پرانگ جاتا ہوں اس کے پاس ہی ٹھہرتا ہوں اور پھر آج کل وہ منشیات کی اسمگلنگ کے سلسلے میں بھاری رقم کے نیچے دبا ہوا ہے اس لئے اگر آپ پچاس ساٹھ ہزار ڈالرز اسے دے دیں تو وہ آپ کی مدد کر سکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں جوزف۔ میں کسی غیر متعلقہ آدمی پر انحصار نہیں کر سکتا۔ تمہیں البتہ رقم کی ضرورت ہو تو تم بات کرو''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرا گزارہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ مجھے رقم ضرورت نہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر رہنے دو۔ تم ہمیں صرف پرانک پہنچا دو۔ کام ہم خود کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ پرانک میں کہاں ڈراپ ہوں گے"...... جوزف چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کسی ٹورسٹ ہوٹل کے سامنے اتار دینا"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ کو میں فرانڈو کے ہوٹل لے چلتا ہوں۔ وہ پرانک کے آغاز میں ہے۔ اس کا نام تھری سٹار ہوٹل ہے۔ ٹورسٹ وہاں جا کر ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ صاف ستھرا بھی ہے اور سستا بھی ہماری کمپنی کا اس کے ساتھ معاہدہ بھی ہے اس لئے کسی کو شک نہ پڑے گا"...... جوزف نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم لازماً اس فرانڈو کو رقم دلوانا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا"...... جوزف قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم فرانڈو سے بات کرنا۔ اگر تمہیں محسوس ہو کہ ہماری ٹھوس مدد کر سکتا ہے تو پھر میں اس سے جا کر مل لوں گا"
عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل سمتھ اور کرسٹل ہیڈکوارٹر میں اپنے آفس میں موجود تھے۔ چوری شدہ چھ چپس کو چیک کرنے کی مشینری پرانک میں کرنل سمتھ کے ہیڈکوارٹر پہنچ کر نصب ہو چکی تھی اور اسے آپریٹ کر دیا گیا تھا اس لئے اب وہ دونوں پوری طرح مطمئن تھے کہ جیسے ہی پاکیشیائی ایجنٹ پرانک میں داخل ہوں گے انہیں نہ صرف ان کے بارے میں فوری طور پر اطلاع مل جائے گی بلکہ وہ انہیں آسانی سے گھیر بھی لیں گے۔

"اب تو میرا دل چاہ رہا ہے کہ یہ لوگ جلد از جلد یہاں آئیں تاکہ ان کا خاتمہ کر کے معاملے کو مکمل کر دیا جائے"...... کرسٹل نے کہا۔

"انہیں اتنا آسان شکار اور تر نوالہ نہ سمجھو کرسٹل۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک اور شاطر ذہنوں کے مالک ہیں"...... کرنل سمتھ نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اب ان کا شاطرانہ پن کام نہیں دے گا۔ تم دیکھنا وہ بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے اور اس سارے آپریشن کی کمانڈ میں خود کروں گی"...... کرسٹل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سمتھ اور کرسٹل دونوں چونک پڑے کیونکہ یہ نیلے رنگ کا فون ابھی یہاں لگایا گیا تھا۔ اس کا تعلق براہ راست مشین روم سے تھا جس کا انچارج گریم تھا۔ یہ فون اس لئے یہاں نصب کیا گیا تھا تاکہ بات چیت کے دوران سیکرٹری کی مداخلت کی وجہ سے وقت ضائع نہ ہو اور اس نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کال گریم کی طرف سے ہے۔ کرنل سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل سمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"گریم بول رہا ہوں چیف۔ چھ چپس کی نشاندہی ہونے لگ گئی ہے۔ یہ ابھی ابھی پرائنک میں داخل ہوئی ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ اچھا۔ ہم آ رہے ہیں"...... کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی کرسٹل بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ فون میں چونکہ لاؤڈر کو مستقل طور پر پریسڈ کر دیا گیا تھا اس لئے گریم کی بات کرسٹل نے بھی سن لی تھی۔

"آؤ کرسٹل۔ کام کرنے کا وقت آ گیا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کرسٹل اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں داخل ہوئے۔ یہاں ایک قد آدم مشین کے سامنے میز پر ایک چھوٹی سی مستطیل شکل کی مشین موجود تھی لیکن اس مشین پر سکرین ہی سکرین تھی جبکہ نیچے چند بٹن نظر آ رہے تھے۔ میز کے ساتھ تین چار کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کرسی پر دبلے پتلے جسم کا مالک ایک آدمی موجود تھا۔ وہ کرنل سمتھ اور کرسٹل کو اندر آتے دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کہاں ہیں یہ لوگ"...... کرنل سمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"شہر میں ہیں لیکن چونکہ یہ سب چپس حرکت میں نظر آ رہی تھیں اس لئے میں نے مشین آف رکھی ہے۔ اب اسے آپریٹ کرتا ہوں"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر کرنل سمتھ اور کرسٹل کے کرسیوں پر بیٹھتے ہی وہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا تو سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی لیکن وہ صاف تھی۔ اس پر کوئی منظر موجود نہ تھا۔

"اس پر تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ کیوں"...... کرنل سمتھ نے بے چینی سے لہجے میں کہا۔

"ابھی آ جائے گا سر"...... اس آدمی نے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین پر ایک نقشہ ابھر آیا۔

"یہ کہاں کا نقشہ ہے گریم"...... کرنل سمتھ نے کہا۔
"پرائمک کا چیف"...... گریم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو نقشے پر چھ سرخ رنگ کے نقطے چمکنے لگے۔
"یہ ہیں چھ چپس۔ چیف"...... گریم نے کہا۔
"یہ اس وقت رکے ہوئے ہیں۔ کہاں ہیں یہ"...... کرنل سمتھ نے کہا تو گریم نے ایک اور بٹن دبا دیا تو سکرین پر نقشہ سٹ گیا اور پھر اس جگہ کا کلوز اپ ابھر آیا جہاں یہ نقطے چمک رہے تھے۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ تھری سٹار ہوٹل میں موجود ہیں چیف"...... گریم نے آگے کی طرف جھک کر دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا تم کنفرم ہو"...... کرنل سمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس چیف۔ اس وقت یہ تھری سٹار ہوٹل میں موجود ہیں"...... گریم نے کہا۔
"لیکن یہ ہوٹل تو خاصا بڑا ہے۔ وہاں سیاحوں کا بھی خاصا رش رہتا ہے۔ ہم انہیں وہاں کیسے شناخت کریں گے"...... کرسٹل نے کہا۔
"ہاں۔ اس بارے میں تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔ یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے۔ اب یہ مشین تو ہمارے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی"...... کرنل سمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"چیف۔ اس کا ایک ہی حل ہو سکتا ہے کہ اس پورے ہوٹل کو

ائلوں سے اڑا دیا جائے"...... گریم نے کہا۔
"اوہ نہیں۔ اتنا بڑا ہوٹل کیسے اڑایا جا سکتا ہے۔ نانسنس۔ روں سیاح بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ پوری حکومت ہل جائے ں۔ ہم نے صرف چھ افراد کا خاتمہ کرنا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔
"یہ ہوٹل فرانڈو کا ہے نا کرنل"...... کرسٹل نے کہا تو کرنل سمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"فرانڈو تو تمہارا دوست ہے۔ اس سے فون پر بات کرو۔ وہ ان چھ افراد کے بارے میں جان لے گا۔ یہ یقیناً کسی کمرے میں اکٹھے موجود ہوں گے۔ یہ ان کے حلیئے ہمیں بتا دے۔ باقی کام ہم کر لیں گے"...... کرسٹل نے کہا۔
"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں بات"...... کرنل سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔
"میں مشین روم میں موجود ہوں۔ تھری سٹار ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر فرانڈو سے میری بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت"...... کرنل سمتھ نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل سمتھ نے رسیور رکھ دیا۔ چھ نقطے ایک ہی جگہ چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یوں

محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ گولائی میں کسی میز کے گرد بیٹھے کانفرنس کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"تھری سٹار ہوٹل کے فرانڈو لائن پر ہیں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل سمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یس۔ فرانڈو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"فرانڈو۔ تم میرے ساتھ ایجنسی میں کام کرتے رہے ہو اس لئے میں نے تمہارے ہوٹل کو میزائلوں سے نہیں اڑایا ورنہ اگر یہ ہوٹل تمہاری بجائے کسی اور کا ہوتا تو اب تک اسے میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہوتا"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کرنل کہ آپ اس طرح دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کیا آپ نشے میں ہیں"...... فرانڈو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ تمہیں بتایا جا رہا ہے یہ حقیقت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہاں پرانک میں بلیو ایریا ہے جہاں ایکریمیا کی دو انتہائی اہم میزائل لیبارٹریاں ہیں۔ پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو یہاں لایا گیا ہے لیکن اس سائنس دان کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیائی

ایجنٹ یہاں پہنچے ہیں اور چونکہ ان کے جسموں میں مخصوص چپس موجود ہیں اس لئے ہم ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے مشینری کے ذریعے انہیں ٹریس کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد چھ ہے اور یہ چھ کے چھ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے ہوٹل پہنچے ہیں اور اس وقت کسی ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سکرین پر کاشنز دیکھ رہے ہیں۔ ہم چاہتے تو انہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہارے پورے ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیتے لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم ان کے حلیوں کی تفصیلات ہمیں مہیا کرو تاکہ ہم انہیں کہیں بھی گھیر کر ہلاک کر سکیں۔ اس بارے میں کسی کو نہیں بتانا۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"میرا فون تو سیکرٹری سنتی ہے اور ساتھ ہی ٹیپ بھی ہوتا رہتا ہے۔ تم نے جو باتیں کی ہیں یہ سب باتیں سیکرٹری نے سنی ہوں گی اور پلیز۔ تم میرے ہوٹل میں انہیں ہلاک نہ کرنا۔ میں انہیں ٹریس کر کے ان کے حلیئے تمہیں بتا دیتا ہوں اور میں انہیں ہوٹل سے باہر نکال دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم ان کے ساتھ جو چاہو کرتے رہو۔ اگر تم نے میرے ہوٹل میں کچھ کیا تو میں تباہ ہو جاؤں گا کیونکہ پھر ٹورسٹ میرے ہوٹل کا رخ نہیں کریں گے"...... فرانڈو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ہمیں صرف ان کے حلیئے چاہئیں"...... کرنل سمتھ نے

کہا۔

"میں معلومات کر کے تمہیں فون کرتا ہوں۔ تمہارا نمبر کیا ہے"...... فرانڈو نے کہا۔

"نمبر چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کتنی دیر میں یہ کام ہو جائے گا۔ میں تمہیں فون کر دوں گا"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"زیادہ نہیں۔ صرف ایک گھنٹہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ ہمارے آدمی اس ہوٹل کو گھیر لیتے۔ آخر یہ باہر تو نکلتے۔ ٹرانسمیٹر پر ہم گریم سے پوچھ لیتے"...... کرسٹل نے کہا۔

"وہ اب بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ اب وہ چیک ہو گئے ہیں۔ اب وہ کہاں جائیں گے"...... کرنل سمتھ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ اس کمرے میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں یہ کس کا انتظار کر رہے ہیں"...... تھوڑی دیر بعد کرسٹل نے کہا۔

"میرے خیال میں یہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل طے کر رہے ہوں گے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہو گا کہ جو کام انہوں نے اتنی محنت سے کیا ہے وہ الٹا ان کے گلے کا پھندہ بن کر رہ گیا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان چھ نقطوں میں سے ایک نقطے نے حرکت کی تو وہ چونک پڑے۔

"یہ۔ یہ نقطہ حرکت میں آ گیا ہے جبکہ باقی پانچ نقطے پہلے والی جگہ پر موجود ہیں۔ پھر حرکت میں آیا ہوا نقطہ کچھ فاصلے پر جا کر رک گیا۔ پھر کافی دیر بعد وہ نقطہ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس باقی نقطوں کے پاس پہنچ کر ایک بار پھر رک گیا۔ کافی دیر بعد وہ چھ کے چھ نقطے حرکت میں آ گئے۔

"یہ لوگ اب ہوٹل سے باہر جا رہے ہیں"...... کرنل سمتھ نے کہا اور پھر واقعی دیکھتے ہی دیکھتے وہ کچھ دور چلے گئے۔ اس کے بعد چند لمحوں تک یہ نقطے رکے رہے لیکن پھر ان میں تیز حرکت پیدا ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین جھلملانے لگی تو گریم نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا اور سکرین آف ہو گئی۔

"کیوں بند کر دیا اسے"...... کرسٹل نے چونک کر کہا۔

"میڈم۔ مشین خراب ہو سکتی ہے کیونکہ حرکت کو کور کرنا مشکل ہوتا ہے"...... گریم نے جواب دیا۔ اسی لمحے کرنل سمتھ نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تھری سٹار ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر فرانڈو سے میری بات کراؤ"...... کرنل سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو کرنل سمتھ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... کرنل سمتھ نے کہا۔

"فرانڈو لائن پر ہیں جناب"..... سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو فرانڈو۔ میں کرنل سمتھ بول رہا ہوں"..... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یس۔ فرانڈو بول رہا ہوں کرنل سمتھ۔ ان چھ افراد کو ٹریس کر لیا گیا تھا۔ انہوں نے چھ کمرے بک کرائے تھے لیکن وہ سب ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ میں نے ان کے لیڈر کو اپنے کمرے میں بلایا اور اسے کہا کہ وہ فوراً ہوٹل چھوڑ دیں کیونکہ ہم نے ان کی بکنگ کینسل کر دی ہے لیکن وہ لڑنے لگا تو میں نے اسے سمجھایا اور پھر اسے ساتھ لے کر اس کمرے میں آیا جہاں اس کے پانچ ساتھی جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں۔ میں نے ان سب کو بھی سمجھایا کہ ہم انہیں مزید بکنگ نہیں دے سکتے جس کے بعد وہ ہوٹل سے باہر چلے گئے اور میں اپنے آفس میں آ گیا"..... فرانڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کے حلیئے بتا دو"..... کرنل سمتھ نے کہا تو فرانڈو نے حلیئے بتانے شروع کر دیئے لیکن یہ عام سے حلیئے تھے۔ ایسے لاکھوں ایکریمی یہاں موجود تھے۔

"یہ تو عام سے حلیئے ہیں"..... کرنل سمتھ نے کہا۔

"وہ بھی عام لوگ ہی نظر آتے تھے"..... فرانڈو نے جواب

دیا۔

"اب وہ کہاں گئے ہیں"..... کرنل سمتھ نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو انہیں ہوٹل سے باہر جاتے دیکھ کر واپس اپنے آفس میں آ گیا تھا"..... فرانڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اس تعاون کا شکریہ"..... کرنل سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب سکرین آن کرو"..... کرنل سمتھ نے گریم سے کہا تو گریم نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ سکرین پر جھماکہ ہوا اور پھر پہلے نقشہ نظر آیا اور پھر اس پر حرکت کرتے ہوئے چھ نقطے۔ یہ نقطے ابھی تک حرکت میں تھے لیکن ان کی حرکت زیادہ تیز نہ تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ہماری کالونی میں ہیں"..... گریم نے یکلخت حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل سمتھ اور کرسٹل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"ہماری کالونی میں۔ کیا مطلب"..... کرنل سمتھ نے قدرے چیخ کر کہا۔

"یہ دیکھیں چیف۔ یہ ہماری کالونی ہے گلاسٹون کالونی اور یہ لوگ سیکنڈ سٹریٹ پر موجود ہیں جبکہ ہماری یہ عمارت سیکنڈ اے سٹریٹ پر ہے لیکن کالونی گلاسٹون ہی ہے"..... گریم نے کہا۔

"میرے خیال میں یہ کسی کار میں ہیں جو آہستہ چل رہی

ہے''..... کرسٹل نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ سیکنڈ اے سٹریٹ پر آ گئے ہیں''..... گریم نے کہا۔

''انہیں ہیڈکوارٹر کا علم کیسے ہو گیا ہے۔ سوائے ہمارے اور کسی کو یہاں کے بارے میں علم نہیں ہے''..... کرنل سمتھ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''سر۔ سر۔ نقطے رک گئے ہیں ہماری کوٹھی سے کافی پہلے''۔ گریم نے کہا تو وہ سب سے غور سے سکرین کو دیکھنے لگے۔

''ہاں۔ لیکن کیوں۔ کیا یہ ہمیں ٹریس کر رہے ہیں لیکن یہاں کے بارے میں انہیں کس نے بتایا ہو گا۔ یہاں کے بارے میں تو فرانڈو بھی نہیں جانتا۔ پھر''..... کرنل سمتھ ابھی تک حیرت میں گم تھا۔

''یہ نقطے پھر حرکت کر رہے ہیں''..... گریم نے کہا۔ نقطے واقعی ایک قطار کی صورت میں ایک سائیڈ پر بڑھ رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نقطوں نے رخ تبدیل کیا اور پھر تھوڑی سی حرکت کے بعد وہ رک گئے۔

''یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ عجیب حیرت انگیز چکر چل رہا ہے''۔ کرسٹل نے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد نقطے ایک ایک کر کے بجھتے چلے گئے حتیٰ کہ چھ کے چھ نقطے سکرین سے غائب ہو گئے۔

''یہ تو غائب ہو گئے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا مشین خراب ہو گئی ہے''..... کرنل سمتھ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ مشین تو درست کام کر رہی ہے لیکن نقطے بجھ گئے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ لوگ کسی سرنگ میں چلے گئے ہیں کیونکہ یہ ریز مٹی اور ریت کے نیچے کام نہیں کرتیں''..... گریم نے کہا۔

''احمق ہو گئے ہو۔ یہاں ہماری کالونی میں سرنگ کہاں سے آ گئی۔ نانسنس''..... کرسٹل نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ گٹڑ میں اتر گئے ہیں کیونکہ یہاں سرنگ نما جگہ گٹڑ ہی ہو سکتا ہے''..... کرنل سمتھ نے کہا تو اس بار کرسٹل بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ آؤ۔ آؤ۔ ورنہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے''..... کرسٹل نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے کرنل سمتھ بھی دوڑنے کے انداز میں چل رہا تھا جبکہ گریم اس طرح منہ کھولے بیٹھا انہیں جاتے دیکھ رہا تھا جیسے اسے ابھی تک سمجھ نہ آ رہی ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

عمران اور اس کے ساتھی تھری سٹار ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے جبکہ جوزف فرانڈو کے ساتھ بات چیت کرنے گیا ہوا تھا۔

''عمران صاحب۔ جب ہمیں معلوم ہے کہ بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے تو ہم یہاں ہوٹل کی بجائے براہ راست وہاں کیوں نہیں گئے''...... صفدر نے کہا۔

''میرے خیال میں عمران صاحب کی حتی الامکان کوشش ہے کہ بلیک ایجنسی سے ٹکرائے بغیر ای سٹی میں داخل ہو جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بلیک ایجنسی انتہائی تربیت یافتہ لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے خاص طور پر اس کا سپر سیکشن۔ عام حالات میں اس کا سامنا کرنے سے ہم اس قدر الجھ جائیں گے کہ

پھر ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا اس لئے ہو سکتا ہے کہ فرانڈو ہماری اس انداز میں مدد کر سکے کہ ہم اس کا سامنا کئے بغیر اپنا مشن مکمل کر سکیں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

''پرنس۔ میرے ساتھ آئیں۔ معاملات بے حد سنجیدہ ہو گئے ہیں''...... جوزف نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ میرے ساتھ آئیں۔ فرانڈو آپ سے ملنا چاہتا ہے''۔ جوزف نے کہا۔

''چلو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف کے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس میں پہنچ گیا جہاں فرانڈو اس سے اٹھ کر ملا۔ فرانڈو دبلا پتلا لیکن خاصا پھرتیلا آدمی نظر آ رہا تھا۔

''جوزف میرا بہت اچھا دوست ہے مسٹر مائیکل۔ میں آپ کی ضرور مدد کرتا لیکن اس کے سامنے کرنل سمتھ کا فون آیا۔ کرنل سمتھ کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ آپ یہاں میرے ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کسی مشین پر آپ کی یہاں موجودگی کے کاشنز دیکھ رہا ہے۔ اس نے مجھے دھمکی دی ہے

کہ اگر میں نے آپ کو اپنے ہوٹل میں رکھا تو وہ میزائلوں سے میرا
ہوٹل اڑا دے گا اور اس نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ لوگوں کے
حلیئے بھی اسے بتاؤں۔ حلیئے تو میں ویسے ہی عام سے بتا دوں گا
لیکن آپ کی مزید مدد نہیں کر سکتا۔ آئی ایم سوری“...... فرانڈو نے
بڑے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ ویسے آپ بے شک ہمارے حلیئے اسے بتا دیں کیونکہ
ہم نے یہاں سے نکلتے ہی میک اپ تبدیل کر لینے ہیں“...... عمران
نے کہا اور واپس مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ جوزف بھی اس کے
پیچھے ہی باہر آ گیا۔

”میں شرمندہ ہوں مسٹر مائیکل“...... جوزف نے شرمندہ سے
لہجے میں کہا۔ وہ بہرحال اتنا ذہین ضرور تھا کہ وہ مسلسل عمران کا
موجودہ نام ہی لے رہا تھا۔

”تمہارا کوئی قصور نہیں ہے جوزف۔ اس لئے شرمندہ ہونے کی
بجائے ہمیں گلاسٹون کالونی پہنچا دو۔ باقی کام ہم خود کر لیں
گے“...... عمران نے کہا۔

”گلاسٹون کالونی۔ لیکن آپ وہاں کہاں جا رہے ہیں“۔ جوزف
نے کہا۔

”جس قدر کم باتیں تم کو معلوم ہوں گی اسی قدر تم محفوظ رہو
گے۔ یہ ایجنسیوں کے کھیل ہیں اس لئے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو“۔
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس مسٹر مائیکل“...... جوزف نے کہا اور پھر عمران اس کمرے
میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اپنا تمام سامان اٹھائیں اور چلیں۔ ہم نے گلاسٹون کالونی
پہنچنا ہے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو اس کے سارے ساتھی
اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دو بیگ اٹھائے ہوٹل
سے باہر آ گئے۔ جوزف پارکنگ سے اسٹیشن ویگن لینے کے لئے چلا
گیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب“...... صفدر نے جوزف کے
جاتے ہی کہا۔

”چپس الٹا ہمارے لئے پھندہ بن گئی ہیں۔ انہوں نے ہمیں
چیک کر لیا ہے“...... عمران نے کہا اور پھر فرانڈو سے ہونے والی
بات چیت دوہرا دی۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ یہ لوگ تو کسی بھی لمحے
ہمیں ٹارگٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ چپس باہر نکالنا پڑیں گی“...... صفدر
نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ ساتھ ساتھ ہمیں چیک کر رہے ہیں اس لئے کسی ہسپتال
میں جا کر چپس نکلوانے کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ پورا ہسپتال بھی اڑا
سکتے ہیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے“...... صفدر نے پریشان ہوتے
ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیوں''...... اس بار جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تاکہ اس مسئلے کو ختم کریں۔ ہم کہاں تک اور کب تک چھپے پھریں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن یہ تو آ بیل مجھے مار والا کام ہو جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ ریز زمین کے نیچے کام نہیں کرتیں اس لئے ہم گٹر کے راستے اندر جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کاشنز کو اپنے ہیڈکوارٹر کے قریب دیکھ کر چونک نہیں پڑیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''انہیں گٹر کا خیال نہیں آئے گا بلکہ وہ ہمارے کاشنز کو سکرین سے غائب ہو جانے پر پریشان ہو جائیں گے اور ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے۔ اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے جوزف اسٹیشن ویگن لے کر ان کے قریب پہنچ گیا اور وہ سب اسٹیشن ویگن میں سوار ہو گئے۔

''گلاسٹون کالونی میں آپ نے کہاں ڈراپ ہونا ہے''۔ جوزف نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم ابھی چلو۔ پہلے ہم اس کالونی کا ایک چکر لگائیں گے پھر فیصلہ

کریں گے اور ہاں۔ ہمیں ڈراپ کر کے تم نے فوری واپس چلے جانا ہے تاکہ تم یا تمہاری کمپنی ہماری وجہ سے کسی مشکل میں نہ پھنس جائے''...... عمران نے کہا۔

''یس مسٹر مائیکل''...... جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اسٹیشن ویگن ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس کالونی میں قدیم دور کی بڑی بڑی اور اونچی اراضی پر بنی ہوئی رہائشی عمارتیں تھیں۔ عمران بڑے غور سے کوٹھیوں کے نمبر دیکھ رہا تھا اور پھر اسے آٹھ سو آٹھ نمبر کی اونچی دیواروں والی ایک بڑی اور اکیلی عمارت نظر آ گئی۔ عمران نے اسے غور سے دیکھا لیکن وہ خاموش رہا۔ اس کالونی کی کافی سڑکیں تھیں جنہیں سٹریٹ کہا جاتا تھا۔ ان کی مطلوبہ عمارت سیکنڈ سٹریٹ پر واقع تھی جبکہ ان کی اسٹیشن ویگن اس وقت تھرڈ سٹریٹ پر گھوم رہی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ سیکنڈ اے سٹریٹ پر پہنچی عمران نے جوزف کو ویگن روکنے کا کہا اور جوزف نے ایک سائیڈ پر کر کے ویگن روک دی۔

''اب تم فوری واپس چلے جاؤ''...... عمران نے جوزف سے کہا۔

''کوئی خدمت ہو مسٹر مائیکل تو یہ میرا کارڈ ہے۔ اس پر میرا فون نمبر بھی درج ہے۔ میں ہر خدمت کے لئے حاضر رہوں گا''۔ جوزف نے جیب سے پرس نکال کر اس میں سے ایک کارڈ باہر نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''او کے شکریہ''...... عمران نے کارڈ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر ویگن سے نیچے اتر آیا۔ اس کے سب ساتھی بھی ویگن سے نیچے اتر آئے تھے اور دو بیگز بھی اتار لئے گئے تھے۔ ویگن مڑی اور پھر واپس چلی گئی۔ جب وہ ایک موڑ مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو عمران آگے بڑھا اور پھر ایک سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ یہاں کوڑا کرکٹ جمع کرنے کے ڈرم موجود تھے اور گٹر کا دہانہ بھی تھا۔ عمران نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے گٹر کا بھاری ڈھکن ایک جھٹکے سے اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہاں سے کتنا فاصلہ ہو گا''...... صفدر نے پوچھا۔

''دس بارہ کوٹھیوں کے بعد مطلوبہ عمارت آئے گی''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ اتنا فاصلہ طے کرنا درست نہیں رہے گا۔ گٹر لائن میں زہریلی گیس ہو گی اور ہمیں وقت بھی بہت لگ جائے گا اس لئے ہمیں نزدیک سے گٹر میں داخل ہونا چاہئے تاکہ ہم جلد از جلد ان کے سروں پر پہنچ جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ آؤ''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''عمران صاحب۔ اس گٹر کا دہانہ تو بند کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''رہنے دو۔ زہریلی ہوا جس قدر ہو سکتی ہے خارج ہو جانی چاہئے''...... عمران نے کہا اور دوبارہ سڑک پر آ کر وہ سب آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کے عقب میں موجود ویسی ہی بند گلی میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی کوڑے کرکٹ کے ڈرم موجود تھے اور ساتھ ہی گٹر کا دہانہ بھی موجود تھا۔ عمران نے ایک بار پھر جھک کر گٹر کا دہانہ اٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیا۔

''اسلحہ نکال لو۔ ہم نے تیز اور فوری حملہ کرنا ہے۔ جو بھی نظر آئے اڑا دو''...... عمران نے کہا اور پھر گٹر میں جاتی ہوئی سیڑھی کے ذریعے وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ گٹر خاصا بڑا تھا اور اس میں گندہ پانی بھی کافی مقدار میں موجود تھا لیکن اس کے باوجود یہاں زہریلی ہوا اتنی نہ تھی کہ ان کے دم گھٹتے۔ کافی فاصلے پر موجود گٹر کا دہانہ کھلا ہونے کی وجہ سے گیس خاصی مقدار میں نکل چکی تھی اس لئے اس کا دباؤ خاصا کم تھا۔ وہ سب سیڑھی کے ذریعے نیچے اترے اور پھر انہوں نے بیگز میں سے مشین پسٹل نکال کر آپس میں بانٹ لئے۔

''عمران صاحب۔ یہاں فائرنگ نہ ہی ہو تو بہتر ہے ورنہ پولیس فوراً پہنچ جائے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں تربیت یافتہ افراد بھی کافی ہوں گے اور حفاظتی انتظامات بھی کئے گئے ہوں گے۔ پھر ہم نے یہاں سے کچھ حاصل نہیں کرنا اس لئے بس ایک تیز راؤنڈ لگا کر ہم نے

اسی گٹر کے راستے واپس چلے جانا ہے۔ جب تک پولیس یہاں
پہنچے گی ہم واپس جا چکے ہوں گے“...... عمران نے آگے بڑھتے
ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ گٹر کا دہانہ کھلا
ہونے کی وجہ سے گٹر کے اندر ہلکی سی روشنی موجود تھی اس لئے وہ
اس روشنی کے سہارے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک دہانے
کے قریب عمران رک گیا۔ سیڑھی اوپر جا رہی تھی۔

”تیار رہنا“...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور
سیڑھی چڑھ کر وہ اوپر ڈھکن کی طرف چڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں تک
عمران دہانے سے کان لگائے کھڑا رہا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ
ڈھکن کی سائیڈوں پر رکھے اور ایک جھٹکے سے اس نے ڈھکن اٹھا
کر ایک سائیڈ پر رکھا اور پھر ایک سٹیپ اوپر چڑھا ہی تھا کہ
اچانک کوئی چیز اس کے سینے سے اس طرح ٹکرائی کہ اس کے قدم
سیڑھیوں سے اکھڑ گئے اور وہ الٹ کر ایک دھماکے سے نیچے بہتے
ہوئے گندے پانی میں جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ہر طرف دبیز
دھواں سا پھیلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر
بھی تاریکی کا غلبہ چھا گیا اور وہ سب ریت کے خالی ہوتے ہوئے
بوروں کی طرح گٹر میں ہی ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

کرنل سمتھ اور کرسٹل دوڑتے ہوئے مشین روم سے باہر آئے
اور پھر اسی طرح دوڑتے ہوئے وہ اس ہال کی طرف بڑھ گئے
جہاں ان کے ساتھی موجود تھے۔

”جلدی آؤ باہر اور پورے ہیڈکوارٹر میں پھیل جاؤ۔ جلدی۔
فوراً۔ دشمن کسی بھی وقت یہاں ریڈ کر سکتا ہے“...... کرنل سمتھ نے
دروازہ کھول کر چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا وہ ایک دروازہ
کھول کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ یہاں دو مسلح افراد باقاعدہ
پہرے پر موجود تھے۔

”شرمین۔ بے ہوش کرنے والا بم لے آؤ۔ جلدی۔ عقبی طرف
گٹر کے پاس۔ جلدی۔ اور البرٹ۔ تم میرے ساتھ آؤ“...... کرنل
سمتھ نے ان دونوں سے کہا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا عمارت کی
سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے کرسٹل تھی لیکن وہ

خاموش تھی۔ ویسے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں
تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اب ہر صورت
مارے جائیں گے۔ عمارت کی سائیڈ گلی سے دوڑ کر کرنل سمتھ
کرسٹل اور البرٹ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سامنے ہی گٹر کا دہانہ
جو بھاری ڈھکن سے بند تھا۔ اسی لمحے شریمن ہاتھ میں ایک
اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔

"یہ بم مجھے دو"...... کرنل سمتھ نے کہا تو شریمن نے ہاتھ میں
موجود بم اس کی طرف بڑھا دیا۔

"اب کوئی آواز نہ نکالے۔ بالکل خاموش رہنا"...... کرنل سمتھ
نے کہا۔ وہ گٹر کے دہانے سے خاصے فاصلے پر تھے۔ کرسٹل کے
چہرے پر اب حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے کرنل
سمتھ کی حکمت عملی سمجھ نہ آ رہی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس
نے گٹر کے دہانے پر موجود ڈھکن کو ایک جھٹکے سے اٹھتے اور ایک
سائیڈ پر رکھے جاتے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ دوسرے
لمحے کھلے دہانے سے ایک ایکریمین کا سر اور گردن کے ساتھ ساتھ
سینے کا کچھ حصہ باہر نکلا ہی تھا کہ کرنل سمتھ نے ہاتھ میں پکڑے
ہوئے بم کی پن دبا کر ہاتھ گھمایا تو وہ بم اس باہر نکلنے والے
ایکریمی کے سینے پر پوری قوت سے پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ
ایکریمی شاید پلٹ کر نیچے جا گرا تھا کیونکہ پانی میں کسی کے گرنے
کے چھپاکے کی زوردار آواز سنائی دی تھی اور اس کے ساتھ ہی

دہانے سے دبیز اور سفید رنگ کا دھواں باہر نکلتا نظر آنے لگا تھا۔

"جب یہ دھواں نکلنا بند ہو جائے تو دہانے کے اندر مشین گن
کی گولیوں کی بارش کر دینا۔ اس طرح گیس سے بے ہوش افراد
کا خاتمہ ہو جائے گا"...... کرنل سمتھ نے ساتھ کھڑے مشین گن
بردار البرٹ سے کہا۔

"یس چیف"...... البرٹ نے کہا اور مشین گن اٹھائے دہانے
کے قریب رک گیا۔

"ان کی چیکنگ بھی تو ہونی چاہئے"...... کرسٹل نے کہا۔

"مرنے کے بعد ہو جائے گی۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ ان کا
خاتمہ ضروری ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا تو کرسٹل نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ البرٹ دہانے کے قریب الرٹ کھڑا تھا۔ دھواں مسلسل
دہانے سے نکل رہا تھا لیکن اب اس کی مقدار خاصی کم ہو گئی تھی۔
وہ کھڑا رہا جبکہ دھواں نکلنا اب بالکل بند ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ فائر کھول دو"...... کرنل سمتھ نے کہا تو البرٹ
آگے بڑھا اور اس نے مشین گن کی نال دہانے کے اندر کر کے
ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ البرٹ ہاتھ کو
گھماتا رہا۔ جب اس نے دو بار چاروں طرف فائرنگ کر دی تو
ٹریگر سے انگلی ہٹا کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"تھینکس گاڈ۔ یہ شیطان ختم ہو گئے"...... کرنل سمتھ نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ کیا ان کی لاشیں یہیں چھوڑ دی ہیں"۔ کرسٹل نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں چیک کرانا ہے۔ شریمن، تم البرٹ اور دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے کر نیچے جاؤ۔ نیچے چھ افراد ہوں گے۔ ان کی لاشیں اٹھا کر باہر لے آؤ اور پھر انہیں سپیشل روم میں ڈال کر ڈبل ایکس جدید میک اپ واشر سے ان کے چہروں پر موجود میک اپ واش کر دو اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ ہم اپنے آفس میں ہوں گے"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے شریمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔۔ شریمن نے جواب دیا۔

"آؤ کرسٹل۔ یہ مسئلہ تو ختم ہوا"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے کہا اور سائیڈ گلی میں واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فرنٹ پر آ گئے۔ یہاں ہر طرف مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں موجود تھے۔

"آل از اوکے۔ اب واپس اپنے کمروں میں جاؤ۔ خطرہ ختم ہو گیا ہے"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے اونچی آواز میں کہا اور اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ کرسٹل اس کے پیچھے تھی۔

"ہمیں گٹر کے اندر جا کر ان سب پر فائر کرنا چاہئے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بچ نکلے"۔۔۔۔ کرسٹل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ویسے ہی بے ہوش ہوں گے۔ اگر کوئی بچ بھی گیا ہو گا تو ہمارے آدمی اسے ہلاک کر دیں گے"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ سکرین پر اچانک نقطے آف ہو گئے تھے۔ پھر تمہیں کیسے اندازہ ہو گیا کہ وہ گٹر میں اترے ہیں اور یہاں گٹر کے ذریعے پہنچ رہے ہیں"۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا۔

"جس انداز میں نقطے غائب ہوئے تھے وہ انداز بتا رہا تھا کہ یہ لوگ کہیں نیچے اتر رہے ہیں کیونکہ باری باری ہر نقطہ نیچے اترتے ہوئے جیسے ہی زمین کے قریب ہوتا تھا، غائب ہو جاتا تھا۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ زمین کے نیچے جا رہے ہیں اور یہاں کوئی سرنگ یا کریک ہو ہی نہیں سکتا۔ گٹر میں ہی وہ اتر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ سکرین پر موجود تفصیلی نقشے کے مطابق وہ ہمارے ہیڈکوارٹر کے عقب میں موجود تھے۔ اب حفاظتی انتظامات کے تحت وہ دیواریں پھاند کر پھاٹک کی طرف سے تو اندر نہیں آ سکتے اس لئے یہی سوچا جا سکتا تھا کہ وہ گٹر کے راستے اندر آ رہے ہیں اور ایسا ہی ہوا۔ اگر میں ایسا نہ سوچتا تو پھر یہ اچانک ہم پر دھاوا بول دیتے"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی بے حد عقلمندی سے کام لیا ہے سمتھ۔ میں تمہاری عقلمندی کی داد دیتی ہوں"۔۔۔۔ کرسٹل نے کہا۔

"شکریہ۔ ویسے بس اندازاً ہی ایسا ہو گیا۔ بہرحال اب انہیں چیک کر کے ان کی لاشیں ہمیں اعلیٰ حکام کو پہنچانی ہوں گی۔ یہاں کا مشن تو ایک لحاظ سے ختم ہو گیا"۔۔۔۔ کرنل سمتھ نے کہا۔

"ختم ہو گیا۔ وہ کیسے"...... کرسٹل نے چونک کر کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گیا اور کیا۔ اب کس بات کا خطرہ باقی ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"میں نے تمہاری عقلمندی کی جو تعریف کی تھی وہ میں واپس لیتا ہوں"...... کرسٹل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا مطلب۔ کیوں"...... کرنل سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں صرف ایک ہی گروپ تھا۔ اس گروپ کے خاتمے کے بعد وہ دوسرا گروپ بھی تو بھیج سکتے ہیں"...... کرسٹل نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ان میں عمران شامل ہے تو پھر سمجھو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو گئی۔ خطرناک ترین آدمی عمران ہی تھا اور ویسے بھی ہم ساری عمر تو یہاں نہیں رہ سکتے اور پاکیشیائی سائنس دان نے تو یہاں مستقل کام کرنا ہے"...... کرنل سمتھ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ اچانک آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک مسلح آدمی بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"چیف۔ نجانے کچھ افراد کہاں سے آ کر فائرنگ کر رہے ہیں۔ آپ تہہ خانے میں چلے جائیں"...... اس مسلح آدمی نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر جس تیزی سے آیا تھا اس سے بھی زیادہ تیزی سے واپس چلا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ آؤ جلدی تہہ خانے میں۔ خطرہ ہے تو رچرڈ نے ہمیں تہہ خانے میں جانے کا کہا ہے۔ آؤ"...... کرنل سمتھ نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے جس کے پیچھے راہداری میں خفیہ تہہ خانے کا راستہ تھا۔

"عجیب بات ہے۔ وہ لوگ تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ کون ہیں"...... کرسٹل نے کرنل سمتھ کے پیچھے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے کرنل سمتھ کو خود معلوم نہیں تھا کہ کن لوگوں نے اچانک حملہ کر دیا ہے اس لئے وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔

عمران سینے پر کسی چیز کی ضرب کھا کر الٹ کر گٹر کے درمیان بہنے والے پانی کے اندر جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی کا غلبہ ہوتا چلا گیا لیکن شاید پانی اور گٹر میں پانی کی تیز بو نے اس کے ذہن پر چھا جانے والی تاریکی کو نہ صرف دور کر دیا بلکہ عمران کا ذہن بھی ساتھ ہی جاگ اٹھا تھا۔ اس کا لباس گندے پانی میں رہنے کی وجہ سے بھیگ چکا تھا اور اس پانی میں اس قدر تیز بو تھی کہ گٹر میں بھرے ہوئے دھوئیں کی نامانوس بو اب اسے سرے سے بو ہی محسوس نہ ہو رہی تھی۔ عمران تیزی سے اٹھا۔ دہانہ ابھی تک کھلا ہوا تھا اس لئے روشنی اندر آ رہی تھی اور عمران نے اس روشنی میں اپنے ساتھیوں کو پانی اور خشکی پر ڈھیر ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ اب ساری صورت حال سمجھ گیا کہ اس کے سینے پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم مارا گیا تھا جس سے وہ نیچے گر گیا اور اس

گیس کی وجہ سے وہ خود بھی بے ہوش ہو گیا تھا اور اس کے ساتھی بھی لیکن اب عمران کو تجربہ ہو گیا تھا کہ گٹر کی تیز بو گیس کی بو پر غلبہ حاصل کر چکی ہے اس لئے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ساتھیوں کو جو خشکی پر پڑے تھے گھسیٹ کر پانی میں ڈالا۔ صفدر اور تنویر پہلے ہی پانی میں گرے ہوئے تھے جبکہ کیپٹن شکیل، جولیا اور صالحہ تینوں کو اس نے گھسیٹ کر پانی میں ڈالا اور پھر انہیں پانی میں دھکیلتا ہوا پیچھے کی طرف لے جانے لگا۔ وہ باری باری دو دو کو گھسیٹ رہا تھا تاکہ دہانے سے کچھ دور چلے جائیں۔ اسے یقین تھا کہ گیس کا اثر ختم ہوتے ہی یہ لوگ گٹر میں لازماً ان پر فائر کھول دیں گے لیکن پانی میں تیز بو نے صفدر اور تنویر دونوں کو ہوش دلا دیا اور وہ کراہنے لگے تھے۔

"ہوش میں آؤ۔ ہوش میں آؤ"...... عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ۔ یہ"...... صفدر کی آواز سنائی دی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہی پوزیشن تنویر کی تھی۔

"ایک ایک ساتھی کو اٹھاؤ یا گھسیٹو۔ ہم نے یہاں سے دور جانا ہے۔ اٹھو۔ جلدی کرو۔ خطرہ ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک بار وہ لڑکھڑائے لیکن پھر سنبھل گئے۔ پھر صفدر نے کیپٹن شکیل کو سنبھال لیا جبکہ تنویر نے صالحہ اور جولیا دونوں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈالا جبکہ عمران ویسے

ہی ان کے ساتھ تھا اور ابھی وہ عقبی دہانے جہاں سے وہ گٹر میں اترے تھے، پر پہنچ گئے۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ اور دھماکوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے چیک کر لیا تھا کہ یہ فائرنگ اس دہانے سے جس سے وہ باہر نکل رہا تھا اور اسے ہٹ کیا گیا تھا، مشین گن کی نال ڈال کر کی جا رہی تھی اور نال کو اس طرح گھمایا جا رہا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں ہوتے تو یقیناً اس فائرنگ سے ہلاک ہو جاتے لیکن اب یہ فائرنگ دیواروں پر اور گٹر کے پانی پر کی جا رہی تھی۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل، جولیا اور صالحہ تینوں ہوش میں آ گئے کیونکہ انہیں سائیڈ پر دہانے کے نیچے لٹا دیا گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... صالحہ نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر یہی بات کیپٹن شکیل اور جولیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہی تو عمران نے انہیں مختصر طور پر گٹر میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

"لیکن گیس سے ہمیں اور تمہیں بے ہوشی کے بعد ہوش کیسے آیا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چونکہ ان سب کے کپڑے گندے پانی سے بھیگ چکے تھے اس لئے صالحہ اور جولیا دونوں سمٹی ہوئی بیٹھی تھیں لیکن یہ صرف ان کا احساس تھا ورنہ ان کے جسموں پر موجود جیکٹس اور پینٹس بھیگ جانے کے بعد بھی ویسے ہی تھیں جیسے بھیگنے سے پہلے تھیں۔ البتہ گندگی ان کے جسموں پر

موجود تھی اور اس پانی اور گندگی کی تیز بو سے ان کے جی مسلسل متلا رہا تھے لیکن جو کچھ عمران نے بتایا تھا اس کے مطابق اسی تیز بو نے انہیں گیس کے اثرات کے باوجود ہوش دلا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ اس وقت زندہ نظر آ رہے تھے۔

"آؤ۔ اب ہمیں اس دہانے کے قریب پہنچنا ہے۔ ہم نے مشین گنیں بھی حاصل کرنی ہیں اور نیچے آنے والوں کا خاتمہ بھی کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب گٹر کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دہانے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فائرنگ اب ختم ہو چکی تھی لیکن ابھی تک دہانے سے نیچے کوئی نہ آیا تھا۔

"یہ لوگ ہماری لاشیں اٹھانے کے لئے ضرور نیچے آئیں گے۔ ہم نے ان کی گردنیں توڑنی ہیں اور ان سے اسلحہ حاصل کرنا ہے"...... عمران نے آہستہ سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دہانے سے ٹارچ کی تیز روشنی نیچے ڈالی جانے لگی لیکن وہ سب چونکہ اس دیوار کے ساتھ موجود تھے اس لئے وہ اس وقت تک نظر نہ آ سکتے تھے جب تک وہ نیچے نہ آتے۔

"یہاں تو کوئی لاش نظر نہیں آ رہی"...... دہانے کے باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"وہ پانی کی وجہ سے آگے بہہ گئی ہوں گی۔ ہمیں نیچے جانا ہو گا"...... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی سیڑھی سے نیچے آتا نظر آنے لگا۔ اس نے مشین گن کندھے سے لٹکائی ہوئی

تھی۔ ٹارچ شاید اس کی جیب میں تھی۔ گٹر کی دھندلی سی روشنی میں وہ آدمی نیچے اتر رہا تھا لیکن اترتے ہوئے اس کا منہ چونکہ دیوار کی طرف تھا اس لئے خطرہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے نظر آ سکتے ہیں لیکن اس کے پیچھے ایک اور آدمی بھی نیچے اترنے لگا اور اس کی وجہ سے پہلے والا آدمی بغیر کچھ دیکھے نیچے اتر رہا تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کا دوسرا ہاتھ اس آدمی کی گردن پر جم گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی اس اچانک پڑنے والی افتاد سے سنبھلتا عمران نے اس کی گردن کے گرد موجود بازو کو مخصوص انداز میں حرکت دی تو ہلکی سی اوہ کی آواز کے ساتھ ہی اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

"کیا ہوا"...... دوسرے آدمی نے کہا۔ اوہ کی آواز سن کر اس نے چونک کر اس طرف دیکھنا شروع کر دیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس دوران وہ تقریباً نیچے اتر آیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا صفدر نے آگے بڑھ کر بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن کے عقب میں کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار کیا اور اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑنے ہی والا تھا کہ صفدر نے اسے بازوؤں میں سنبھال لیا۔ ادھر عمران نے بھی اس آدمی کو نیچے لٹا دیا تھا اور اس کی مشین گن اتار لی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ آدمی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ہلاک ہو چکا تھا اور یہی کام صفدر نے

کیا تھا۔ دوسرے آدمی کی گردن بھی ٹوٹ چکی تھی۔ صفدر نے اسے ایک طرف ڈال کر اس کی نہ صرف مشین گن اتار لی بلکہ اس کی جیبوں کی تلاشی لے کر اس نے ایک مشین پسٹل بھی نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا پوزیشن ہے البرٹ"...... دہانے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم بھی نیچے آ جاؤ۔ لاشیں کافی دور نکل گئی ہیں"...... عمران نے اس لہجے میں جواب دیا جس لہجے میں اس نے دہانے کے باہر سے آواز سنی تھی۔ اب یہ اسے معلوم نہ تھا کہ وہ آواز البرٹ کی تھی یا کسی اور کی۔

"اچھا"...... اوپر سے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا گیا اور پھر وہ آدمی نیچے اترنے لگا۔ اس کے کاندھے سے بھی مشین گن لٹک رہی تھی۔ ابھی وہ آدمی سیڑھیاں ہی اترا تھا کہ عمران نے اس کی ٹانگ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے نیچے کھینچ کر دیوار کے ساتھ خشک زمین پر گرا دیا۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن عمران نے پھرتی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا۔ اس آدمی کا کھنچا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران نے پیر واپس کھینچ لیا کیونکہ دم گھٹنے سے وہ آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اس کے کاندھے سے مشین گن اتار لو اور اس کی جیبوں کی تلاشی لو"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد مشین گن تنویر کے پاس

اور مشین پسٹل عمران کے پاس پہنچ چکا تھا۔ جبکہ جولیا اور صالحہ ابھی تک خالی ہاتھ تھیں۔ ابھی تک اوپر سے مزید کوئی آواز نہ آئی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہی افراد اوپر تھے۔ عمران نے ایک بار پھر پیر اس تیسرے آنے والے آدمی کی گردن پر رکھا اور قوت سے دبا کر موڑ دیا تو اس بے ہوش آدمی کے جسم کو یکلخت ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر سیدھا ہو گیا تو عمران نے پیر ہٹا دیا۔

"آؤ اب اوپر چلیں۔ لیکن ہم نے اب صرف یہاں کے انچارج کرنل سمتھ کو زندہ پکڑنا ہے۔ باقی سب کو ہلاک کرنا ہے کسی کی پرواہ مت کرنا"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے سر باہر نکالا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اوپر چڑھ گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور پھر باری باری سب باہر آ گئے۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل۔ تم دونوں نے عمارت کی دوسری سائیڈ گلی سے نکل کر فرنٹ پر آنا ہے جبکہ میں باقی ساتھیوں کے ساتھ ادھر سے جاؤں گا۔ بے جھجک فائرنگ کھول دینا کیونکہ انہوں نے ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی"...... عمران نے کہا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے عمارت کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے تھوڑی دیر بعد دوسری طرف کی گلی کے کنارے پر پہنچ گئے۔ صفدر نے ہاتھ لہرایا اور پھر وہ دونوں غائب ہو گئے۔

"تنویر۔ تم عقب کا خیال رکھو"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ جولیا اور صالحہ دونوں خالی ہاتھ تھیں۔ وہ گلی میں پنجوں کے بل چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صالحہ اور جولیا چونکہ خالی ہاتھ تھیں اس لئے ان کے چہروں پر خاصی پریشانی نظر آ رہی تھی۔ ان کا اپنا اسلحہ جو انہوں نے جیبوں میں ڈالا تھا، پانی میں گر کر بھیگنے کی وجہ سے تقریباً بے کار ہو چکا تھا اور اس پر مکمل انحصار نہ کیا جا سکتا تھا اور بلیک ایجنسی کے تربیت یافتہ افراد کے مقابل خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے وہ خاصی پریشان تھیں۔

"سنو۔ یہاں مسلح افراد ہوں گے۔ میں انہیں نشانہ بنا کر آگے بڑھوں گا۔ تم نے فوراً ان کے اسلحہ پر قبضہ کرنا ہے ورنہ خالی ہاتھ تم خود بھی ماری جا سکتی ہو"...... عمران نے مڑ کر آہستہ سے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر گلی کے سرے پر عمران رکا اور اس نے سر کو ذرا سا آگے کر کے فرنٹ کا جائزہ لیا۔ وہاں بڑے سے پھاٹک کے ساتھ ایک گارڈ روم تھا جس کے پاس دو مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے اور یقیناً برآمدے میں بھی مسلح افراد موجود ہوں گے۔

"میں پھاٹک کے قریب موجود افراد پر فائر کر رہا ہوں لیکن تم یکلخت اسلحہ لینے کے لئے نہ دوڑ پڑنا ورنہ برآمدے میں موجود افراد کا نشانہ بن جاؤ گی۔ جب فرنٹ پر موجود تمام افراد ختم ہو جائیں

تب آگے بڑھنا''...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

''تم ہمیں اس طرح سمجھا رہے ہو جیسے ہم چھوٹے بچے ہوں''۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''بچے نہیں۔ بچیاں''...... عمران نے آہستہ سے تصحیح کرتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی پھاٹک کے سامنے کھڑے دونوں مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے ہی تھے کہ بلڈنگ کی دوسری طرف سے مشین گن کی ریٹ ریٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی برآمدے سے انسانی چیخوں کے ساتھ کئی افراد کے گرنے کے دھماکے سنائی دینے لگے۔ عمران تیزی سے سائیڈ سے نکل کر دوڑتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا کہ یکلخت غوطہ کھا کر دیوار سے لگ گیا۔ اس کے ساتھ ہی گارڈ روم سے نکل کر اس پر فائر کرنے والا ایک مسلح آدمی چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ اس نے عمران پر فائر کھول دیا تھا۔ اگر عمران بروقت غوطہ نہ لگاتا تو یقیناً ہٹ ہو جاتا۔ اس آدمی کے گرتے ہی عمران ایک بار پھر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اسے اندر سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ برآمدے کو کراس کرتا ہوا اندرونی راہداری میں داخل ہو گیا۔ برآمدے میں تین افراد پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان کی حالت ایسی تھی کہ عمران نے ان پر توجہ دینے کی بھی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ عمران ابھی راہداری میں داخل ہوا ہی تھا کہ سائیڈ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا

اور اس کے ساتھ ہی اندر سے بھی عمران پر اس انداز میں فائر کھول دیا گیا کہ اگر عمران بجلی کی سی تیزی سے اس دروازے والی دیوار سے نہ جا لگتا تو وہ لازماً ہٹ ہو جاتا۔ اب اس طرف فائر کرنے کے لئے اس آدمی کا باہر آنا ضروری تھا لیکن وہ آدمی باہر آنے کی بجائے تیزی سے واپس پلٹ گیا تھا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کراس کر گیا لیکن آگے بڑھنے کی بجائے اس نے وہیں مڑ کر پیروں کو اس طرح زمین پر مارنا شروع کر دیا جیسے وہ دوڑا جا رہا ہو۔ پھر اس نے پیر مارنا آہستہ کئے اور پھر خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے دروازے سے ایک مشین گن بردار اچھل کر باہر آیا ہی تھا کہ عمران کے مشین پسٹل نے گولیاں اگلیں اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

''عمران صاحب''...... اچانک اسے راہداری کے موڑ سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہے صفدر''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور موڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اوکے''...... صفدر نے جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ موڑ سے نکل کر سامنے آ گیا۔

''کیپٹن شکیل کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ تفصیلی تلاشی لے رہا ہے۔ اندر چھ افراد تھے جنہیں ہم نے

ختم کر دیا ہے''...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات
ہوتی دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو عقبی طرف فائرنگ ہو رہی ہے۔ وہاں تنویر
تھا''...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر واپس بھاگ پڑا۔ صفدر بھی اس
کے پیچھے تھا۔ پھر وہ سائیڈ گلی میں پہنچے تو ان سے پہلے جولیا اور
صالحہ دوڑ کر جاتی ہوئی انہیں دکھائی دیں۔ وہ بھی شاید فائرنگ کی
آوازیں سن کر ادھر جا رہی تھیں۔

''تنویر۔ تنویر''...... جولیا نے گلی کے آخری سرے پر پہنچنے سے
پہلے چیخ کر کہا۔

''آ جاؤ۔ میں یہاں ہوں''...... تنویر کی آواز سنائی دی جو عمران
اور صفدر نے بھی سن لی تھی۔ تنویر کے لہجے میں اطمینان کی جھلک
نمایاں تھی اور پھر جولیا اور صالحہ کے مڑ جانے کے کچھ دیر بعد عمران
اور صفدر بھی عقبی طرف پہنچ گئے۔ وہاں ایک کونے میں ایک کافی بڑا
زمین کا ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ
پر ایک عورت اور ایک مرد پڑے ہوئے تھے۔

''یہ کون ہیں اور تم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے
تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ان کی ٹانگوں پر فائر کیا تھا حالانکہ انہوں نے
بھی مجھ پر فائر کھولا تھا لیکن میں سائیڈ پر ہونے کی وجہ سے بچ گیا
تھا''...... تنویر نے کہا تو عمران ان کے قریب گیا تو یہ دونوں ابھی

زندہ تھے لیکن خون کا اخراج تیزی سے بہہ رہا تھا۔ عمران نے اس
مرد کی شرٹ پھاڑی اور پھر اس کی پٹیاں بنا کر اس نے اس مرد کی
ٹانگ پر اس جگہ پٹی باندھ دی جہاں گولی لگی تھی۔

''جولیا۔ یہ پٹی اس عورت کی ٹانگوں پر باندھ دو''...... عمران
نے مڑ کر کہا تو جولیا بھی دوڑتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔ اسی لمحے انہیں
اس اٹھے ہوئے ڈھکن نما ٹکڑے کے نیچے جانے والے راستے پر
دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب بے اختیار
اچھل پڑے۔

''یہ کیپٹن شکیل کے دوڑنے کی مخصوص آواز ہے''...... عمران نے
فوراً کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیپٹن شکیل ہو''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ ادھر''...... کیپٹن شکیل کی آواز دور
سے سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل اس راستے پر نمودار
ہوا اور پھر وہ باہر آ گیا۔

''تم کدھر سے آ رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ اس تہہ خانے سے باہر جانے کا راستہ ہے۔
میں نے تہہ خانہ تلاش کر لیا ہے اور پھر اسے کھول کر اندر داخل ہوا
تو یہ راستہ کھلا ہوا تھا۔ یہ مرد اور عورت یقیناً اس تہہ خانے میں ہوں
گے اور وہاں سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہوں گے''...... کیپٹن شکیل
نے کہا۔

''مجھے پہلے سے خدشہ تھا اس لئے میں تنویر کو یہاں چھوڑ
تھا۔ گو اس وقت تنویر نے برا سا منہ بنا لیا تھا لیکن مجھے معلوم تھا
اس کا یہاں رہنا زیادہ اہم ہے۔ البتہ مجھے خوشی اس بات کی
کہ تنویر نے ان حالات میں بھی عقلمندی کا ثبوت دیا ہے کہ انہیں
ہلاک نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ آدمی کرنل سمتھ ہے''..... عمران
نے کہا۔

''تو تم مجھے احمق سمجھتے ہو''..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''ارے آہستہ بولو۔ اگر جولیا نے سن لیا تو میرا پتہ کٹ جائے
گا''..... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس
پڑے کیونکہ وہ عمران کے فلسفے کو جانتے تھے کہ اس کے نزدیک
خواتین احمق مردوں کو پسند کرتی ہیں۔

''ان دونوں کو اٹھا کر اندر لے چلو۔ ان کی بینڈیج کرنے کے
بعد انہیں ہوش دلایا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے کوئی کام کی
بات معلوم ہو جائے''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ فائرنگ کی وجہ سے کسی بھی لمحے پولیس
یہاں پہنچ سکتی ہے''..... صفدر نے کہا۔

''یہ سرکاری ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے اس لئے لازماً کرنل سمتھ
نے یہاں کی پولیس کو اس عمارت کے بارے میں بریف کیا ہوگا
اس لئے اول تو یہاں پولیس آتی نہیں اور اگر آئی بھی سہی تو دیکھا
جائے گا''..... عمران نے کہا اور پھر صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ی دیر بعد اس زخمی بے ہوش مرد اور عورت کو جنہیں تنویر نے
ک کر کے زخمی کیا تھا۔ ایک کمرے میں موجود کرسیوں پر ڈال
کیا۔ وہیں سے ایک بڑا میڈیکل باکس بھی مل گیا تھا اس لئے
ن کے کہنے پر کیپٹن شکیل نے ان دونوں کی نہ صرف بینڈیج کر
بلکہ انہیں طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے تاکہ ان سے بات
ت کی جا سکے جبکہ صفدر نے سٹور سے رسی کے دو بنڈل لا کر ان
وں کو کرسیوں سے باندھ دیا۔

''کون سی گانٹھ لگائی ہے تم نے۔ یہ دنیا کی سب سے طاقتور اور
یت یافتہ ایجنسی سے متعلق ہیں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے

''ٹی گرپ لگائی ہے۔ عمران صاحب''..... صفدر نے جواب
یتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ خصوصی افریقن قدیم دور کی گانٹھ ہے اس لئے
سکتا ہے کہ انہیں اس کے بارے میں علم نہ ہو''..... عمران نے کہا
صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ زخمی مرد اور زخمی عورت کو کرسیوں
ے باندھ کر صفدر پیچھے ہٹ گیا۔

''اس مرد کا ناک اور منہ بند کر کے تم اسے ہوش دلاؤ اور اس
ت کو ہوش جولیا دلائے گی''..... عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا
ں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر صفدر نے
مرد اور جولیا نے اس عورت کے منہ اور ناک دونوں ہاتھوں

سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب ان دونوں کے جسموں
حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو دونوں نے
ہٹا لئے۔ عمران اس دوران ایک کرسی گھسیٹ کر ان دونوں
سامنے بیٹھ گیا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ ان سے پوچھ گچھ کریں۔ ہم باہر
رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ایک فون سیٹ یہاں لگا دو تاکہ اگر فون آ جائے تو اسے ا
کیا جا سکے۔ یہ ہیڈ کوارٹر ہے اور یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں
معمولی سے شک پر یہاں قیامت توڑی جا سکتی ہے''...... عمران
کہا تو صفدر اور جولیا سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے جبکہ باقی سا
پہلے ہی باہر موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر نے ایک فون سیٹ
کر عمران کے پاس پڑی دوسری کرسی پر رکھ دیا اور اس کا رابطہ د
میں موجود فون ساکٹ کے ساتھ کر دیا۔

''میں نے باقی فونز کو آف کر دیا ہے''...... صفدر نے رسیور
کر ٹون سننے کے بعد رسیور رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبا
میں سر ہلایا اور پھر صفدر بھی کمرے سے باہر چلا گیا۔ مرد اور عو
کے جسموں میں حرکت کے آثار اب کافی بڑھ گئے تھے اور پھر
اس مرد نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک اس کی آنکھوں
دھند سی چھائی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چ
ابھری تو اس کے جسم نے جھٹکا کھایا۔ اس کے ساتھ ہی اس

لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ
سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی یہی کارروائی
اس عورت نے بھی ہوش میں آنے کے بعد کی۔ عمران کرسی پر
خاموش بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے منہ سے بے اختیار
کراہیں نکلنے لگیں۔ ظاہر ہے حرکت کرنے سے ٹانگوں میں موجود
زخموں میں ٹیسیں اٹھی ہوں گی۔

''تم۔تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم۔تم۔ یہ کیا ہے''...... اس مرد
نے بوکھلائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کرنل سمتھ ہے''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں
کہا۔

''ہاں۔ اور یہ میری بیوی کرسٹل ہے۔ تم کون ہو اور یہ سب
کیسے ممکن ہو گیا ہے''...... کرنل سمتھ نے جواب دیتے ہوئے ساتھ
بندھی ہوئی عورت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

''تم تہہ خانے کے خفیہ راستے سے نکل کر فرار ہو رہے تھے۔
کیوں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے آدمی مارے جا رہے تھے اور ہمیں یقین تھا کہ تم
سب عمارت کے اندر یا فرنٹ پر ہو گے۔ عقبی طرف کے بارے
میں تمہیں خیال ہی نہ ہو گا اور ہم باہر جا کر تمہیں گھیرنے کے لئے
فورس طلب کرنا چاہتے تھے لیکن جیسے ہی ہم خفیہ راستے سے باہر
آئے۔ ہم پر فائر کھول دیا گیا۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو''...... کرنل

سمتھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''مگر۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ تمہیں تو بے ہوش کر دیا گیا تھا اور پھر تم پر مشین گن سے فائرنگ کی گئی تھی۔ پھر۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم سب اس طرح نہ صرف بچ جاؤ بلکہ ایکشن میں بھی آ جاؤ''...... کرنل سمتھ کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے اور آنکھیں سوالیہ نشان بن گئی تھیں۔

''تمہیں یہ اندازہ نہیں رہا تھا کہ گٹڑ میں کثیر مقدار میں گندا پانی موجود تھا اور ہم بے ہوش کر اس پانی میں گرے تھے۔ پانی ہمیں نہ صرف بہا کر گٹڑ کے دہانے سے دور لے گیا بلکہ پانی میں موجود تیز بو اور پانی دونوں نے مل کر بے ہوش کر دینے والی گیس پر غلبہ پا لیا۔ تمہارے آدمیوں نے جب گٹڑ کے دہانے سے اندر فائرنگ کی تھی تو ہم وہاں موجود ہی نہ تھے۔ پھر تمہارے آدمی ہماری لاشیں نکالنے کیلئے اندر آئے تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان سے اسلحہ لے کر ہم گٹڑ سے باہر آ گئے۔ مجھے تسلیم ہے کہ تمہارے آدمی بے حد تربیت یافتہ اور تجربہ کار لوگ ہیں لیکن چونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس طرح اچانک ان پر حملہ بھی ہو سکتا ہے اس

لیے وہ مار کھا گئے۔ تم دونوں یقیناً تہہ خانے میں چھپ گئے لیکن افسوس ہے کہ تم دونوں نے مقابلہ کرنے کی بجائے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی تمہیں تو خود ہمارے خلاف کام کرنا چاہئے تھا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہم بھی اس اچانک پڑنے والی افتاد سے گھبرا گئے تھے۔ ہمارے تصور میں بھی نہ تھا کہ تم اس طرح نہ صرف بچ جاؤ گے بلکہ ہم پر حملہ بھی کر دو گے''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کرنل سمتھ کہ ہمارا مشن کیا ہے اور ہم نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے اس لئے اب تمہاری اور تمہاری بیوی کی زندگیاں تمہارے اپنے ہاتھ میں ہیں ورنہ تم نے جس سرد مہری سے ہمارے قتل عام کی کارروائی کی تھی اس کے بعد تمہیں زندہ چھوڑنا احمقانہ بات ہے لیکن چونکہ ہمارا تعلق بھی ایجنسی سے ہے اور تمہارا بھی اور جس طرح ہم مشن مکمل کر رہے ہیں اسی طرح تم بھی اپنا مشن مکمل کر رہے ہو اس لئے اگر تم ہمیں ہمارے مشن کی تکمیل میں کوئی ٹھوس سہولت مہیا کر سکو تو تم زندہ رہو گے ورنہ مشن تو ہم نے بہرحال مکمل کرنا ہی ہے لیکن تم دونوں لاشوں میں تبدیل ہو جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ہماری بینڈیج کر کے ہمیں مرنے سے وقتی طور پر بچا لیا ہے اور مجھے تسلیم ہے کہ ہم نے تمہارے بارے میں غلط اندازے لگائے لیکن یہ بات ذہن سے نکال دو

کہ ہم ایکریمیا کے مفادات کے خلاف تمہاری کوئی مدد کریں گے
یہ بات ہماری سرشت میں ہی نہیں ہے''...... کرنل سمتھ نے اس
بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب اس کے لہجے میں حیرت
بوکھلاہٹ دونوں غائب ہو چکی تھیں۔

''تمہارے بازوؤں کی حرکت بتا رہی ہے کہ تم گانٹھیں کھو
کی کوشش کر رہے ہو لیکن یہ گانٹھیں تم سے نہ کھل سکیں گی۔ بہرحا
یہ تو بتا سکتے ہو کہ اس سٹی میں سیکورٹی انچارج کون ہے''...... عمران
نے کہا۔

''کرنل گیری''...... کرنل سمتھ نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ مجھے نہیں معلوم''...... کرنل سمتھ نے جواب دیا۔

''تمہارا نام کرسٹل بتایا گیا ہے۔ کیا تم فون نمبر بتا سکو گی یا ا
خاوند کے ساتھ ہی ہلاک ہونا پسند کرو گی''...... عمران نے خامو
بیٹھی ہوئی عورت کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''تم بندھے ہوؤں کو گولیاں مار کر کوئی بہادری نہیں کرو گے''
کرسٹل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم نے خود ہی لڑنے کی بجائے فرار ہونے کی کوشش کی ورنہ
لڑ کر بھی مر سکتے تھے۔ ایسی صورت میں تمہاری موت زیادہ قابل ف
ہوتی۔ بہرحال آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ نمبر بتاؤ گی یا نہیں''
عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

''سوری۔ مجھے نہیں معلوم''...... کرسٹل نے جواب دیا تو عمران
کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''گڈ۔ تم نے دونوں نے ثابت کر دیا ہے کہ تم بہرحال محب
وطن افراد ہو اور ایسے افراد کو کم از کم میں ہلاک نہیں کر سکتا اس
لئے میں تم دونوں کو اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سمیت جا
رہا ہوں۔ اگر تم گانٹھ کھول لو گے تو زندہ بچ جاؤ گے ورنہ نہیں''۔
عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ یہ موت
عبرتناک موت ہو گی''...... اچانک کرنل سمتھ کی چیختی ہوئی آواز سنائی
دی تو عمران واپس مڑ کر وہیں رک گیا۔

''بتاؤ لیکن تمہیں کنفرم بھی کرانا ہو گا''...... عمران نے کہا تو کرنل
سمتھ نے نمبر بتا دیا۔

''میں ابھی واپس آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر
دوبارہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر صفدر اور جولیا موجود تھے۔

''کیا ہوا''...... ان دونوں نے عمران کو دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

''ابھی صرف کرنل گیری کا نام معلوم ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں
کہ اس سے تفصیلی بات کروں اس لئے تمہیں ان دونوں کے منہ
بند کرنے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''انہیں ختم کر دو''...... جولیا نے کہا۔

"جب تک معاملات کسی حتمی نتیجے پر نہ پہنچ جائیں انہیں ہلاک کرنا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں مس جولیا۔ کسی بھی وقت ان دونوں کی دوبارہ ضرورت پڑ سکتی ہے"..... صفدر نے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں عمران کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے۔

"اوہ۔ یہ گانٹھیں کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں"..... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ موقع ملنے پر کوشش تو کی جاتی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرسی پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب چونک پڑے۔

"ان کے منہ بند کر دو"..... عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں تیزی سے آگے بڑھے اور پھر ان دونوں کے عقب میں جا کر انہوں نے ان دونوں کے منہ ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ ادھر گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لیں"..... عمران نے کہا۔

"کرنل گیری بول رہا ہوں۔ ای سٹی سے"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لیں۔ کرنل سمتھ بول رہا ہوں"..... عمران نے کرنل سمتھ کی آواز اور لہجے میں کہا تو کرنل سمتھ اور کرسٹل دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کرنل سمتھ۔ جو چھ چپس چوری ہوئی تھیں ان کے بارے میں کوئی تازہ ترین اطلاع"..... کرنل گیری نے کہا۔

"ہم باقاعدہ مانیٹرنگ کر رہے ہیں لیکن ابھی تک یہ چپس ہاک میں داخل نہیں ہوئیں"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب چپس ان لوگوں کے پاس پہنچ گئی ہیں تو پھر وہ کیوں آگے نہیں بڑھ رہے"..... کرنل گیری نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ چپس کے ساتھ جیسے ہی وہ ای سٹی میں داخل ہوں گے تو چپس کو بلاک کر دیا جائے گا"۔ عمران نے کرنل سمتھ کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ ایسا سمجھ سکتے ہیں کیونکہ یہ چپس جدید ترین ایجاد ہے"..... کرنل گیری نے کہا۔

"جدید ترین تو نہیں کرنل گیری۔ ایسی چپس تو پہلے بھی ایسی کارروائیوں کے لئے استعمال ہوتی رہی ہیں"..... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ایسی چپس نہیں ہیں کرنل سمتھ۔ یہ ایکریمین سائنس دانوں کی جدید ترین ایجاد ہے۔ اس سے پہلے جتنی بھی چپس اس مقصد

کے لئے بنائی گئی تھیں وہ جسم سے باہر آنے کے بعد خود بخود بلاک
نہیں ہوتی تھیں لیکن یہ بلاک ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ جب
تک جسم کے اندر رہے اسے ہر صورت میں مانیٹر کیا جا سکتا
ہے''...... کرنل گیری نے کہا۔

''ہر صورت تو نہ کہیں کرنل گیری۔ کوئی نہ کوئی صورت تو بہرحال
ایسی ہو گی جس کے ذریعے اسے وقتی طور پر آف کیا جا سکتا ہو
گا''...... عمران نے کہا۔

''آف تو واقعی اسے کسی صورت نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ایک
خامی ہے ان میں کہ یہ جہاں جسم کے اندر موجود ہو وہاں جسم کے
اوپر سلوشن ٹیپ لگا دی جائے تو ان کی مانیٹرنگ رک جاتی ہے''۔
کرنل گیری نے جواب دیا۔

''آپ نے معلومات کی ہیں کہ یہ چپس کیسے چوری ہوئی ہیں
اور کیسے اسی سٹی سے باہر گئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ دو آدمی سامنے آئے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام
بریڈی تھا اور دوسرے کا نام مرفی۔ انہوں نے پاکیشیائی سائنس
دان ڈاکٹر احسان کے ذریعے چپس خفیہ سٹور سے چوری کی تھیں اور
پھر انہیں باہر بھجوا دیا۔ ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ
پاکیشیائی سائنس دان کو لاسٹ وارننگ دی گئی ہے''...... کرنل گیری
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ چپس باہر کیسے گئیں''...... عمران نے کہا۔

''ریز مٹی کے نیچے کام نہیں کرتیں اور اسی سٹی کے ایک حصے میں
سرنگ موجود تھی جس کا دہانہ اسی سٹی کی حدود سے کافی دور
میں جا کر نکلتا ہے۔ اس سرنگ کے اندر چیکنگ نہیں ہو سکتی
اس لئے اس سرنگ کو یہاں کا نچلا عملہ استعمال کرتا تھا۔ اب
سرنگ کو مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے''...... کرنل گیری نے
بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ بہرحال ابھی تک چپس چیک نہیں ہوئیں۔ ہم بھی ان
آمد کا انتظار کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ان کا خاتمہ باہر ہی ہونا چاہئے کرنل سمتھ''...... کرنل گیری نے
کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ وہ آئیں تو سہی''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اس کے
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ صفدر اور جولیا
کرنل سمتھ اور کرسٹل کے منہ پر رکھے ہوئے ہاتھ ہٹا لئے۔

''آؤ اب چلیں۔ اب مزید کسی بات کی ضرورت نہیں رہی۔ جو
میں جاننا چاہتا تھا وہ کرنل گیری نے خود ہی بتا دیا ہے''۔ عمران
صفدر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم۔ تم کیا ہو۔ تم جادوگر ہو۔ تم نے میری آواز اور لہجے کی
کیسے کر لی''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''یہ جادوگری نہیں ہے۔ اس پر بے پناہ محنت اور مشق کرنا پڑتی

ہے"...... عمران نے سرسری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ان دونوں کا کیا کرنا ہے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ دونوں ایجنسی کے افراد ہیں اس لئے میں انہیں ہلاک کرنے کے خلاف ہوں"...... عمران نے کہا اور دروازے کی بڑھ گیا لیکن دوسرے لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"میں انہیں ہلاک کرنے کے حق میں ہوں کیونکہ انہوں نے ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور کیا انہوں نے ہمارے ایجنسی سے متعلق ہونے کا کوئی خیال کیا تھا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مس جولیا نے ٹھیک کیا ہے۔ ورنہ ہمارا عقب غیر محفوظ ہو جاتا"...... صفدر نے کہا لیکن عمران کوئی جواب دیئے بغیر خاموشی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ البتہ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے فقرے کے ردعمل میں یہی ہونا تھا۔

کرنل گیری ای سٹی میں اپنے آفس میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ نئی چپس حاصل کر لینے کے باوجود اسے استعمال کرتے ہوئے پرانک کیوں نہیں پہنچے۔ اس نے کرنل سمتھ سے فون پر جو بات چیت کی تھی اس سے وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ واقعی ابھی تک پرانک نہیں پہنچ سکے کیونکہ کرنل سمتھ کو خصوصی مشینری نہ صرف بھجوا دی گئی تھی بلکہ اسے ان کے ہیڈکوارٹر میں نصب بھی کرا دیا گیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس مشینری کی رینج پورے پرانک پر پھیلی ہوئی تھی اس لئے جیسے ہی یہ لوگ پرانک میں کسی بھی انداز میں داخل ہوں گے تو مشینری انہیں چیک کر لے گی اور پھر یہ لوگ مسلسل چیک ہوتے رہیں گے اور آسانی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ ویسے بھی بلیک ایجنسی ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی سمجھی جاتی ہے اور یہ لوگ بے حد تجربہ کار لوگ ہیں اس لئے

پاکیشیائی ایجنٹوں کی نشاندہی کے بعد ان کا خاتمہ کرنا ان کے لئے
مشکل نہ تھا لیکن کرنل سمتھ نے انہیں بتایا کہ ابھی تک یہ لوگ
پرانک میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ یہ بات اس کے ذہن میں خلش
پیدا کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن
پر بجلی کی سی تیزی سے کام کرتی ہے اور جبکہ ان کے پاس چھ نئی
چپس بھی پہنچ چکی ہیں تو اب انہیں فوری کارروائی کرنی چاہئے تھی۔
وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا
کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے کہا۔

"ڈاکٹر میورک لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے
مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کرنل گیری نے کہا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر میورک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل گیری بول رہا ہوں ڈاکٹر میورک۔ میں نے فون کیا تھا
لیکن آپ کے اسسٹنٹ نے بتایا کہ آپ کسی سائنسی ٹاسک میں
بے حد مصروف ہیں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"ہاں۔ ایک اہم سائنسی ٹاسک میں مصروف تھا۔ کیوں فون کیا
تھا"...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

"میں ڈاکٹر احسان کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا

ہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ چھ نئی چپس کا حصول ڈاکٹر احسان کی وجہ
سے ممکن ہوا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں
کیا کیا جائے۔ آپ کے حکم پر میں نے لاسٹ وارننگ تو دے دی
تھی لیکن میں اس پر مطمئن نہیں ہوں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"تو کیا آپ ڈاکٹر احسان کو گولی مارنا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر
میورک نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا ڈاکٹر میورک۔ میں چاہتا تھا کہ جب
تک پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک نہ ہو جائیں تب تک انہیں کسی ایسے
حفاظتی زون میں رکھا جائے کہ ان تک کوئی نہ پہنچ سکے ورنہ یہ
پاکیشیائی ایجنٹوں کی مدد کے لئے آئندہ بھی تو کچھ کر سکتے ہیں اور
اگر ان کی مدد سے پاکیشیائی ایجنٹ ای سٹی کو تباہ کرنے میں کامیاب
ہو گئے تو یہ ایکریمیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہو گا"...... کرنل
گیری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مزید وہ کیا کر لیں گے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت ہماری
نہیں۔ آپ کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ ڈاکٹر احسان بے حد
قابل اور ذمہ دار سائنس دان ہیں اور میں نے ایسے انتظامات کر
دیئے ہیں کہ اب وہ کوئی ایسا اقدام نہ کر سکیں گے جس سے آپ کو
شکایت پیدا ہو گئی۔ گڈ بائی"...... ڈاکٹر میورک نے سرد لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل گیری کے چہرے پر
غصے اور کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ہونٹ بھینچے ہوئے

رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ سائنس دان بھی سنگل ٹریک لوگ ہیں۔ انہیں اپنے سائنس تجربات سے ہٹ کر اور کسی بات کی فکر ہی نہیں"...... کرنل گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں کرنل سمتھ سے کہنا بھول گیا کہ ان پاکیشیائیوں کی ہلاکت کے بعد ان کے جسموں سے چپس نکلوا کر ای سٹی بھجوا دے"...... کرنل گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل سمتھ سے بات کراؤ"...... کرنل گیری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل گیری نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے کہا۔

"سر۔ کرنل سمتھ صاحب کو کال کی گئی ہے لیکن وہاں سے کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ ان کا ہیڈکوارٹر ہے۔ کال کیوں اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل گیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے کافی دیر تک کوشش کی۔ پھر دوسری بار کوشش کی ہے لیکن کال اٹنڈ ہی نہیں کی جا رہی جبکہ بیل مسلسل جا رہی ہے"۔ فون سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تمہارے پاس کرنل سمتھ کے کسی ایسے آدمی کا نمبر موجود ہے جو ہیڈکوارٹر سے باہر کام کر رہا ہو"...... کرنل گیری نے کہا۔

"سر۔ فون نمبر تو نہیں ہے البتہ انہوں نے خود اپنے ایک آدمی جانسن کی ٹرانسمیٹر فریکونسی دی تھی کہ ایمرجنسی میں اس سے بات کی جا سکتی ہے"...... فون سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اسے ٹرانسمیٹر کال کرو۔ اسے اپنا نمبر دے کر کہو کہ وہ کسی پبلک فون بوتھ سے مجھ سے فون پر بات کرے"...... کرنل گیری نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل گیری نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ عجیب بات ہے کہ ہیڈکوارٹر میں کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ کیسے ممکن ہے یہ بات۔ لیکن فون سیکرٹری کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"...... کرنل گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل

گیری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل گیری نے کہا۔

''جانسن بول رہا ہوں سر۔ حکم فرمائیے''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تم اس وقت کہاں موجود ہو''...... کرنل گیری نے کہا۔

''سٹار روڈ کے ایک پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں سر کیونکہ آپ کے فون سیکرٹری نے ٹرانسمیٹر کال کر کے مجھے آپ کو فون کرنے کا کہا تھا''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کرنل سمتھ سے ضروری بات کرنی تھی لیکن ہیڈ کوارٹر میں کوئی کال ہی اٹنڈ نہیں کر رہا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے''۔ کرنل گیری نے کہا۔

''ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے سر۔ وہاں چیف، ان کی اسسٹنٹ میڈم کرسٹل کے علاوہ دس افراد مزید موجود ہیں''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم خود وہاں جاؤ اور وہاں سے مجھے دوبارہ فون کرو''...... کرنل گیری نے کہا۔

''یس سر''...... جانسن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل گیری نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل گیری نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل گیری نے کہا۔

جانسن بول رہا ہوں سر۔ ہیڈ کوارٹر سے۔ یہاں تو قتل عام کیا گیا ہے۔ چیف کرنل سمتھ اور ان کی مسز میڈم کرسٹل کی لاشیں بھی گولیوں سے چھلنی کر دی گئی ہیں۔ ہیڈ کوارٹر میں تمام افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ تہہ خانے کا عقبی راستہ بھی کھلا ہوا ہے''...... جانسن نے بڑے متوحش سے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو یا نشے میں ہو''...... کرنل گیری نے چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ تین لاشیں گٹر میں پڑی ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کا پھاٹک اندر سے بند تھا لیکن سائنسی حفاظتی انتظامات موجود نہ تھے لیکن اس کے باوجود میں پھاٹک یا دیوار کراس کر کے اندر نہ جا سکتا تھا اس لئے میں نے گٹر کا راستہ سوچا۔ پھر جب میں نے گٹر میں اپنے تین ساتھیوں کی لاشیں دیکھیں تو میں حیران رہ گیا۔ پھر جب میں گٹر کے راستے اندر گیا تو یہاں قتل عام سامنے آ گیا۔ چیف اور اس کی مسز کرسٹل کو کرسیوں پر رسیوں سے باندھ کر ان پر گولیاں چلائی گئی ہیں''...... جانسن نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ قاتل گٹر کے راستے اندر داخل ہوئے ہیں اور باہر گئے۔ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہوں گے لیکن کرنل سمتھ کے پاس تو مانیٹرنگ مشینری موجود تھی۔ پھر یہ سب

کیسے ہوگیا''...... کرنل گیری کا لہجہ اور انداز ایسا تھا جیسے اسے جانسن
کی بات پر ابھی تک یقین نہ آ رہا ہو۔
''یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے''...... جانسن نے جواب دیا۔
''اب تم کتنے ارکان باقی رہ گئے ہو''...... کرنل گیری نے
پوچھا۔
''مجھ سمیت آٹھ افراد ہیں اور ہم سب ہیڈکوارٹر سے باہر ڈیوٹی
دے رہے ہیں''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف پرانگ پہنچے
بلکہ انہوں نے ہیڈکوارٹر میں داخل ہو کر وہاں بھی قتل عام کر دیا۔
ویری بیڈ۔ تم اپنے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرو اور پھر جیسے وہ کہیں
ویسے کرو''...... کرنل گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
''اب یہ لازماً ای سٹی کا رخ کریں گے''...... کرنل گیری نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور
اٹھایا اور فون کے نچلے حصے میں موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کر
کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔
''کیپٹن براؤن بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
''کرنل گیری بول رہا ہوں''...... کرنل گیری نے تیز لہجے میں
کہا۔

''یس سر''...... کیپٹن براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''فوراً میرے آفس میں آ جاؤ''...... کرنل گیری نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پہلے اس نے کیپٹن براؤن
سے فون پر بات کرنے کا سوچا تھا لیکن پھر اس نے اسے آفس بلا
لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور اس
کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور کیپٹن براؤن اندر داخل ہوا۔ اس نے
کرنل گیری کو سلام کیا۔
''بیٹھو کیپٹن''...... کرنل گیری نے سلام کا جواب دیتے ہوئے
کہا۔
''تھینک یو سر''...... کیپٹن براؤن نے کہا اور میز کی دوسری طرف
موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔
''تمہیں یہ سن کر حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہوگا کیپٹن
براؤن کہ پرانگ میں بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پر پاکیشیائی ایجنٹوں
نے ریڈ کر کے کرنل سمتھ، اس کی بیوی کرسٹل کے ساتھ ساتھ تقریباً
دس ارکان کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... کرنل گیری نے کہا تو کیپٹن
براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔
''سر۔ سر۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے''...... کیپٹن براؤن نے بے اختیار
اچھلتے ہوئے کہا۔
''ایسا ہوا ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں''...... کرنل گیری نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل سمتھ کو فون کرنے لیکن فون

اٹنڈ نہ ہونے پر جانسن سے رابطہ اور پھر جانسن کی طرف سے بتائی گئی تفصیل دوہرا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ کرنل سمتھ ان کی چپس کو بھی چیک نہ کر سکے حالانکہ انہیں اس کی مشینری بھی دی گئی تھی اور صرف دی ہی نہیں گئی تھی بلکہ اسے وہاں نصب بھی کر دیا گیا تھا۔ اس مشینری سے تو یہ لوگ پرانک میں داخل ہوتے ہی چیک کئے جا سکتے تھے جبکہ وہ نہ صرف پرانک میں داخل ہوئے بلکہ بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہو کر قتل عام کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان ایجنٹوں نے ابھی تک ان چپس کو استعمال ہی نہیں کیا اس لئے کرنل سمتھ انہیں چیک ہی نہ کر سکے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"ان حالات میں اصل بات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ پاکیشائی ایجنٹ پرانک میں موجود ہیں اور وہ کسی بھی لمحے ای سٹی پر حملہ کر سکتے ہیں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"لیکن سر۔ وہ اس میں داخل کہاں سے ہوں گے۔ خفیہ سرنگ کو بلاک کر دیا گیا ہے۔ ای سٹی میں داخلے کے راستے کو بھی بلاک کر دیا گیا ہے۔ دیوار وہ کسی صورت پھلانگ نہیں سکتے۔ پھر دیواروں پر بھی ریز موجود ہیں اور اگر وہ یہ سب کچھ کر بھی لیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر وہ چپس جسموں میں لگا کر اندر آئیں تو باقاعدہ مانیٹر ہو جائیں گے لیکن اگر لگا کر نہ آئے تو اندر

داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو جائیں گے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے اپنے طور پر تو ہر لحاظ سے ان سے مقابلے کا بندوبست کر رکھا ہے لیکن بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پر ہونے والے ریڈ نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ یہ لوگ عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں نے تمہیں یہاں کال کیا ہے کہ اب تم نے اور تمہارے سیکشن نے چوبیس گھنٹے ریڈ الرٹ رہنا ہے۔ ہم نے ہر صورت میں انہیں ہلاک کرنا ہے۔ ہر صورت میں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا"...... کیپٹن براؤن نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں اب ہر وقت تم سے یہ خبر سننے کے لئے تیار رہوں گا۔ تم نے مجھے معمولی سے معمولی واقعہ کی بھی رپورٹ دینی ہے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"یس سر۔ کیا اب مجھے اجازت ہے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"یس۔ بہرحال ہر طرح سے ہوشیار رہنا۔ ہماری معمولی سی کوتاہی ہمیں ناکام بنا دے گی"...... کرنل گیری نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو گی"...... کیپٹن براؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سیلوٹ کیا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈاکٹر احسان لیبارٹری کی مخصوص کینٹین میں لنچ کے وقفہ کے دوران لنچ کرنے میں مصروف تھے۔ وہ اکیلے میز پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ بہت سے سائنس دان لنچ کر کے واپس جا چکے تھے اور وہ سب کامن روم میں بیٹھے تھے جہاں وہ ایک دوسرے کے ساتھ گپ شپ کر کے وقت گزارتے تھے لیکن ڈاکٹر احسان چونکہ ان کے ساتھ بے تکلف نہ تھے اور ویسے بھی سائنس دان ان کی بزرگی کو دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ کوئی مذاق نہ کرتے تھے اس لئے ڈاکٹر احسان لنچ کے وقفے کا زیادہ تر وقت کینٹین میں بیٹھ کر ہی گزارتے تھے اور پھر یہیں سے اٹھ کر وہ کام کرنے لیبارٹری میں چلے جاتے تھے جہاں شام تک کام کرنے کے بعد وہ کینٹین میں آ کر ڈنر کرتے اور پھر اپنے مخصوص کمرے میں سونے کے لئے چلے جاتے تھے۔ اس وقت بھی وہ لنچ کرنے کے بعد چائے چسکیاں

لے لے کر آہستہ آہستہ پینے میں مصروف تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں ایک آواز پڑی کہ کوئی ان سے بیٹھنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ ڈاکٹر احسان نے چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ ان کی میز کے قریب ویسٹرن کارمن کا ایک ادھیڑ عمر سائنس دان ڈاکٹر الفرڈ کھڑا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر الفرڈ۔ آئیے بیٹھیے۔ آپ کو اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے"...... ڈاکٹر احسان نے اٹھ کر ڈاکٹر الفرڈ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ آپ بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے اس لئے میں نے پوچھا تھا"...... ڈاکٹر الفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر احسان بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔

"آپ لنچ کر چکے ہیں یا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"میں لنچ کر چکا ہوں۔ صرف آپ کے ساتھ چائے پیوں گا"...... ڈاکٹر الفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان نے ویٹر کو ڈاکٹر الفرڈ کے لئے چائے لانے کا کہہ دیا۔ ڈاکٹر الفرڈ اس پوری لیبارٹری میں واحد سائنس دان تھے جن سے ڈاکٹر احسان کی اکثر گپ شپ رہتی تھی۔ ڈاکٹر الفرڈ کو بھی ویسٹرن کارمن سے اسی طرح اغوا کر کے لایا گیا تھا جس طرح پاکیشیا سے ڈاکٹر احسان کو لایا گیا تھا اور ویسٹرن کارمن کے ایجنٹوں نے بھی ڈاکٹر الفرڈ کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ آج تک اسی سٹی تک پہنچ ہی نہ

سکے تھے اور اب تو ڈاکٹر الفرڈ کو یہاں آئے ہوئے پانچ سال گزر چکے تھے اس لئے ڈاکٹر الفرڈ واپس جانے کی امید ہی ختم کر چکے تھے۔ چونکہ انہیں یہاں اپنے آنے کے ابتدائی دن یاد تھے اس لئے وہ اکثر ڈاکٹر احسان کے پاس بیٹھ کر ان سے ہمدردی کرتے رہتے تھے لیکن ساتھ ہی وہ انہیں یہ بھی کہتے رہتے تھے کہ یہاں سے زندہ واپسی کا خیال ترک کر دیں اور ڈاکٹر احسان کوئی جواب دینے کی بجائے خاموش رہتے تھے۔

چھ نئی چپس چوری ہونے کا علم لیبارٹری کے سب سائنس دانوں کو ہو گیا تھا کہ یہ چپس خفیہ تہہ خانے سے ڈاکٹر احسان نے چرائی ہیں اس لئے وہ سب ڈاکٹر احسان کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتے تھے۔ صرف ڈاکٹر الفرڈ ہی تھے جو ایسا کرنے کے باوجود ان کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے کیونکہ انہوں نے خود بھی یہاں سے فرار ہونے کی کئی کوششیں کی تھیں لیکن ناکام رہے تھے۔

"ڈاکٹر احسان۔ آپ نے جو چپس اپنے ملک کے ایجنٹوں کو بھجوائی تھیں ان کا کیا ہوا"...... ڈاکٹر الفرڈ نے پوچھا۔

"مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہے کہ یہ چپس کہاں پہنچیں اور کن کے پاس پہنچیں اور پھر کیا ہوا"...... ڈاکٹر احسان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بات ہے ڈاکٹر احسان کہ آپ کے ملک کے ایجنٹ کم از کم ہمارے ملک ویسٹرن کارمن سے تو بہتر ہیں"...... ڈاکٹر الفرڈ

نے کہا لیکن اسی لمحے ویٹر نے چائے کے برتن لا کر میز پر رکھ دیئے ڈاکٹر احسان نے فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا۔

"وہ کیسے"...... ویٹر کے جانے کے بعد ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"وہ اسی سٹی تک تو پہنچ گئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اندر کسی صورت داخل نہ ہو سکیں گے اور اگر داخل ہوں گے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے"...... ڈاکٹر الفرڈ نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں"۔ ڈاکٹر احسان نے چونک کر کہا۔

"وہ اس وقت پرانک میں موجود ہیں۔ مجھے سیکورٹی کے ایک آدمی کارلس نے بتایا ہے۔ وہ میرا دوست ہے اور مجھ سے ملتا رہتا ہے"...... ڈاکٹر الفرڈ نے کہا۔

"لیکن سیکورٹی کے لوگ تو لیبارٹری میں آتے ہی نہیں ہیں"۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اس کا تعلق شراب کی تقسیم سے ہے۔ وہ شراب کا سٹاک انچارج ہے اور شراب کی ضرورت سیکورٹی والوں کو بھی پڑتی رہتی ہے"...... ڈاکٹر الفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے کیا بتایا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اس نے حیرت انگیز بات بتائی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ پرانک میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اکریمیا کی

ٹاپ بلیک ایجنسی کا سپر سیکشن موجود تھا جس نے یہاں باقاعدہ
ہیڈکوارٹر بنایا ہوا تھا جبکہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس ہیڈکوارٹر پر ریڈ
کر دیا اور انچارج کرنل سمتھ، اس کی بیوی کرسٹل اور دس بارہ کے
قریب ارکان کا قتل عام کر کے واپس چلے گئے"...... ڈاکٹر الفرڈ نے
کہا۔

"اوہ۔ ویری سٹرینج۔ بہرحال وہ یہاں تو داخل نہیں ہو سکتے"۔
ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"خفیہ سرنگ جس کے ذریعے آپ کی حاصل کردہ چپس باہر
گئیں اس سرنگ کو بھی بند کر دیا گیا ہے۔ چپس کو باقاعدہ مانیٹر کیا
جائے گا اس لئے اگر پاکیشیائی ایجنٹ بغیر چپس کو اپنے جسموں میں
لگائے ای سٹی میں داخل ہوئے تو فوراً بے ہوش اور بعد میں ہلاک
ہو جائیں گے اور اگر چپس لگا کر آئے تو مانیٹر ہو کر ہلاک کر دیئے
جائیں گے۔ لیکن"...... ڈاکٹر الفرڈ بات کرتے کرتے لیکن کہہ کر
اس طرح خاموش ہو گئے جیسے وہ مزید کچھ کہتے کہتے رک گئے
ہوں۔

"لیکن کیا"...... ڈاکٹر احسان نے چونک کر کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں۔ میں نے ان
پانچ سالوں میں دو بار فرار ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ میری
ناکامی کی وجہ میری اپنی بزدلی تھی۔ مجھ میں وہ تیزی، مستعدی اور
ذہنی چالاکی موجود نہ تھی جس کی مدد سے لوگ بروقت فیصلہ کر کے

ار ہو جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن ایک کام ہو گیا کہ
یں نے ایک ایسا راستہ تلاش کر لیا جہاں سے فرار ہوا جا سکتا ہے
کن"...... ڈاکٹر الفرڈ ایک بار پھر لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"لیکن کیا"...... ڈاکٹر احسان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن ڈاکٹر احسان۔ اب اس راستے کو بند کر دیا گیا ہے۔
ں وقت یہ موجود تھا۔ کاش۔ اس وقت میں ہمت کر لیتا لیکن میں
فردہ انداز میں وہاں سے گزرنے لگا تو مجھے پکڑ لیا گیا"...... ڈاکٹر
فرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سا راستہ تھا وہ"...... ڈاکٹر احسان نے تجسس بھرے لہجے
یں کہا۔

"ہماری لیبارٹری میں چار سال قبل ایک ایسے فارمولے پر کام
ورہا تھا جس میں انتہائی زہریلی گیسیں استعمال کی جاتی تھیں۔ ان
گیسوں کے اخراج کے ساتھ ساتھ کثیر مقدار میں آکسیجن کی فوری
ضرورت رہتی تھی۔ چنانچہ ایک بڑا پائپ لیبارٹری کے اندر سے ای
ٹی کے عقب میں واقع ریت کے ٹیلوں کے درمیان تک پہنچایا گیا
ور وہاں ایک طاقتور سکنگ مشین لگائی گئی۔ آپ کو تو معلوم ہو گا
کہ ریت سے ٹکرا کر جو ہوا آتی ہے وہ عام ہوا سے زیادہ خالص
ور طاقتور ہوتی ہے کیونکہ عام ہوا میں آلودگی کی وجہ سے آکسیجن
خالص نہیں رہتی جبکہ ریت سے ٹکرانے کی وجہ سے تمام آلودگی
یت جذب کر لیتی ہے اور خالص اور طاقتور آکسیجن لیبارٹری تک

پہنچ جاتی ہے۔ یہ راستہ اب بھی موجود ہے مگر''...... ڈاکٹر الفرڈ ایک
بار پھر مگر کہہ کر خاموش ہو گئے۔

''لیکن آپ تو کہہ رہے تھے یہ راستہ اب بند کر دیا گیا ہے''
ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''پائپ خاصا بڑا ہے جبکہ مشین اس کی چوڑائی کی نسبت چھوٹی
تھی اس لئے اتنا راستہ موجود تھا کہ کوئی دبلا پتلا آدمی اپنے جسم
سکیڑ کر وہاں سے گزر سکتا تھا۔ میں نے کوشش کی لیکن میں پکڑا گیا
تو اس راستے کو بلاک کر دیا گیا۔ اب مشین کو توڑے بغیر کوئی باہر
نہیں جا سکتا اور مشین ہر وقت چلتی رہتی ہے اس لئے اسے روکنا
توڑنا ناممکن ہے''...... ڈاکٹر الفرڈ نے کہا۔

''یہ پائپ کہاں سے شروع ہوتا ہے''...... ڈاکٹر احسان نے
پوچھا۔

''لیبارٹری کے زیرو روم کی مشرقی دیوار میں اس کا اندرونی دہانہ
موجود ہے۔ وہاں سے ہوا زیرو روم میں داخل ہوتی ہے جہاں سے
مختلف پائپوں کے ذریعے اسے پوری لیبارٹری میں پھیلایا جاتا ہے
اور اب تو اس دہانے پر بھی ایسے آلات نصب کر دیئے گئے ہیں کہ
اگر کبھی بھی اس دہانے سے داخل ہو تو الارم بج اٹھتا ہے''...... ڈاکٹر
الفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جناب''...... اچانک ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو دونوں
ڈاکٹر جو باتیں کرنے میں انتہائی مگن ہو چکے تھے چونک پڑے۔

انہوں نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔ یہ
ڈاکٹر میورک کا اسسٹنٹ تھا۔

''کیا بات ہے''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''سر۔ لنچ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان لیبارٹری پہنچ
چکے ہیں''...... اسسٹنٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہم آ رہے ہیں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو
اسسٹنٹ واپس چلا گیا۔

''باتوں میں وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا''...... ڈاکٹر الفرڈ نے کہا
اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''اوکے ڈاکٹر۔ پھر آپ سے ملاقات ہو گی''...... ڈاکٹر احسان
نے ڈاکٹر الفرڈ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر احسان
لیبارٹری پہنچ گئے۔ شام کو جب لیبارٹری آف ہو گئی تو ڈاکٹر احسان
ڈنر کرنے کے بعد واپس اپنے رہائشی کمرے میں پہنچ کر ابھی آرام
کرسی پر بیٹھے ریسٹ کر رہے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک
نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ ڈاکٹر احسان کا نیا اٹنڈنٹ تھا۔ اس کا نام
ماڈو تھا۔ ڈاکٹر احسان کا پہلا اٹنڈنٹ مرفی تھا اور اب ایک ہفتے
سے مرفی کی جگہ ماڈو کام کر رہا تھا۔ ماڈو اپنے کام سے کام رکھنے
والا آدمی تھا۔ وہ بولتا بھی بے حد کم تھا لیکن آج اندر داخل ہوتے
ہی وہ سیدھا ڈاکٹر احسان کے قریب آیا اور جھک کر سرگوشیانہ انداز
میں بولنے لگا تو ڈاکٹر احسان اس کا یہ انداز دیکھ کر چونک پڑے۔

"سر۔ کیا آپ پاکیشیائیوں کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں"۔ ماڈو نے ڈاکٹر احسان کے قریب آ کر سرگوشیانہ انداز میں کہا تو ڈاکٹر احسان حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں دراصل سیکورٹی کا آدمی ہوں اور مجھے یہاں اس لئے رکھا گیا ہے کہ میں آپ کی نگرانی کروں کیونکہ آپ کی وجہ سے پہلے یہاں سے چھ چپس چوری ہو کر ای سٹی سے باہر چلی گئی ہیں اور گو سیکورٹی انچارج کرنل گیری نے ان چھ چپس کو مانیٹر کرنے کا انتظام کر لیا ہے لیکن اس چکر میں دو آدمی مرتی اور بریڈی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ بریڈی میرا بچپن کا دوست تھا اور مجھے اس کی موت کا بے حد افسوس ہے اور میں نے کرنل گیری سے درخواست کی تھی کہ وہ بریڈی کو موت کی سزا نہ دے لیکن اس نے میری ایک نہ مانی اور میرے سامنے بریڈی کو گولی مار دی گئی اس لئے میں بریڈی کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ مرتے وقت اس نے مجھے جن نظروں سے دیکھا تھا وہ نظریں آج تک میرے ذہن میں موجود ہیں"...... ماڈو نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"لیکن اتنے دنوں بعد تمہیں آج یہ انتقام کیوں یاد آ گیا۔ کوئی خاص بات ہوئی ہے"...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔

"سر۔ کل میں نے پرانک جانا ہے تاکہ وہاں سے کرنل گیری

کے لئے خصوصی شراب کا کوٹہ لے آؤں۔ وہ ہر ماہ یہ کوٹہ منگواتا ہے لیکن اب چونکہ ای سٹی کو بلاک کر دیا گیا ہے اس لئے میں جا کر یہ کوٹہ لے آتا ہوں اور بریڈی جس کے لئے کام کرتا تھا اس کا رابطہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہو گا۔ میں آپ کا پیغام اس تک پہنچا دوں گا اور وہ پیغام پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچ جائے گا اور اگر اس پیغام کا کوئی فائدہ پاکیشیائیوں کو پہنچ گیا تو کرنل گیری کو تکلیف ہو گی اور یہی میرا انتقام ہو گا"...... ماڈو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں انہیں کیا پیغام دے سکتا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے دانستہ کہا کیونکہ انہیں شک پڑ گیا تھا کہ یہ آدمی ان سے کچھ اگلوانے کے لئے ایسی بات کر رہا ہے۔

"اوہ۔ پھر کیا ہو سکتا ہے"...... ماڈو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کا گہرا تاثر ابھر آیا تھا اور اس تاثر کو دیکھ کر ڈاکٹر احسان کو یقین ہو گیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست ہے۔

"کیا تم واقعی پیغام پاکیشیائیوں تک پہنچا دو گے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا اور میں یہ کام آپ کی ہمدردی میں یا پاکیشیائیوں کی ہمدردی کے لئے نہیں کر رہا بلکہ اپنے دوست بریڈی کی ہلاکت کا انتقام لینے کے لئے کر رہا ہوں"...... ماڈو نے

کہا تو ڈاکٹر احسان نے اسے تازہ آکسیجن والے راستے کے بارے میں وہ تمام تفصیل بتا دی جو اسے ڈاکٹر الفرڈ نے بتائی تھی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی اس راستے سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں"...... ماڈو نے کہا۔ اس کے لہجے سے ہی ڈاکٹر احسان چونک پڑے کیونکہ اس کے لہجے میں جارحانہ پن تھا۔

"یہ راستہ اب بلاک کر دیا گیا ہے اس لئے وہ لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے لیکن وہ اس پائپ کو تباہ کر دیں تو اس سے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری کو اعلیٰ حکام سزا ضرور دیں گے اور اس طرح تمہارا انتقام پورا ہو جائے گا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو ماڈو کا چہرہ چمک اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہ پیغام کلب تک پہنچا دوں گا اور پھر وہاں سے یہ پیغام پاکیشیائیوں تک پہنچ جائے گا۔ اب مجھے اجازت۔ اب میں کل رات واپس آؤں گا"...... ماڈو نے کہا اور مڑ کر واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ ڈاکٹر احسان دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت گلاسٹون کالونی کی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ اس کوٹھی کے باہر برائے فروخت کا بورڈ لگا ہوا تھا عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے کمرے میں موجود تھا۔ کرنل سمتھ اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

بلیک ایجنسی کے جو ارکان ہیڈکوارٹر سے باہر تھے وہ ہیڈکوارٹر کے بغیر زیادہ مؤثر ثابت نہ ہو سکتے تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھی یہ بھی جانتے تھے کہ بلیک ایجنسی کا کوئی دوسرا اور بڑا گروپ چند گھنٹوں میں یہاں پہنچ سکتا ہے اور پھر پورے پرانک کو گھیرا بھی جا سکتا ہے۔ انہوں نے جو میک اپ کئے ہوئے تھے وہ کسی بھی جدید سے جدید میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتے تھے لیکن بہرحال وہ ایک گروپ کی شکل میں تھے اور ان پر شک تو کیا جا سکتا تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھی چاہتے تھے کہ کسی طرح وہ اسی

سٹی میں داخل ہو جائیں۔ گو انہوں نے ولنگٹن سے چلتے ہوئے چپس
اپنے جسموں میں نصب کر لی تھیں اس لئے وہ ریز کی وجہ سے بے
ہوش اور ہلاک تو نہیں ہو سکتے تھے لیکن ان چپس کو کمپیوٹر پر مانیٹر تو
کیا جا سکتا تھا اور ایسا ہوتے ہی وہ بھیگے چوہوں کی طرح مارے جا
سکتے تھے۔

''رات کے آخری پہر ہی کام ہو سکتا ہے۔ رات کے آخری
پہر''...... خاموش بیٹھے عمران نے اچانک بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ رات کے آخری پہر کو ای سٹی
میں داخل ہوں گے لیکن اس کی وجہ''...... صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ای سٹی میں داخلے کا کوئی نہ کوئی محفوظ راستہ
ضرور ہو گا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اس قدر سائنسی انتظامات کئے
جائیں اور ان میں کوئی خامی نہ ہو اس لئے میں کوئی اندھا دھند
اقدام کرنے کی بجائے خوب سوچ سمجھ کر قدم آگے بڑھانا چاہتا
ہوں کیونکہ یہ ای سٹی ہے۔ الیکٹرونکس سٹی۔ مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ
سٹی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا
اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تم یہاں بیٹھے سوچتے ہی رہو گے۔ میری بات مانو تو ابھی اس
کے گیٹ پر میزائل مار کر اسے تباہ کر کے اندر داخل ہوتے ہیں۔
پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار

ہنس پڑا۔

''جو ہو گا اسے دیکھنے کے لئے ہم نہیں رہیں گے''...... عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ لیبارٹری کے لئے کنٹرو سسٹم ہوں گے۔ تازہ
ہوا باہر سے کھینچنے اور زہریلی ہوا باہر نکالنے کے لئے راستے ہوں
گے۔ ان کے بارے میں سوچیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ای سٹی۔ خاصے وسیع ایریا میں پھیلا ہوا ہے اور دو بڑی
لیبارٹریاں تقریباً درمیان میں ہیں اور لازماً کنٹرو میں بھی اور تازہ اور
زہریلی ہواؤں کے راستوں میں بھی سائنسی آلات موجود ہوں
گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس کا کنٹرولنگ روم کہاں ہو گا عمران صاحب''...... صالحہ نے
کہا۔

''سوبرز جس نے چپس لا کر دی تھیں وہ ای سٹی میں چار سال
تک کام کرتا رہا تھا اس لئے میں نے اس سے پوری تفصیل معلوم
کی تھی اور اس کی مدد سے ایک نقشہ بھی بنایا تھا''...... عمران نے کہا
اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا
اور اسے کھول کر سامنے میز پر رکھ دیا۔ سب ساتھی اس پر جھک گئے
اور عمران نے انہیں تفصیل بتانا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر
بھی واپس آ گیا اور خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کنٹرول روم کہاں ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ بلڈنگ ہے جو ان دو لیبارٹریوں سے ہٹ کر رہے۔ اس
میں ایک بلند ٹاور موجود ہے جہاں سے ریز پورے ای سٹی میں
پھیلائی جاتی ہیں"...... عمران نے کاغذ پر بنے ہوئے نقشے پر ایک
جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اگر اس ٹاور کو اڑا دیا جائے تو سب کچھ آف نہیں ہو جائے
گا"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"ہاں یقیناً۔ لیکن کس طرح۔ ان ریز کی وجہ سے نہ کوئی میزائل
وہاں کام کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بارودی بم یا کوئی اور ڈیوائس۔
جب تک ان ریز کو آف نہ کیا جائے تب تک ٹاور کسی طرح بھی
تباہ نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جس سرنگ کے ذریعے چپس منگوائی گئی ہیں
کرنل سمتھ کے مطابق اسے بند کر دیا گیا ہے اور لازماً اس میں
ملوث افراد کو بھی ٹریس کر کے ہلاک کر دیا گیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل
نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ایسی صرف ایک ہی سرنگ ہو گی اور بھی تو ہو سکتی ہیں"۔
کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی اگر ایسی کوئی سرنگ مل جائے تو ہم اندر داخل
ہو کر پہلے اس کنٹرول روم والی عمارت پر دھاوا بول دیں۔ تب ہی
بات آگے بڑھ سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ایک خیال کے

تے ہی اس نے رسیور اٹھایا۔ اس میں ٹون موجود تھی کیونکہ
ریمیا میں فرنشڈ گھر فروخت کئے جاتے تھے اس لئے یہاں نہ
رف مکمل فرنیچر اور دوسری ضروریات موجود تھیں بلکہ ہر کوٹھی میں
ن بھی موجود تھا۔ عمران نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
ے چونکہ پرائک سے ڈگٹن کے رابطہ نمبر معلوم تھے اس لئے اسے
ائری سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔

"سٹاگ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈیفسن سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈیفسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

"پرنس مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ فرمائیں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"جس آدمی سوبرز کے ذریعے تم نے چپس منگوائی تھیں اس
آدمی سے فون پر بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو پرائک گیا ہوا ہے۔ وہاں کسی کی ڈیتھ کے سلسلے میں گیا
ہے"...... ڈیفسن نے کہا۔

"کیا پرائک میں اس کا نمبر معلوم ہو سکتا ہے"...... عمران نے
کہا۔

"ہاں۔ ایک منٹ ہولڈ کریں۔ وہ جاتے ہوئے مجھے نمبر دے

گیا تھا۔ میں تلاش کرتا ہوں"...... ڈیفسن نے کہا اور پھر رسیور ا
طرف رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی لائن
خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈیفسن کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

"تھینک یو"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون
آنے پر اس نے ڈیفسن کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ سادہ
اور عام سا تھا۔

"مسٹر سوبرز ہوں گے یہاں جو ڈنگٹن سے آئے ہیں۔ انہیں بتا
دیں کہ پرنس مائیکل ان سے بات کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے
کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سوبرز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سوبرز کی آواز
سنائی دی۔

"مسٹر سوبرز۔ میں پرنس مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے
کہا۔

"آپ ڈنگٹن سے بول رہے ہیں۔ یہاں کا نمبر کس نے دیا ہے
آپ کو"...... سوبرز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پرانک میں ہوں اور میں نے ڈنگٹن ڈیفسن کو فون کیا تھا۔
نے بتایا ہے کہ تم یہاں کسی ڈیتھ کے سلسلے میں آئے ہوئے
اور تمہارا نمبر بھی دیا جس پر اب بات ہو رہی ہے"...... عمران
اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے"...... سوبرز نے کہا۔

"کیا تم ہمارے لئے کسی ایسی رہائش گاہ کا بندوبست کر سکتے ہو
میں ہمیں دو کاریں اور دیگر ضرورت کا سامان مل جائے۔
وضہ تمہیں علیحدہ دیا جائے گا اور یہ کام میں تمہارے ذمے اس
لگا رہا ہوں کہ تم بااعتماد آدمی ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ مجھے اس قابل سمجھتے ہیں
اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں یہ عرض کروں کہ میری یہاں
کوئی حیثیت نہیں ہے کہ مجھے کوئی رہائش گاہ مع کاریں وغیرہ مل
یں۔ البتہ میں آپ کو رئیل اسٹیٹ ڈیلرز کے فون نمبرز معلوم کر
کے بتا سکتا ہوں"...... سوبرز نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"یہی تمہاری سچائی ہے جو تم پر مزید اعتماد پیدا کرتی ہے۔ ایک
کام تو کر سکتے ہو کہ تم گلاسٹون کالونی آ جاؤ۔ ہم وہاں ایک کوٹھی
نمبر چھ سو پچاس سیکنڈ لین میں موجود ہیں۔ اس پر برائے فروخت کا
بورڈ لگا ہوا ہے لیکن ہم اندر موجود ہیں۔ تمہیں تمہارا معاوضہ مل
جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے ملنے کا موقع

دے دیا۔ میں آپ سے ایک خاص بات بھی کرنا چاہتا تھا جو
ویسے فون پر نہ کرنا چاہتا تھا"...... سوبرز نے جواب دیتے ہو
کہا۔

"تم آ جاؤ۔ پھر باتیں ہوں گی"...... عمران نے کہا اور ر
رکھ دیا۔

"آپ رہائش گاہ کیوں لینا چاہتے تھے عمران صاحب"۔ صف
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک تو اس لئے کہ ہمیں کاروں کی ضرورت پڑے گی ا
کاریں اگر رہائش گاہ سمیت مل جائیں تو وہ زیادہ محفوظ سمجھی جا
ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہمیں ڈاکٹر احسان کو بھی وہاں سے نکالنا ہے ا
پھر ان کا میک اپ کر کے انہیں ونگٹن لے جانا ہے تاکہ وہ
پاکیشیائی سفارت خانے کے حوالے کیا جا سکے۔ اس کے لئے ہم
ہمیں رہائش گاہ کی ضرورت ہو گی اور ساتھ ہی دوسرے سامان کی
بھی"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی بات تو ٹھیک ہے۔ پھر آپ رئیل اسٹیٹ والو
سے بات کریں"...... صفدر نے کہا۔

"بلیک ایجنسی کے چند لوگ یہاں موجود ہیں لامحالہ وہ ا
ساتھیوں کے اس قتل عام کے بعد پاگل کتوں کی طرح ہمیں تلا
کر رہے ہوں گے اور یہ اتنا بڑا شہر نہیں ہے۔ یہاں مشکوک افرا
آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب د

ہوئے کہا۔

"آپ نے اس سوبرز کو یہاں کیوں بلایا ہے عمران صاحب"۔
کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایک تو اس لئے کہ میں اس نقشے میں اس کی مزید معاونت
چاہتا ہوں۔ دوسرا اس لئے کہ اسے فرنٹ پر کر کے ہم کوئی کوٹھی
خرید سکتے ہیں اور اس کے نام سے کوئی بڑی کار بھی"...... عمران
نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے
بعد انہیں کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"صفدر جاؤ۔ یقیناً سوبرز ہو گا۔ اسے لے آؤ ورنہ باہر برائے
فروخت کا بورڈ دیکھ کر اور کوئی کال بیل نہیں دبا سکتا"...... عمران
نے کہا تو صفدر اٹھا اور سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

"آپ سب دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔ میں اور صفدر
یہاں سوبرز سے بات کریں گے۔ وہ بہرحال یہاں کا آدمی ہے
اس لئے ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہئے"...... عمران نے کہا تو
سب نے اثبات میں سر ہلائے اور اٹھ کر اندرونی دروازے کی
طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کمرے کا بیرونی دروازہ کھلا اور
سوبرز اور اس کے پیچھے صفدر اندر داخل ہوا۔ عمران نے اٹھ کر سوبرز
کا استقبال کیا۔ صفدر حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔
شاید وہ اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ جب وہ باہر گیا تھا تو اس

کے سب ساتھی یہاں موجود تھے لیکن اب ان میں سے کوئی نظر نہیں
آ رہا تھا لیکن سوبرز کی وہاں موجودگی کی وجہ سے اس نے کوئی بات
نہ کی اور عمران کا اشارہ پا کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بیٹھو سوبرز"...... عمران نے کہا اور پھر سوبرز کے بیٹھنے کے بعد
اس نے نقشے والا کاغذ کھول کر سامنے موجود میز پر رکھ دیا۔

"یہ تو وہی نقشہ ہے پرنس مائیکل جو آپ نے میرے بتانے پر
بنایا تھا"...... سوبرز نے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ہے اور میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے
کہ اس میں مجھے تمہاری مزید معاونت چاہئے لیکن یہ تو ہوتی رہے
گی تم کہہ رہے تھے کہ تم مجھے کوئی خاص بات بتانا چاہتے ہو جو تم
فون پر نہیں بتا سکتے"...... عمران نے کہا۔

"پرنس مائیکل۔ آپ نے چپس منگوائی تھیں اور یہ چپس اسی سٹی
میں کام کرنے والے ایک ٹیکنیشن بریڈی کے ذریعے مجھ تک پہنچی
تھیں۔ ان چپس کو حاصل کرنے میں معاونت بریڈی کے ایک
دوست مرفی نے کی تھی۔ یہ مرفی پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان
کا اسٹنٹ تھا۔ اس نے ڈاکٹر احسان کو بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ
یہاں موجود ہیں۔ ڈاکٹر احسان نے یہ بات چیف سیکورٹی آفیسر
کرنل گیری کو بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ بات انہیں مرفی نے
بتائی ہے جس پر کرنل گیری نے مرفی کو بلا کر اسے برا بھلا کہا اور
تھپڑ مارے اور بے عزت کیا جس پر مرفی نے انتقام لینے کی خاطر

بریڈی کی مدد کرنے کا وعدہ کر لیا اور پھر ڈاکٹر احسان کو بھی اس
نے ان چپس کے حصول پر آمادہ کر لیا۔ بہرحال وہ چپس مرفی اور
بریڈی کے ذریعے مجھے تک پہنچیں اور وہ میں نے آپ تک پہنچا
دیں لیکن ادھر کرنل گیری کو جب ان چپس کے غائب ہونے کا علم
ہوا تو اس نے مرفی اور بریڈی کو ٹریس کر لیا اور پھر ان دونوں کو
گولیوں سے اڑا دیا۔ مرفی کی جگہ اب ایک اور آدمی ماڈو، ڈاکٹر
احسان کے اسٹنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ ماڈو اس بریڈی
کا گہرا دوست ہے۔ اس نے کرنل گیری کی منت سماجت کی کہ
بریڈی کو موت کی سزا نہ دی جائے لیکن کرنل گیری نے اس کی
بات نہ مانی اور ماڈو کے سامنے بریڈی کو گولیاں مار دیں جس سے
ماڈو کے دل میں کرنل گیری کے خلاف انتقام کا شعلہ بھڑک اٹھا"۔
سوبرز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہانی لے بیٹھے ہو۔ مختصر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"۔
عمران نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو پس منظر بتا رہا تھا۔ بہرحال اصل بات یہ ہے کہ
ڈاکٹر احسان نے ماڈو کو بتایا کہ لیبارٹری کے اندر براہ راست پہنچ
جانے کا ایک راستہ موجود ہے۔ ماڈو نے مجھے بتایا اور منت کی کہ
میں ڈنگٹن جا کر آپ کو تلاش کر کے یہ راستہ بتا دوں تاکہ آپ اس
راستے سے اندر جا کر ڈاکٹر احسان کو لے اڑیں۔ اس پر یقیناً کرنل
گیری کو بھی حکومت موت کی سزا دے گی اور ماڈو کا انتقام پورا ہو

جائے گا۔ میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو کیسے تلاش کروں کہ خوش قسمتی
سے آپ کا فون آ گیا''...... سوبرز نے ایک بار پھر مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔ وہ شاید مسلسل بولنے کا عادی تھا۔

''تمہاری اس ماڈو سے ملاقات کیسے ہوئی جبکہ وہ سرنگ بھی
بلاک کر دی گئی ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اس انداز میں
سر ہلایا جیسے وہ عمران کی ذہانت کی داد دے رہا ہو۔

''ماڈو کا تعلق سیکورٹی سے ہے اور ڈاکٹر احسان کے پاس اسے
بھیجا بھی اسی لئے گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر احسان کی خفیہ نگرانی کرے۔
اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ماہ بعد کرنل گیری کی خصوصی شراب کا
کوٹہ لینے پرانک آتا ہے اور پھر اتفاقاً اس کی مجھ سے ملاقات ہو
گئی۔ شراب کی تیاری میں ابھی ایک روز باقی تھا اس لئے وہ یہاں
رکنے کی بجائے واپس چلا گیا اور ڈاکٹر احسان سے بات کر کے وہ
دوبارہ پرانک آ گیا اور اس نے یہ ساری بات مجھے بتا دی۔ اس کا
مقصد صرف کرنل گیری سے اپنے دوست برینڈی کی ہلاکت کا
انتقام لینا ہے''...... سوبرز نے ایک بار پھر لمبی بات کرتے ہوئے
کہا۔

''کون سا راستہ''...... عمران نے اس بار دلچسپی لینے والے لہجے
میں کہا۔

''ڈاکٹر احسان کو وہاں کے کسی ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ تازہ ہوا
کے حصول کے لئے زمین کے اندر بڑا سا پائپ ڈال کر وہاں اس

کے دہانے پر سکنگ مشین نصب کی گئی ہے تاکہ تازہ ہوا اور خالص
آکسیجن لیبارٹری تک پہنچتی رہے۔ اس سکنگ مشین کو اگر کسی طرح
ہٹا دیا جائے تو اس بڑی پائپ لائن کے ذریعے آدمی براہ راست
لیبارٹری کے اندر پہنچ سکتا ہے''...... سوبرز نے کہا تو عمران کی
آنکھیں چمک اٹھیں۔

''کہاں ہے وہ پائپ۔ اسے کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے''۔ عمران
نے کہا۔

''میں آپ کو صرف وہ لیبارٹری دکھا سکتا ہوں اور بس۔ باقی
اس پائپ کو تلاش کرنا آپ کا کام ہے''...... سوبرز نے کہا۔

''مجھے بتاؤ کہ ان دونوں لیبارٹریوں میں سے ڈاکٹر احسان کس
لیبارٹری میں ہیں اور پائپ کی سمت کس طرف ہے''...... عمران نے
نقشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ہے وہ لیبارٹری جس میں ڈاکٹر احسان موجود ہیں۔ یہ
میزائل لیبارٹری ہے جبکہ دوسری لیبارٹری میزائل سے ہٹ کر دیگر
فارمولوں پر کام کرنے کیلئے بنائی گئی ہے''...... سوبرز نے ایک
عمارت پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور عمران جھک کر اسے دیکھنے لگا۔

''میرا خیال ہے کہ شمالی طرف کچھ فاصلے پر بیرونی دیوار ہے
اور اس کے بعد دور دور تک ریت کے ٹیلے ہیں اس لئے پائپ
ادھر ہی ہوگا''...... سوبرز نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اگر پائپ ہے تو یہیں ہو سکتا

ہے"..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پائپ کو ریت کے اندر کیسے تلاش کیا جا سکے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"تمہارا شکریہ سوبرز۔ تم نے ایک اہم بات کی ہے"..... عمران نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوبرز سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے بیس نوٹ نکال کر سوبرز کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ لو۔ یہ تمہارا انعام"..... عمران نے کہا تو سوبرز کا چہرہ مسرت کی شدت سے کھل اٹھا۔

"بے حد شکریہ جناب۔ آپ واقعی سخی دل کے مالک ہیں"۔ سوبرز نے جلدی سے نوٹوں کو اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو تھا تمہارا انعام۔ اب دو کام تمہیں اور کرنے ہیں جن کا معاوضہ تمہیں علیحدہ ملے گا"..... عمران نے کہا۔

"آپ حکم دیں جناب"..... سوبرز نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں ایک ایسی بڑی جیپ چاہئے جو ریت پر آسانی سے چل سکے۔ دوسرا ہمیں یہ کوٹھی خریدنی ہے۔ جیپ کا معاوضہ بھی تمہیں ملے گا اور کوٹھی کی قیمت بھی۔ تم یہ دونوں اپنے نام کرا لینا۔ ہمارے جانے کے بعد تم ان دونوں کے مالک بن جاؤ گے"..... عمران نے

کہا تو سوبرز کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کوٹھی اور جیپ دونوں کی قیمت آپ دیں گے اور میں انہیں اپنے نام کرا لوں اور آپ کے جانے کے بعد میں مالک بن جاؤں۔ کیا واقعی آپ نے یہی بات کی ہے"..... سوبرز نے پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور یہی تمہارا انعام ہو گا۔ تم جا کر معلوم کرو کہ ایسی جیپ کتنے میں مل سکتی ہے اور اس کوٹھی کے باہر جو بورڈ موجود ہے اس پر فون نمبر موجود ہے۔ یہاں سے فون کر کے معلوم کرو کہ کوٹھی کی کیا قیمت ہے تاکہ تمہیں یہ ساری رقم دی جا سکے اور تم یہ دونوں کام مکمل کرا سکو"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"قیمت میں ابھی فون کر کے معلوم کر سکتا تھا لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اپنا نام بتاؤ گے اور پھر خریدنے خود جاؤ گے تو کسی کو شک نہیں پڑے گا"..... عمران نے نمبر پریس کرتے ہوئے کہا اور سوبرز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کیا اور رسیور سوبرز کی طرف بڑھا دیا۔ سوبرز نے کال ملنے پر اپنا نام بتایا اور پھر کوٹھی کے بارے میں کہا اور اسے فوری خریدنے کی خواہش کا اظہار کر کے اس کی قیمت معلوم کر لی۔ تھوڑی سی بحث کے بعد وہ خاصی رقم کم کرانے میں بھی کامیاب ہو گیا اور پھر اپنے آنے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا

اور انکوائری کے نمبر پریس کر کے اس نے انکوائری آپریٹر سے
جیپوں اور کاروں کے کسی ڈیلر کا نمبر معلوم کر کے ان سے سوبرز کی
آواز اور لہجے میں بات کی اور پھر قیمت معلوم کر کے اس نے
رسیور رکھ دیا۔
"یہ۔ یہ آپ نے میری آواز اور لہجے کی نقل کیسے کر لی"۔
سوبرز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"یہ معمولی کام ہے۔ تم اسے چھوڑو اور اصل کام کرو۔ میں
تمہیں رقم دے دیتا ہوں۔ تم یہ کوٹھی خرید لو اور جیپ بھی"۔ عمران
نے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک دیوار کے ساتھ کھڑی الماری کو
کھولا۔ اس میں پڑے ایک بیگ کی زپ کھول کر اس نے بڑی
مالیت کے نوٹوں کی دس بڑی گڈیاں نکالیں اور یہ گڈیاں لا کر اس
نے سوبرز کے سامنے رکھ دیں۔
"یہ لے جاؤ اور جیپ لے کر ہی واپس آنا اور کوٹھی کے
کاغذات بھی"...... عمران نے کہا تو سوبرز نے جلدی سے ایک ایک
کر کے تمام گڈیاں اٹھا کر اپنے کوٹ کی جیبوں میں ٹھونسیں اور پھر
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر اٹھ کر اس کے پیچھے چلا
گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔
"عمران صاحب۔ اتنی بڑی رقم دیکھ کر یہ آدمی بے ایمان تو
نہیں ہو جائے گا"...... صفدر نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

"دونوں چیزیں اس کی ملکیت ہوں گی اس لئے وہ بے ایمانی
کر کے اپنا نقصان نہیں کرے گا۔ یہی کوٹھی بعد میں فروخت کرنے
پر بڑا منافع کما سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
"عمران صاحب۔ اس پائپ میں انہوں نے یقیناً تمام تر
سائنسی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے اور اسے ٹریس کیسے کیا
جائے گا۔ وہ اب ریت کے اوپر تو پائپ رکھنے سے رہے"۔ صفدر
نے کہا۔
"ہمیں دوبارہ ونگٹن جانا ہو گا۔ وہاں سے ایسی مشینری خرید کر
لانی ہو گی جو ریت کے اندر ہوا کے دباؤ کو چیک کر سکے۔ اس
طرح آسانی سے اس پائپ کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ پھر وہاں سے
ایسا کٹر بھی لانا ہو گا جس سے اس پائپ کو اس حد تک کاٹا جا سکے
کہ ہم اس کے اندر داخل ہو سکیں"...... عمران نے کہا۔
"لیکن وہ سائنسی انتظامات"...... صفدر نے کہا۔
"سکنگ مشین پائپ کے آخری حصے پر نصب کی جاتی ہے جو
ریت میں سے ہوا کو سک کر کے آگے دھکیلتی ہے اور عام طور پر
ذہن میں صرف یہی بات آ سکتی ہے کہ اس آخری سرے کو اس
طرح بلاک کر دیا جائے کہ کوئی اندر داخل نہ ہو سکے اور یہاں بھی
ایسا ہی کیا گیا ہو گا لیکن ہم اسی سٹی کی دیوار کے قریب پائپ میں
سوراخ کر کے اندر اتر جائیں گے اور پائپ کے اندر ہونے کی وجہ
سے ریز ہمیں چیک بھی نہ کر سکیں گی اور ہم مانیٹر بھی نہ ہو سکیں

گے۔ دوسری بات یہ کہ اس طرح ہم براہ راست لیبارٹری میں
داخل ہو جائیں گے اور لیبارٹری کے اندر کوئی حفاظتی انتظام نہیں ہو
گا۔ تمام حفاظتی انتظامات کھلی اور اوپن جگہوں پر ہوں گے جبکہ ہم
ڈاکٹر احسان کو اس پائپ کے ذریعے ہی آسانی سے باہر نکال لیں
گے اور جب تک کسی کو اس پائپ کا پتہ چلے گا ہم واپس کوٹھی پہنچ
چکے ہوں گے اور پھر لیبارٹری دھماکے سے اڑا دی جائے گی"۔
عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل گیری اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے کیپٹن
براؤن کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے یہ اطلاع تو مل گئی تھی کہ
کیپٹن براؤن پرانک جا کر جب واپس آیا تو کار میں ایک بے
ہوش آدمی بھی موجود تھا جسے آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا ہے اور
اب وہاں اس کے جسم میں چپ نصب کی جا رہی ہے تاکہ وہ ہوش
میں آ سکے۔ کرنل گیری دل ہی دل میں دعا بھی کر رہا تھا کہ سویرز
سے اسے ایسی معلومات مل جائیں جن کی مدد سے وہ ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کا خاتمہ کرا سکے۔ اس طرح اسے یقیناً ای سٹی کے چیف
سیکورٹی آفیسر سے اونچا کوئی عہدہ مل سکتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ اسے کرنل سمتھ کی جگہ سپر سیکشن کا انچارج بنا دیا جائے کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ حکومت ایکریمیا کے
کے لئے بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد انٹرکام کی گھنٹی بج

اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں۔ اسے چپ لگا دی گئی ہے اور وہ ہوش میں آ چکا ہے۔ اب وہ بلیک روم میں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا موجود ہے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"کیسے اسے پکڑا تم نے۔ کیا تفصیل ہے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"زیادہ لمبا کام درپیش نہیں آیا جناب۔ میں ہیری کے گھر گیا جہاں قریب ہی سوبرز کے رشتہ داروں کا گھر تھا۔ ہیری کو میں نے معاوضہ دیا اور پھر ہیری جا کر سوبرز کو بلا لایا۔ میں نے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا اور کار میں ڈال کر ای سٹی میں لے آیا۔ پھر آپریشن روم میں اس کے بازو میں چپ لگائی گئی اور اسے ہوش میں لایا گیا۔ اس کے بعد اسے بلیک روم میں لا کر راڈز میں جکڑ دیا گیا"...... کیپٹن براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بلیک روم انچارج جوہن موجود ہے"...... کرنل گیری نے پوچھا۔

"یس سر"...... کیپٹن براؤن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"...... کرنل گیری نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہو رہا تھا۔ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے اسے ٹارچنگ

روم کے طور پر تیار کیا گیا تھا تاکہ کسی بھی آدمی کو یہاں لا کر اس سے جبراً معلومات حاصل کی جا سکیں۔ اس کمرے میں دیوار کے ساتھ چار راڈز والی کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کے گرد راڈز موجود تھے۔ وہ ہوش میں تھا اور اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات جیسے ثبت نظر آ رہے تھے۔ کمرے میں ایک لمبے قد اور دیو جیسے چوڑے جسم کا مالک آدمی بھی موجود تھا۔ اس کی بیلٹ کی ایک سائیڈ پر لپٹا ہوا کوڑا اور دوسری طرف خنجر اور پسٹل ہولسٹرز میں موجود تھے۔ یہ جوہن تھا۔ بلیک روم کا انچارج۔ وہ خاصا سخت دل اور سفاک طبیعت آدمی تھا اس لئے اسے مستقل طور پر بلیک روم کا انچارج بنا دیا گیا تھا۔ کیپٹن براؤن بھی بلیک روم میں موجود تھا۔ کرنل گیری کے اندر داخل ہوتے ہی دونوں نے کرنل گیری کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ راڈز والی کرسیوں سے خاصے فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں۔ کرنل گیری ایک کرسی کی طرف بڑھا۔ اس کی نظریں راڈز میں جکڑے ہوئے سوبرز پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم بھی بیٹھو کیپٹن"...... کرنل گیری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کیپٹن براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر"...... کیپٹن براؤن نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کے بیٹھنے کا انداز مؤدبانہ تھا جبکہ جوہن کرنل گیری کی سائیڈ پر پیر پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا نام سوبرز ہے اور تم یہاں لیبارٹری میں چار سال کام کرتے رہے ہو"...... کرنل گیری نے سوبرز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔ میں نے کیا قصور کیا ہے جو تم لوگوں نے مجھے اس انداز میں جکڑ رکھا ہے"...... سوبرز نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تم نے ایکریمیا کے مفادات سے غداری کی ہے اور تمہیں اس کی بھیانک سزا مل سکتی ہے بشرطیکہ تم سب کچھ سچ بتا دو تو تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے"...... کرنل گیری نے کہا۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گا۔ لیکن تم نے کچھ پوچھنا تھا تو میرے گھر آ کر مجھ سے پوچھ لیتے"...... سوبرز کا لہجہ اس بار قدرے سخت تھا اور کرنل گیری کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم شاید اس سب کچھ کو کوئی فلمی سین سمجھ رہے ہو جو اس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو"...... کرنل گیری نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور پھر جوہن کی طرف متوجہ ہوا۔

"یس سر"...... جوہن نے فوراً جھٹکا کھا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے بتاؤ کہ یہ سب ڈرامہ نہیں بلکہ حقیقت ہے"...... کرنل گیری نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... جوہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

پلاسٹک سے لپٹا ہوا کوڑا علیحدہ کیا اور دوسرے لمحے کمرہ شڑاپ کی بھیانک آواز سے گونج اٹھا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ رک جاؤ"۔ سوبرز نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو کرنل گیری نے ہاتھ اٹھا کر جوہن کو مزید آگے بڑھنے سے روک دیا اور جوہن بجائے آگے بڑھنے کے یکدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو جیپ خرید کر دی اور کسی کو اطلاع تک نہیں دی۔ بولو کیوں"...... کرنل گیری نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ وہ کون ہیں۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا البتہ ایکریمین سیاحوں کی خدمت کی ہے۔ انہوں نے مجھے معاوضہ دیا تھا"...... سوبرز نے کہا۔

"سنو۔ مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔ میرا نام کرنل گیری ہے اور میں اسی سٹی کا چیف سیکورٹی آفیسر ہوں۔ سب کچھ بتا دو۔ ورنہ"۔ کرنل گیری نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ وہ سیاح تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ جیپ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن سیاحوں کو جیپ وغیرہ فروخت نہیں کی جاتی اس لئے میں اپنے نام سے جیپ لے کر انہیں دے دوں۔ وہ جیپ کی قیمت کے علاوہ مجھے معاوضہ بھی دیں گے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا"...... سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوہن"...... کرنل گیری نے کہا تو شڑاپ کی تیز آواز کے

ساتھ ہی کمرہ سوبرز کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا
جوہن نے بجلی کی سی تیزی سے قدم آگے بڑھا کر پوری قوت سے
کوڑا مار دیا تھا اور سوبرز کے چہرے پر سرخ لکیری پڑ گئی جبکہ اس
کا لباس بھی ایک ہی ضرب سے ادھڑ سا گیا تھا۔ راڈز میں جکڑا ہوا
سوبرز اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم پر زخم ڈال
کر ان پر نمک چھڑک دیا گیا تھا۔ وہ مسلسل کراہ اور چیخ رہا تھا۔
"میں نہیں چاہتا کہ تم پر کوڑوں کی بارش کی جائے اور پھر خنجر کی
مدد سے تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں اس لئے سچ بولو۔
سب کچھ بتا دو ورنہ جوہن کا ہاتھ نہیں رکے گا"...... کرنل گیری نے
کہا۔
"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں بے گناہ ہوں"...... سوبرز
نے چیختے ہوئے کہا۔
"جوہن"...... کرنل گیری نے کہا تو کمرہ شڑاپ شڑاپ کی آوازوں
کے ساتھ ہی سوبرز کی دردناک چیخوں سے گونجنے لگا لیکن جلد ہی
اس کی گردن ڈھلک گئی تو کرنل گیری نے ہاتھ اٹھا کر جوہن کو
روک دیا۔ جوہن تیزی سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سوبرز کافی دیر
تک چیختا اور کراہتا رہا۔
"اب ان زخموں پر نمک چھڑکا جائے یا سرخ مرچیں۔ یہ
دونوں یہاں موجود ہیں"...... کرنل گیری نے کہا۔
"مم۔ مم۔ مجھ پر ظلم مت کرو۔ پلیز۔ میں سب کچھ بتا

وں۔ سب کچھ"...... سوبرز نے بری طرح روتے ہوئے کہا اور پھر
کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح بجنے لگا۔ اس نے پہلے تو یہ تفصیل بتائی
کہ اس نے کس طرح بریڈی کے ذریعے چپس یہاں سے نکالیں
اور انہیں ونگٹن میں پاکیشیائی ایجنٹوں جن کا لیڈر پرنس مائیکل ہے، کو
دے دیں اور پھر اس نے یہاں کی پوری تفصیل بتا دی اور یہ بھی
کہ اس نے کوٹھی بھی انہیں لے کر دی اور جیپ بھی اور کس طرح
اسے اطلاع ملی تھی کہ ریت سے ہوا حاصل کر کے اسے کس طرح
لیبارٹری میں پہنچایا جاتا ہے اور پرنس مائیکل نے اس کی مدد سے
نقشہ بنایا اور انہوں نے اس پائپ کے ذریعے اندر آنا ہے۔ اس
نے رکے بغیر پوری تفصیل خود ہی بتا دی۔
"اب کہاں ہیں یہ لوگ"...... کرنل گیری نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔
"مجھے انہوں نے کہا کہ وہ یہاں سے لوسٹاوہ جائیں گے اور
وہاں سے ڈومیسٹک فلائٹ پر ونگٹن اور پھر ونگٹن سے فلائٹ کے
ذریعے وہ لوسٹاوہ اور پھر وہاں سے جیپ کے ذریعے پرانک واپس
آئیں گے۔ پرنس مائیکل نے بتایا تھا کہ اسے دو تین روز لگ
جائیں گے"...... سوبرز نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔
"وہ کیوں واپس گئے ہیں"...... کرنل گیری نے الجھے ہوئے لہجے
میں کہا۔
"مجھے انہوں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ ونگٹن جا رہے ہیں اور

پھر وہ واپس آئیں گے"...... سوبرز نے جواب دیا۔

"تم نے بتایا ہے کہ تمہیں ہوا کھینچنے والے پائپ کے بارے میں معلوم ہوا اور تم نے یہ بات ان تک پہنچا دی۔ تمہیں کس نے بتایا تھا"...... کرنل گیری نے کہا۔

"میں خود یہاں چار سال تک کام کرتا رہا ہوں۔ مجھے ذاتی طور پر اس بات کا علم تھا"...... سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اس بات پر ان کا کیا ردعمل تھا"...... کرنل گیری نے پوچھا۔

"انہوں نے پہلے پہل تو اس میں دلچسپی لی لیکن پھر ان کی دلچسپی ختم ہو گئی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس پائپ میں بھی سائنسی آلات نصب کئے گئے ہوں گے"...... سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پرنس مائیکل کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ"...... کرنل گیری نے کہا تو سوبرز نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اب اسے آف کر دو۔ اس نے بہرحال ایکریمیا کے مفادات سے غداری کی ہے"...... کرنل گیری نے اٹھتے ہوئے کیپٹن براؤن سے کہا۔

"سر۔ یہ ہمیں کام دے سکتا ہے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"وہ کیسے"...... کرنل گیری بیرونی دروازے کی طرف مڑتے مڑتے رک گیا۔

"مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے لئے سب کچھ کروں گا"۔ سوبرز نے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا آؤ۔ جوہن۔ اس کا خیال رکھنا"...... کرنل گیری نے پہلے کیپٹن براؤن اور پھر جوہن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرنل گیری اور کیپٹن براؤن بلیک روم سے باہر آ گئے۔ ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

"ہاں۔ اب بولو۔ کیا کہہ رہے تھے تم"...... کرنل گیری نے کیپٹن براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف۔ اس سوبرز کو ہلاک کر دینے کے بعد تو اس سے کوئی کام نہ لیا جا سکے گا جبکہ اگر اسے چارے کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس کے ذریعے ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کو آسانی سے ہلاک کر سکتے ہیں"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"کیسے"...... کرنل گیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ ہم اسے اس شرط پر زندہ چھوڑ دیتے ہیں کہ جیسے ہی پاکیشیائی ایجنٹ اسے ملیں یا اسے نظر آئیں تو یہ ہمیں اطلاع دے دے۔ ہم اسے کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ہم اسے ہلاک کر دیں گے"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"وہ اب یہاں کا رہنے والا نہیں ہے۔ وہ جس قدر تیزی سے ممکن ہوا ولنگٹن فرار ہو جائے گا اور پھر ہم اسے کبھی تلاش نہ کر سکیں گے۔ اس کے پاس اب پیسے بھی ہیں اور ہم اسے استعمال کرنے کی

بجائے اس کوٹھی کی نگرانی کریں جو اس نے خرید کر انہیں دی ہے۔
یہ لوگ جب بھی واپس آئے تو اسی کوٹھی میں آئیں گے۔ پھر
کوٹھی کو میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے"...... کرنل گیری نے کہا۔
"لیکن چیف۔ ہم تو اسی سٹی سے باہر مستقل طور پر تو نہیں
سکتے۔ کوٹھی کی نگرانی کون کرائے گا"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔
"تم پانچ آدمیوں کو ساتھ لے کر ایک ماہ کے لئے باہر چلے
جاؤ۔ ایک ماہ کے لئے تمہاری چیس بلاک کر دی جائیں گی۔ تم اس
کوٹھی کی نگرانی بھی کرو اور جیپ کو بھی نظروں میں رکھو۔ جیپ جیسے
ہی نظر آئے اور اس میں یہ لوگ موجود ہوں تو اس جیپ کو بھی
میزائلوں سے اڑا دینا۔ اس طرح ہم یقینی طور پر ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کا خاتمہ کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... کرنل
گیری نے کہا۔
"یس سر۔ ویسے بھی اگر ہم ان ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیں تو یقیناً
اعلیٰ حکام آپ کو ٹاپ پوسٹ پر ترقی دے دیں گے"...... کیپٹن
براؤن نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ اور یہ بات طے سمجھو کہ اگر مجھے ترقی ملی تو تم بھی
میرے ساتھ رہو گے"...... کرنل گیری نے مسرت بھرے لہجے میں
کہا تو کیپٹن براؤن کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔
"تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... کیپٹن براؤن
نے کہا۔

"او کے۔ اب تم اپنے ساتھ پانچ افراد اور دو گاڑیاں لے جاؤ۔
ان چیس کو بیرونی طور پر بلاک کرا دینا کیونکہ مکمل بلاکنگ میں چیس
بے کار ہو جائیں گی اور پھر تمہارے لئے نئی چیس کا بندوبست کرنا
پڑے گا"...... کرنل گیری نے کہا۔
"یس سر۔ آپ واقعی دور اندیش ہیں سر"...... کیپٹن براؤن نے
ایک بار پھر خوشامدی لہجے میں کہا۔
"سوپرز کو آف کرا کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈلوا دو"۔
کرنل گیری نے کہا اور تیزی سے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

دور دور تک پھیلے ہوئے ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان دوڑتی ہوئی جیپ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ اور عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے سوبرز کو تو کہا تھا کہ آپ ولنگٹن جا رہے ہیں لیکن آپ چکر کاٹ کر ادھر ریت میں آ گئے۔ اس کی وجہ''...... صفدر نے کہا۔

''بڑی دیر بعد تمہیں یہ خیال آیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تو اسی لئے چپ رہا تھا کہ شاید کوئی شارٹ کٹ آپ نے چیک کر لیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور کیپٹن شکیل کیوں خاموش رہا''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''میرے ذاتی نقطہ نظر سے آپ جو کچھ کرتے ہیں درست کرتے ہیں اس لئے میں نے اس پوائنٹ پر سوچا ہی نہیں''۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''اور تنویر۔ تم کیوں خاموش رہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اس لئے خاموش رہا کہ تم نے کچھ بتانا ہی نہیں تو پھر دماغ سوزی میں فائدہ''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم اس طرف کیوں آئے ہو''...... عمران کے پوچھنے سے پہلے جولیا نے ازخود کہا تو عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں اب بہت کچھ پیشگی معلوم ہو جاتا ہے۔ تمہارے اندر روحانیت کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''روحانیت تو بہت بڑی دولت ہوتی ہے۔ مجھ میں تو صرف یہ انقلاب آیا ہے کہ پہلے میری عقل کام نہیں کرتی تھی اب زیادہ کرنا شروع ہو گئی ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ کیا معلوم ہے تمہیں''...... عمران نے چیلنج کے سے انداز میں کہا۔

''تم مشینری لینے کے لئے ولنگٹن جانا چاہتے تھے لیکن تم نے

سوچا کہ پہلے یہاں کے ماحول کو چیک کر لیا جائے تاکہ ماحول کے
مطابق مشینری خریدی جا سکے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے
اور عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے اسے سخت حیرت ہو
رہی ہو۔

''کمال ہے۔ واقعی آپ نے وہی بات کی ہے جو ہم میں سے
کسی کی سمجھ نہیں آئی تھی اس لئے کہ اتنا طویل عرصہ ساتھ رہنے
کے باوجود ہم ابھی تک عمران صاحب کو سمجھ نہیں سکے جبکہ آپ نے
بڑی آسانی سے انہیں سمجھ لیا ہے لیکن ایک بات میں ضرور کہوں گا
کہ اگر عمران صاحب واقعی اس لئے ان ریت کے ٹیلوں میں جا
رہے ہیں تو وہ حماقت کر رہے ہیں''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''عمران صاحب۔ ظاہر ہے وہ پائپ جس کے بارے میں بتایا
گیا ہے ریت کے اوپر تو نہیں پڑا ہوگا۔ خاصی گہرائی میں ہوگا اور
ریت میں کھدائی نہیں ہو سکتی۔ ریت کو سائیڈوں پر پھیلایا جا سکتا
ہے لیکن ہم خالی ہاتھ ایسا نہیں کر سکتے اس لئے آپ یقیناً اس
پائپ کے آخری سرے کو چیک کریں گے جہاں سے ہوا کھینچی جا
رہی ہوگی لیکن وہاں سکنگ مشین ہوگی اور دیگر سائنسی آلات بھی۔
پھر آپ کیا چیک کرنے جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم واقعی اس پائپ کے ذریعے

ٹری میں داخل ہو جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
فدر سمیت باقی سب ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا بات ہے۔ آپ ہر بار اپنا موقف بدل لیتے ہیں۔ آپ
خود کہا تھا کہ ایسا کرنا محفوظ ہوگا اور صرف مشینری ونگٹن سے
ی ہوگی''...... صفدر نے کہا۔

''یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی کہ ایسا ممکن تو ہو سکتا ہے
ن یہ لوگ احمق نہیں ہیں کہ پوری ای سٹی بنا کر اس میں جانے
لے پائپ کو خالی چھوڑ دیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ وہاں کیوں جا رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صرف یہ دیکھنے کہ یہ پائپ کتنی گہرائی میں رکھا گیا ہے''۔
ران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس سے کیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر
میت سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ یہ کام تو آپ اور جولیا بھی کر سکتے تھے لیکن
آپ پوری ٹیم کو جیپ میں بٹھا کر پہلے پرانک سے باہر نکلے اور پھر
چکر کاٹ کر آپ اس طرف آ گئے۔ کیا ایسا کرنا ضروری تھا''۔
صالحہ نے کہا۔

''تمہاری سوچ میں گہرائی ہے۔ اب میں اصل بات بتا دوں
تاکہ تم سب کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا خاتمہ ہو

سکے۔ میرا خیال ہے کہ سوبرز کے ذریعے ہمیں خصوصی طور پر
پائپ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اس لئے میں نے سوبرز سے
کہا کہ ہم ولنگٹن جا رہے ہیں لیکن اس کی بجائے ہم اس طرف
گئے تاکہ اگر واقعی سوبرز کو استعمال کیا جا رہا ہے تو وہ لوگ مطمئن
رہیں گے کہ ہم چند روز کے بعد واپس آئیں گے اور اس دوران
ہم اس پائپ کا اپنے طور پر جائزہ لیں گے۔ ویسے واپسی کا لفظ
میری ڈکشنری میں نہیں ہے اس لئے ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا
ہے ولنگٹن گئے بغیر"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو یہ جیپ اور ہماری رہائش گاہ دونوں خطرے
میں ہیں۔ ہم تو احمقوں کی طرح مخالفوں کے ہاتھوں مارے جائیں
گے"...... صفدر نے کہا۔

"اسی لئے تو ہم ولنگٹن چلے گئے ہیں تاکہ صورت حال کو چیک
کیا جا سکے۔ ویسے میرا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن بہرحال
ہمیں ذہن میں ہر زاویے کو رکھنا چاہئے"...... عمران نے کہا تو سب
نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے جیپ کو
ایک ٹیلے کے دامن میں روک دیا۔

"آؤ۔ اب اس دہانے کو چیک کریں"...... عمران نے جیپ
سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی ایک
ایک کر کے جیپ سے نیچے اترے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اس ٹی
کے گرد نیلے رنگ کے پتھروں کی بنی ہوئی فصیل نما دیوار وہاں سے

کافی دور تھی۔

"کہاں ہے وہ پائپ"...... صالحہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب پیدل
آگے بڑھنے لگے۔ ایک ٹیلے کو کراس کر کے وہ جیسے ہی دوسرے
ٹیلے پر پہنچے انہیں چند ٹیلوں کے بعد شور سنائی دینے لگا۔ ایسا شور
جیسے تیز ہوا چل رہی ہو لیکن وہاں آندھی یا طوفان کی کوئی حالت
نظر نہ آ رہی تھی۔

"یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سامنے والے دو ٹیلوں کے بعد پائپ کا دہانہ ہے۔ آؤ۔ لیکن
خیال رکھنا۔ وہاں انتہائی طاقتور سکنگ مشین کی وجہ سے ایسی تیز
سرسراہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس سٹی پر مکمل چھت نہیں ہے بلکہ بہت سا
حصہ کھلا ہوا ہے۔ وہاں سے ہوا نہیں کھینچی جا سکتی"...... صالحہ نے
کہا۔

"لیبارٹریوں میں ایسی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو ہر قسم کی
آلودگی سے پاک ہو۔ کھلی جگہ سے ہوا تو کھینچی جا سکے گی لیکن اس
میں ہر قسم کی آلودگی موجود ہو گی جبکہ ریت کی یہ خاصیت ہے کہ وہ
ہر قسم کی آلودگی کو جذب کر لیتی ہے اور خالص اور بغیر آلودگی کے
ہوا لیبارٹری میں پہنچ جاتی ہے اس لئے ریت میں بھی ہوا کھینچنے

والے پائپ کا سرا ہوا میں بلند کر کے نہیں رکھا جاتا بلکہ اسے ریت
کے برابر رکھا جاتا ہے۔ اس سرے پر انتہائی طاقتور مشین نصب کی
جاتی ہے جس کی وجہ سے ہوا ریت سے گزر کر اس تک پہنچتی
ہے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح تو اس سرے کے سامنے ریت جمع ہو جاتی ہو
گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عام حالات میں تو ایسا ہی ہونا چاہئے لیکن اس مشین میں اس
پوائنٹ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مشین کا ایک حصہ اس ریت کو واپس
اڑا دیتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر جب وہ سب چلتے ہوئے
اس ٹیلے پر پہنچ گئے جہاں واقعی انہیں ہوا انتہائی تیز رفتاری سے
ایک بہت بڑے پائپ کے سرے کی طرف جاتی دکھائی دے رہی
تھی، ساتھ ساتھ ریت بھی تھی لیکن ریت سائیڈوں پر جا گرتی تھی
جبکہ ہوا اندر چلی جاتی تھی۔ پائپ خاصا چوڑا تھا لیکن اس کے
سرے پر موجود سکنگ مشین اتنی بڑی تھی کہ اس نے پائپ کے
پورے سرے کو ڈھانپ رکھا تھا اور سائیڈیں جو قدرے کھلی ہوئی
تھیں انہیں بلاک کر دیا گیا تھا اس لئے اب سوائے ہوا کے اور کوئی
چیز اس پائپ کے اندر نہ جا سکتی تھی۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم اس پائپ کو استعمال بھی کرنا چاہیں تو
کیسے کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ بلیو ایریا کی دیوار کے قریب ریت

ہٹا کر پائپ میں ڈرلنگ کر کے سوراخ پیدا کیا جائے اور پھر
اس سوراخ کے ذریعے پائپ میں داخل ہو جائیں لیکن تم دیکھ رہے
ہو کہ پائپ کتنی گہرائی میں ہے۔ دیوار کے قریب اس کی گہرائی کم
از کم پچاس فٹ ہو گی۔ اگر سخت زمین ہوتی تو پچاس فٹ کھدائی کر
لی جاتی لیکن اس ریت کے ٹیلے میں ایسا نہیں کیا جا سکتا"۔ عمران
نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ طریقہ کامیاب نہیں ہے"...... صفدر
نے کہا۔

"ہاں۔ اور ہم نے ڈاکٹر احسان کو بھی واپس لے جانا ہے اور
ہمیں اس پائپ کے ذریعے نہیں لے جایا جا سکتا"...... عمران نے
جواب دیا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سوچنا کیا ہے۔ آخری حربہ تو تنویر ایکشن ہے"...... عمران نے
کہا تو تنویر کا چہرہ چمک اٹھا۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے رہتے ہو۔ میں نے تو کہا ہے
کہ آگے بڑھو۔ راستے خود بخود بنتے جائیں گے"...... تنویر نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور اگر راستہ قبرستان کا آ گیا تو پھر"...... صالحہ نے کہا۔

"تو پھر کیا۔ موت تو ایک روز آنی ہی ہے۔ اس سے ڈرنا تو
دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ جب تک نہیں آتی تو نہیں آتی

اور جب آتی ہے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا''...... تنویر نے منہ
بناتے ہوئے کہا اور سب نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے تنویر کی
بات انہیں پسند آئی ہو۔

''او کے۔ آؤ واپس چلیں''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی مڑے اور ایک بار پھر وہ اس
طرف کو بڑھنے لگے جہاں انہوں نے جیپ چھوڑی تھی۔

''عمران صاحب۔ آپ نے سوبرز پر عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا
تو کیا اب آپ اس جیپ پر واپس اسی کوٹھی میں جائیں گے یا کچھ
اور سوچا ہے آپ نے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہمیں ہر طرف کا خیال رکھنا پڑے
گا۔ اب جبکہ ہم پائپ کے ذریعے اس سٹی میں داخل نہیں ہو رہے
اور براہ راست آگے بڑھیں گے تو پھر اس کوٹھی میں رہنے سے کوئی
فرق نہیں پڑے گا۔ البتہ ہمیں ہر طرف سے محتاط رہنا ہو گا''۔ عمران
نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کیپٹن براؤن اپنے پانچ ساتھیوں سمیت اس وقت پراگ میں
موجود تھا۔ اس نے ونگٹن کی طرف سے آنے والے راستے پر اپنا
ایک ساتھی رکھنے کے ساتھ ساتھ تین ساتھی شہر کی مختلف اہم جگہوں
پر بھیج دیئے تھے۔ ان سب کے پاس زیرو فائیو ٹرانسمیٹر موجود تھے
جبکہ کیپٹن براؤن کے ساتھ ایک ساتھی فرانک تھا۔ وہ دونوں اس
وقت پراگ کی ایک متوسط درجے کی کالونی میں موجود تھے۔ اس
کالونی کا نام گروز تھا۔ سوبرز نے بتایا تھا کہ اس نے پاکیشیائی
ایجنٹوں کو گروز کالونی کی ایک کوٹھی خرید کر دی ہے۔ سوبرز نے یہ
بھی بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہاسٹن کالونی کی ایک کوٹھی میں چھپے
ہوئے تھے اور یہ کوٹھی برائے فروخت تھی اور پاکیشیائی ایجنٹ چاہتے
تھے کہ میں انہیں یہی کوٹھی خرید کر دوں لیکن جب اس نے اس کوٹھی
کے مالک رئیل اسٹیٹ ایجنسی سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ وہ

کوٹھی گزشتہ روز بک ہو چکی ہے۔ البتہ ضروری کاغذات کی تکمیل کی
وجہ سے ایک ہفتے بعد وہ خریدار کو قبضہ دیں گے۔ اس کے پار
گروز کالونی میں ایک کوٹھی بھی برائے فروخت تھی۔ چنانچہ سوبرز
نے اس کوٹھی کا سودا کر لیا اور نقد قیمت دے کر اس نے فوری طور
پر کاغذات اپنے نام بنوائے اور پھر وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہاسٹن
کالونی سے گروز کالونی کی کوٹھی میں لے گیا تھا اس لئے کیپٹن
براؤن اپنے ساتھی فرانک سمیت گروز کالونی کی اس کوٹھی کے
سامنے ایک زیرتعمیر بلڈنگ کی دیوار کی اوٹ میں موجود تھا۔ گو اسے
بتایا گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ولنگٹن گئے ہیں لیکن وہ اس لئے یہاں
آ گیا تھا کہ شاید تمام پاکیشیائی ایجنٹ ولنگٹن نہ جائیں اور ان میں
سے ایک دو جائیں اور باقی واپس آ جائیں۔ فرانک کو اس نے
ایک اور جگہ پر رکھا ہوا تھا کہ وہ بھی دوسرے پہلو سے کوٹھی کی نگرانی
کر سکے۔ وہ دیوار کی آڑ میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ وہ فرانک کو
یہاں چھوڑ کر کسی کلب میں جائے اور وہاں کچھ دیر گزار کر واپس
آئے کہ اسے اپنی جیب سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار
چونک پڑا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر نکال
کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ کرنل کیری کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کرنل
کیری کی آواز سنائی دی تو کیپٹن براؤن بے اختیار چونک پڑا
کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس کے کسی ساتھی کی کال ہو گی۔

"یس سر۔ کیپٹن براؤن سر۔ اوور"...... کیپٹن براؤن نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"سوبرز نے تو بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ جیپ میں سوار ہو کر
ہاٹک سے باہر چلے گئے ہیں تاکہ ولنگٹن جا سکیں لیکن میں نے جب
بلیو ایریا کو چاروں طرف سے چیک کرایا تو وہ جیپ جس کا نمبر
سوبرز نے بتایا تھا عقبی طرف ریت کے ٹیلوں میں کھڑی نظر آئی۔
مزید چیکنگ پر معلوم ہوا کہ جہاں یہ جیپ موجود ہے وہاں سے
قریب ہی تازہ ہوا حاصل کرنے کا مخصوص پائپ موجود ہے اور
سوبرز نے ہی بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس پائپ کے بارے
میں بتایا گیا ہے۔ اوور"...... کرنل کیری نے مسلسل بولتے ہوئے
کہا۔

"یس سر۔ آپ واقعی دور اندیش ہیں سر۔ اوور"...... کیپٹن
براؤن کو جب کرنل کیری کی اتنی لمبی بات کی سمجھ نہ آئی تو اس نے
یہی مناسب سمجھا کہ وہ گول مول اور خوشامدانہ انداز میں جواب
دے کر بات کو ٹال دے۔

"سنو۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ سوبرز نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس
حد تک تو درست ہے کہ یہ لوگ پائپ کے ذریعے لیبارٹری میں جانا
چاہتے ہیں لیکن میں نے تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ اگر پاکیشیائی
ایجنٹوں نے ایسی کوئی حرکت کی تو لیبارٹری میں پہنچنے سے پہلے ان
کے جسم کروڑوں اربوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ پائپ

میں اس کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے اور یہ ٹکڑے بجائے لیبارٹری میں داخل ہونے کے باہر پھینک دیئے جائیں گے۔ البتہ سوبرز کی یہ بات غلط ہے کہ یہ لوگ واشنگٹن گئے ہیں۔ یہ یہیں موجود ہیں اس لئے تم اور تمہارے ساتھی پوری طرح ہوشیار رہیں۔ یہ لازماً اس جیپ میں واپس پرانک پہنچیں گے اور یقیناً اس کوٹھی میں رہیں گے جس کوٹھی کے بارے میں سوبرز نے بتایا تھا اس لئے تم اپنے ساتھیوں کو پورے شہر میں پھیلا دو اور خود اس کوٹھی کے سامنے پہنچ جاؤ۔ اگر راستے میں جیپ نظر آئے اور پاکیشیائی ایجنٹ اس میں موجود ہوں تو اس جیپ کو میزائلوں سے اڑا دو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے اور وہ لوگ کوٹھی پہنچ جائیں تو اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو۔ اوور"...... کرنل گیری نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ شاید پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں جذباتی ہو رہا تھا۔

"یس سر۔ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میرے چار آدمی پرانک کی اہم جگہوں پر موجود ہیں اور میں خود فرانک کے ساتھ گروز کالونی کی اس کوٹھی کے سامنے موجود ہوں جو سوبرز نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو دلائی تھی۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم انہیں ہلاک کر کے ہی واپس آئیں گے۔ اوور"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"اوکے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ فوراً مجھے رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر

آف ہو گیا تو کیپٹن براؤن نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے اپنی جیب میں ڈال دیا۔

"کرنل صاحب بے حد جذباتی ہو رہے ہیں اس لئے ایسے احکامات دے رہے ہیں۔ اگر میں اپنے ساتھیوں کو کہہ دوں اور وہ جیپ کو میزائلوں سے اڑا دیں تو لاشیں سلامت نہیں رہیں گی اور جب لاشیں ہی نہیں ہوں گی تو کون اس بات پر یقین کرے گا کہ کیپٹن براؤن نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اسی طرح میزائلوں سے کوٹھی اڑا دی تو بھی یہی نتیجہ نکلے گا"...... کیپٹن براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد وہ بے اختیار اچھل پڑا جب اس نے ایک بڑی جیپ کو اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رکتے ہوئے دیکھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فرانک کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا لیکن اس کی نظریں جیپ پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن براؤن کالنگ۔ اوور"...... کیپٹن براؤن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ فرانک اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد فرانک کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے پاس گیس پسٹل موجود ہے یا نہیں۔ اوور"...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرے پاس تو نہیں ہے۔ البتہ گاڑی میں

موجود ہے اور گاڑی پارکنگ میں کھڑی ہے۔ اوور''...... فرانک نے
کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ جیپ میں سوار آ گئے ہیں۔ جیپ اب کوٹھی
کے اندر جا رہی ہے۔ جیپ میں موجود افراد مجھے نظر آ رہے ہیں۔
تم فوراً گاڑی سے گیس پسٹل نکالو اور سائیڈ سے اندر تین چار گیس
کیپسول فائر کر دو۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل''...... کیپٹن براؤن نے تیز
تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر باری باری
اپنے سب ساتھیوں کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے انہیں بھی گروز
کالونی میں کال کر لیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی
بج اٹھی تو کیپٹن براؤن نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''فرانک کالنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے فرانک کی آواز
سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... کیپٹن براؤن نے بڑے
اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے چار کیپسول کوٹھی کے اندر فائر کر دیئے ہیں۔ اوور''۔
فرانک نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھا کہ تم اندر چیکنگ کر چکے ہو۔ کیپسول فائر
کرنے کے دس منٹ بعد عقبی طرف سے اندر جاؤ اور پھر مجھے
رپورٹ دو۔ میں نے تمام ساتھیوں کو بھی کال کر لیا ہے۔ اوور''۔
کیپٹن براؤن نے کہا۔

''یس سر۔ میں پھاٹک کھول دوں گا سر۔ اوور''...... فرانک نے
کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... کیپٹن براؤن نے کہا اور ٹرانسمیٹر
آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کے چہرے پر
اطمینان کے ساتھ ساتھ کامیابی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس
نے دانستہ شہر میں پھیلے ہوئے اپنے ساتھیوں کو کال کیا تھا کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ کرنل گیری نے اعلیٰ حکام کو یہی رپورٹ کرنی ہے
کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کیا ہے جبکہ وہ چاہتا تھا کہ
اس کا مکمل کریڈٹ خود لے اس لئے اس نے سوچا تھا کہ سب
ساتھیوں کے سامنے جب وہ ان بے ہوش پڑے ہوئے پاکیشیائی
ایجنٹوں کا خاتمہ کرے گا تو اتنے سارے آدمیوں کے بیانات اعلیٰ
حکام کو باور کرا دیں گے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کا اصل
کارنامہ کیپٹن براؤن کا ہے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹرانسمیٹر کی
سیٹی ایک بار پھر سنائی دی تو اس نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر
دیا۔

''فرانک کالنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے فرانک کی آواز
سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... کیپٹن براؤن نے کہا۔

''سر۔ میں کوٹھی کے اندر سے بول رہا ہوں۔ یہاں چھ افراد
بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں چار مرد اور دو عورتیں ہیں اور

یہ سب ایک ہی کمرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اوور''...... فرانک نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو۔ باقی ساتھی آ رہے ہیں۔ پھر ہم سب اکٹھے اندر آئیں گے اور مل کر ان ایجنٹوں کو شوٹ کریں گے تاکہ اعلیٰ حکام کی طرف سے ترقیاں بھی ہمیں ملیں اور نقد انعامات بھی۔ اوور''...... کیپٹن براؤن نے لالچ کا بیج بوتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ یس سر۔ آپ واقعی بے حد قدرشناس ہیں سر۔ اوور''...... فرانک نے بھی ترقی اور انعام کا سن کر خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... کیپٹن براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اب اسے اپنے ساتھیوں کا انتظار تھا۔

صالحہ واش روم میں منہ دھو کر اسے تولیہ سے صاف کرتی ہوئی واپس دروازے کی طرف مڑتے مڑتے رک گئی۔ واش روم کی بڑی سی کھڑکی ایسے شیشے کی تھی کہ اندر سے باہر تو دیکھا جا سکتا تھا لیکن باہر سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا اور دروازے کی طرف مڑتے مڑتے وہ اس لئے رک گئی تھی کہ اسے کھڑکی کے شیشے میں سے بیرونی دیوار کے اوپر سے یکے بعد دیگرے سرخ رنگ کے کیپسول اڑ کر اندر آتے دکھائی دیئے تھے اور ان کیپسولوں کو دیکھتے ہی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول ہیں اور اپنی تربیت کے تحت اس نے لاشعوری طور پر سانس روکا اور پھر تیزی سے واش روم سے باہر کو بڑھی تاکہ کمرے میں موجود ساتھیوں کو اس بارے میں ہوشیار کر سکے اور دروازے سے باہر آتے ہی اس نے بے اختیار بولنا چاہا تو اس کا رکا ہوا

سانس یکلخت باہر آیا تو ایسی آواز سنائی دی جیسے غبارے میں سے
اچانک ہوا نکل جاتی ہے اور پھر کوئی آواز نکلنے سے پہلے ہی اس کا
ذہن تاریک پڑتا چلا گیا لیکن پھر جس طرح انتہائی گہرے کنویں کی
تہہ میں کوئی بولتا ہے پھر یہ آواز تیزی سے واضح ہوتی چلی گئی او
اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی تیزی سے غائب ہو گئی۔ اس کی
آنکھیں کھلی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے
معلوم ہو گیا کہ اس کے جسم میں تیز حرکت کا فقدان ہے۔ اسے
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم بے حد بھاری ہو رہا ہو۔ البتہ
آواز ابھی تک اس کے کانوں میں آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو۔ باقی ساتھی آ رہے ہیں۔ پھر ہم
سب اکٹھے اندر آئیں گے اور مل کر ان ایجنٹوں کو شوٹ کریں گے
تاکہ اعلیٰ حکام کی طرف سے ترقیاں بھی ہمیں ملیں اور نقد انعامات
بھی۔ اوور"...... صالحہ کے کانوں میں آواز ایسے سنائی دے رہی تھی
جیسے بولنے والا بہت دور سے بول رہا ہوں اور آخر میں لفظ اوور
سن کر وہ سمجھ گئی کہ بات چیت ٹرانسمیٹر پر ہو رہی ہے۔

"اوہ۔ یس سر۔ یس سر۔ آپ واقعی بے حد قدرشناس ہیں سر۔
اوور"...... ایک اور آواز سنائی دی لیکن یہ آواز پہلی آواز سے زیادہ
قریب سے سنائی دے رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی صالحہ کے ذہن
میں تمام چویشن آ گئی کہ قریب والا آدمی اس کمرے سے باہر کھڑا
ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے اور اس سے پہلے جو آواز سنائی دی تھی

وہ کوئی اور بول رہا تھا جبکہ ٹرانسمیٹر والے نے بعد میں بات کی
ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں پہلے بولے جانے والی
بات کو سمجھنے لگی کہ ہم اکٹھے اندر آئیں گے اور مل کر ان ایجنٹوں کو
شوٹ کریں گے۔ یہ بات ذہن میں ابھرتے ہی اس کے ذہن میں
دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ خود کمرے
کے فرش پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی کیونکہ واش روم میں باہر آ کر
اس نے جیسے ہی بولنے کی کوشش کی اس کا رکا ہوا سانس باہر نکل گیا
اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا۔ اب وہ ہوش
میں تو آ گئی تھی لیکن اس کا جسم حرکت میں نہ آ رہا تھا جبکہ ٹرانسمیٹر
پر بولنے والا انہیں شوٹ کرنے کی بات کر رہا تھا۔ اس نے ایک
جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی اور پھر کافی کوشش کے بعد وہ صرف
تھوڑا سا اوپر کو اٹھ سکی۔ اسے خیال آیا کہ اگر وہ واش روم میں پہنچ
کر پانی پی لے تو اس کا جسم حرکت میں آ جائے گا۔

چنانچہ اس نے اپنے جسم کو موڑا اور پھر مسلسل اور کافی کوشش
کے بعد وہ فرش پر گھسٹتی ہوئی واش روم کے دروازے پر پہنچ گئی
کیونکہ پہلے بھی وہ واش روم سے باہر آتے ہوئے بے ہوش ہوئی
تھی اس لئے واش روم کے دروازے کے قریب ہی گر کر بے ہوش
ہوئی تھی۔ واش روم میں داخل ہو کر اس نے ٹونٹی کے ساتھ منہ لگا
دیا اور پھر بڑی مشکل سے ایک ہاتھ سے ٹونٹی کھولنے میں کامیاب
ہو گئی۔ پانی اس کے حلق سے نیچے اترتا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد

اس نے خاصا پانی پی لیا تو واقعی اس کے جسم میں موجود حرکت تیز ہوتی چلی گئی۔ اب چونکہ وہ مزید پانی پی نہ سکتی تھی اس لئے اس نے ٹونٹی بند کر دی اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں اچھلنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس کا جسم پوری طرح حرکت میں آ گیا تو وہ واش روم سے باہر کمرے میں آ گئی۔ اس کے سارے ساتھی عمران سمیت ویسے ہی کرسیوں اور فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ صالحہ کے ذہن میں فوراً خیال آ گیا کہ ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والے نے سب کے اکٹھے اندر آنے کی بات کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ آنے والوں کی تعداد کافی ہو گی اس لئے وہ سب کے ساتھ تو نہیں لڑ سکتی تھی۔ اس نے جھک کر عمران کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے مشین پسٹل مل گیا۔ صالحہ نے مشین پسٹل نکال لیا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آ گیا کہ یہ انتہائی گنجان آباد رہائشی علاقہ ہے اس لئے یہاں فائرنگ ہوتے ہی پولیس ان کے سر پر پہنچ جائے گی لیکن بغیر پسٹل کے وہ ان کا خاتمہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا تو وہ تیزی سے چلتی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کھولی۔ اس کے نچلے خانے میں ایک بیگ موجود تھا۔ اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اندر موجود ایک گیس پسٹل نکال کر اس نے الماری بند کر دی۔ اسی لمحے دور سے پھاٹک کھلنے کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے

تیزی اور پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو راہداری کے اختتام پر برآمدے سے اتر کر ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا صحن کے آخر میں پھاٹک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ صالحہ سمجھ گئی کہ وہ پھاٹک کھولنے جا رہا ہے۔ اس کے ذہن میں ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو گھومنے لگی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمیٹر پر جو کہا گیا تھا کہ ہم اکٹھے اندر آئیں گے تو اب یہ لوگ اکٹھے آ رہے ہیں اور یہ آدمی جو پھاٹک کی طرف جا رہا ہے یہی یہاں موجود تھا اور ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔

گیس پسٹل صالحہ کے ہاتھ میں تھا۔ جانے والا شخص پھاٹک کے قریب جا کر رک گیا اور چند لمحوں بعد اس نے پھاٹک کی کھڑکی کھول دی۔ صالحہ دیکھ رہی تھی کہ ایک ایک کر کے پانچ افراد اندر داخل ہوئے۔ صالحہ نے انہیں دیکھ کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ انہیں شوٹ کرنے آ رہے ہیں اور اس کے سارے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اس لئے اب اسے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی بچانا ہے۔ وہ دل ہی دل میں ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ وہ بہرحال ہوش میں آ گئی تھی ورنہ تو وہ سب بے ہوشی کے عالم میں ہی ختم ہو جاتے۔

''کہاں ہیں یہ لوگ''...... ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی تو

وہ بے اختیار چونک پڑی۔ وہ اب سر باہر نہ نکال سکتی تھی کیونکہ اس طرح اس کا دیکھ لیا جانا لازمی تھا اور آنے والے کچھ بھی کر سکتے تھے۔ وہ تیزی سے دروازے کے دوسرے پٹ کے ساتھ جا لگی اور اب اسے یہاں سے دیکھنے پر راہداری کا کچھ حصہ اور ساتھ ہی برآمدے کا کچھ حصہ نظر آ رہا تھا جبکہ آنے والے اسے اس وقت دیکھ سکتے تھے جب وہ بالکل قریب آ جاتے۔ اس نے گیس پسٹل سیدھا کر کے اس کے ٹریگر پر انگلی رکھی۔ اب قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دے رہی تھیں اور چند لمحوں بعد اسے ان کے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھنے کی آواز سنائی دی تو اس نے سانس روک لیا۔ دوسرے لمحے اسے جیسے ہی ان کی جھلک دکھائی دی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف ٹریگر دبا دیا بلکہ مسلسل دبائے رکھا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی حیرت زدہ انسانی آوازیں گونجیں اور پھر اس کے کانوں میں ان لوگوں کے گرنے کے دھماکے سنائی دینے لگے۔ اس نے چھ کیپسول فائر کئے تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ گیس کافی مقدار میں فائر ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی بے ہوش ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ سانس روکے چند لمحے کھڑی رہی۔ پھر وہ تیزی سے دروازے سے باہر آ گئی اور راہداری میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کھلی فضا میں گیس ہوا میں جلدی غائب ہو جائے گی جبکہ عمارت کے اندرونی حصے میں اس کا اثر کافی دیر تک رہ سکتا ہے

اس لئے اس نے عمارت کے اندر رہنے کی بجائے باہر کھلی فضا میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

برآمدے اور سیڑھی کے آغاز والی جگہ پر چھ افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ انہیں پھلانگتی ہوئی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر کھلے صحن میں پہنچ گئی۔ اس کا دم اب گھٹنے لگ گیا تھا۔ اس نے حتی الامکان مزید سانس روکے رکھا لیکن جب معاملہ اس کے بس سے باہر ہو گیا تو اس نے آہستہ آہستہ سانس باہر نکالا اور پھر آہستہ آہستہ سانس لینے لگی لیکن جب اس کے ذہن پر سانس لینے کا کوئی برا اثر نہ پڑا تو اس نے بے اختیار اس طرح سانس لیا جیسے اس پوری کالونی کی ہوا اپنے پھیپھڑوں میں بھر لینا چاہتی ہو اور ایسا کرتے ہوئے ایک بار اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس کا جسم لڑکھڑایا لیکن پھر وہ نارمل ہو گئی تو اس نے بے اختیار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ظاہر ہے بھرپور سانس لینے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ گیس کا عنصر بھی ساتھ گیا تھا جس کی وجہ سے اسے چکر آ گیا تھا لیکن بہرحال وہ بے ہوش نہ ہوئی تھی۔ دو تین بار بھرپور سانس لینے کے بعد جب وہ نارمل ہو گئی تو اب اسے خیال آیا کہ اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لے آئے لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے ساتھیوں پر دو بار گیس اٹیک ہوا ہے اس لئے ان کا آسانی سے ہوش میں آنا بھی مشکل ہے لیکن ظاہر ہے وہ صرف ایسا سوچ کر خاموش تو نہ بیٹھ سکتی

تھی۔ وہ ایک بار پھر برآمدے کے فرش پر پڑے ہوئے ان چ
افراد کو پھلانگتی ہوئی اس کمرے میں گئی جہاں اس کے ساتھی بے
ہوش پڑے ہوئے تھے۔ واش روم سے اس نے ایک بڑا جگ
اٹھایا۔ اس میں پانی بھرا اور کمرے میں آ کر اس نے سب سے
پہلے عمران کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اسے معلوم
تھا کہ اگر عمران ہوش میں آ گیا تو باقی تمام مسائل وہ آسانی سے
حل کر لے گا لیکن شاید دو بار گیس اٹیک کی وجہ سے عمران کی بے
ہوشی اس قدر گہری تھی کہ پانی اس کے حلق سے نیچے جا ہی نہ رہا
تھا۔

صالحہ نے بڑی کوشش کے بعد چند گھونٹ پانی عمران کے حلق
سے نیچے اتار دیا لیکن اسے احساس ہو گیا کہ جس کیفیت میں عمران
اس وقت موجود ہے اس میں صرف چند گھونٹ پانی سے کوئی اثر
نہیں پڑے گا۔ چنانچہ وہ اٹھی اور ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ
گئی۔ اس نے الماری میں موجود بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک تیز
دھار خنجر نکالا اور واپس آ کر اس نے خنجر ایک طرف رکھا اور دونوں
ہاتھوں سے عمران کو پلٹ کر اوندھے منہ کیا اور پھر خنجر اٹھا کر اس
نے اس کی گردن کے عقبی حصے میں کٹ لگایا۔ کٹ لگتے ہی عمران
کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا لیکن بے ہوشی ختم نہ ہوئی لیکن اسے معلوم
تھا کہ جیسے جیسے خون بہے گا عمران کا اعصابی نظام حرکت میں آتا
جائے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ خون بہتے ہی عمران کے جسم میں حرکت

لے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور صالحہ نے اس طرح اطمینان
ارے سانس لینے شروع کر دیئے جیسے عمران کے ہوش میں آنے
ے اس کے سر پر موجود ٹنوں بوجھ اترتا جا رہا ہو۔
"واہ۔ واہ۔ چھوٹی بہن سمیت جنت۔ واہ۔ اب تو جنت اور
یادہ خوبصورت لگے گی"...... عمران نے آنکھیں کھولتے ہی اوپر
کی ہوئی صالحہ کو دیکھتے ہی کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران
ک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا ہاتھ اپنی گردن پر پہنچ گیا۔
"سوری عمران صاحب۔ آپ کو ہوش میں لانے کے لئے
ردن کی عقبی طرف کٹ لگانا پڑا"...... صالحہ نے معذرت خواہانہ
لہجے میں کہا۔
"ویسے پہلی بار ایسا ہوا ہو گا"...... عمران نے مسکرا کر اٹھتے
ئے کہا۔
"پہلی بار۔ کیا مطلب"...... صالحہ نے چونک کر اور قدرے
رت بھرے لہجے میں کہا۔
"پہلی بار اس لحاظ سے کہ چھوٹی بہنیں تو بڑے بھائیوں سے
بے پناہ محبت کرتی ہیں۔ وہ کیسے خنجر بڑے بھائی کی گردن پر چلا
ی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ ایک بار پھر
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے
ہا۔

"کیا ہوا تھا۔ تم واش روم سے باہر آئی۔ تم نے بولنے کے لئے منہ کھولا اور بس۔ اس کے بعد میرا ذہن تاریک پڑ گیا تھا"۔ عمران نے کہا تو صالحہ نے واش روم سے مڑتے ہوئے کھڑکی میں سے بے ہوش کر دینے والے کیپسول دیکھنے، سانس روک کر سب کو اطلاع دینے کے لئے کمرے میں آنے اور پھر خود بے ہوش ہو جانے اور پھر ہوش میں آنے سے لے کر عمران کو ہوش میں لانے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سٹرینج۔ تم نے تو آج سب کے محافظ کا رول ادا کیا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ تو یہ چھ افراد ہمیں شوٹ کرنے آ رہے تھے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا ہے۔ میں ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤں تاکہ ان کو باندھ کر ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے"...... عمران نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر احسان اپنی عادت کے مطابق کام کرنے کے بعد فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آ کر آرام کرسی پر نیم دراز انداز میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر احسان نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ڈاکٹر جانسن بول رہا ہوں۔ کیا آپ چند لمحوں کی ملاقات کی اجازت دیں گے۔ میں آپ سے تعزیت کرنا چاہتا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو ڈاکٹر احسان بے اختیار چونک پڑے۔

"تعزیت۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر احسان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل سے بات کرنی ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تشریف لے آئیں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کس کی تعزیت کرنے آ رہا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ ایکریمین نژاد تھا اور ڈاکٹر میورک کا انتظامی معاملات میں دست راست سمجھا جاتا تھا۔

"آیئے ڈاکٹر جانسن۔ آیئے"...... ڈاکٹر احسان نے اٹھ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... ڈاکٹر جانسن نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ چھوٹی میز کے گرد پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... ڈاکٹر احسان نے انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نو تھینک یو۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ شراب نہیں پیتے اور میں شراب کے علاوہ اور کچھ پیتا نہیں اس لئے رہنے دیں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا تو ڈاکٹر احسان مسکرا دیئے۔

"آپ میرے الفاظ تعزیت پر حیران تو ہوں گے لیکن چونکہ ہلاک ہونے والوں کا تعلق آپ کے ملک پاکیشیا سے تھا اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے اس پر باقاعدہ تعزیت کی جائے"۔ ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"کون ہلاک ہوئے ہیں۔ آپ کھل کر بات کریں"...... ڈاکٹر

احسان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کو واپس پاکیشیا لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جو ٹیم آئی تھی اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور عنقریب ان کی لاشیں یہاں لائی جا رہی ہیں جنہیں آپ کو بھی دکھایا جائے گا تاکہ آپ بھی یہاں سے واپس جانے کا خیال ترک کر دیں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ ڈاکٹر میورک کی خصوصی ہدایت پر آئے ہیں کیونکہ پہلے بھی وہ مجھے یہ تلقین کر چکے ہیں کہ میں یہاں سے واپس جانے کا خیال چھوڑ دوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ بات آپ تک پہنچاؤں"...... ڈاکٹر جانسن نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ آپ تفصیل بتائیں گے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں تک یہ پیغام پہنچایا تھا کہ وہ خالص ہوا کھینچنے والے پائپ کے ذریعے براہ راست لیبارٹری میں داخل ہو جائیں۔ اس پیغام کا علم چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری کو ہو گیا۔ کرنل گیری نے اس آدمی کو گرفتار کر لیا جس نے یہ پیغام پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچا دیا تھا۔ اس آدمی جس کا نام سوبرز تھا، نے نہ صرف اس بارے میں بتایا بلکہ اس نے ان پاکیشیائیوں کے ٹھکانے کے بارے میں بھی بتا

دیا کہ وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کس نمبر اور کس ماڈل کی جیپ ہے۔ کرنل گیری نے پائپ کے بیرونی حصوں کو چیک کرایا تو انہوں نے اس جیپ اور چھ افراد یعنی پاکیشیائیوں کو وہاں سے واپس جاتے ہوئے دیکھا جس پر انہوں نے اپنے اسسٹنٹ کیپٹن براؤن کو پانچ ساتھیوں سمیت وہاں بھیج دیا۔ جہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کی رہائش تھی۔ انہوں نے اس کوٹھی کا گھیراؤ کر لیا۔ پھر یہ پاکیشیائی جیسے ہی وہاں پہنچے کیپٹن براؤن نے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائر کر کے انہیں بے ہوش کیا اور پھر اندر داخل ہو کر ان سب کو گولیوں سے ہلاک کر دیا اور کرنل گیری کو رپورٹ دی تو کرنل گیری نے اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دینے کا حکم دیا لیکن کیپٹن براؤن لاشوں کو صحیح سالم رکھنا چاہتا تھا تاکہ اعلیٰ حکام کو انہیں دکھایا جا سکے۔ ابھی ابھی کرنل گیری نے ڈاکٹر میورک کو یہ خوشخبری سنائی ہے اور میں آپ سے تعزیت کرنے آیا ہوں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا تو ڈاکٹر احسان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اگر ان کی موت اس طرح لکھی گئی تھی تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اگر وہ لوگ واقعی ہلاک ہو گئے ہیں تو میں ان کے حق میں دعا ہی کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو ڈاکٹر جانسن بے اختیار چونک پڑا۔

"واقعی کا لفظ آپ نے استعمال کیا ہے۔ کیا آپ کو اس میں

ک ہے"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا پہلے بھی کئی بار ہوا ہے کہ ان کی ہلاکت کی خبریں ہ تک پہنچیں لیکن پھر بتایا گیا کہ ان کی بجائے دشمن ہلاک ہوئے ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن کا انہوں نے پراسک میں خاتمہ کر دیا ہے اور اب آپ ایک بار پھر ایسی اطلاع لے کر آئے ہیں اس لئے میں نے واقعی کا لفظ استعمال کیا ہے"...... ڈاکٹر احسان نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"لیکن اس بار یہ اطلاع حتمی ہے۔ کرنل گیری کی براہ راست فون پر کیپٹن براؤن سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ کیپٹن براؤن ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر ای سٹی میں آ جائیں اور یہ لاشیں آج رات ہی کسی وقت یہاں پہنچ جائیں گی"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"تو پھر ایک درخواست میری بھی ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"کیا"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"آپ ڈاکٹر میورک سے کہیں کہ وہ لاشیں یہاں لیبارٹری میں منگوا لیں۔ میں بھی انہیں دیکھنا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اس کے لئے لیبارٹری کو اوپن کرنا پڑے گا اور شاید ڈاکٹر میورک اس کی اجازت نہ دیں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"آپ اگر کہیں گے تو وہ مان جائیں گے۔ ویسے بھی لاشیں
کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ میں ان پاکیشیائیوں کے چہروں کی
زیارت کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے میری خاطر اپنی جانیں دی ہیں"
ڈاکٹر احسان نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کے جذبات کو سمجھتا
ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں منا لوں گا۔ اب مجھے اجازت
دیں"...... ڈاکٹر جانسن نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان بھی اٹھ
کھڑے ہوئے۔

"یہ آپ کا مجھ پر ذاتی احسان ہو گا۔ پلیز"...... ڈاکٹر احسان
نے کہا۔

"میں ابھی ڈاکٹر میورک سے بات کر کے آپ کو فون پر اطلاع
دیتا ہوں"...... ڈاکٹر جانسن نے کہا اور پھر مصافحہ کر کے وہ بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا تو ڈاکٹر احسان لمبے لمبے سانس لیتے
ہوئے کرسی پر جیسے گر سے گئے۔ انہوں نے دونوں ہاتھ منہ پر
رکھے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔

"کاش۔ یہ خبر بھی پہلے کی طرح غلط ثابت ہو"...... ڈاکٹر
احسان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون
کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر احسان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر احسان بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"ڈاکٹر میورک بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر جانسن نے مجھ تک آپ

کی خواہش پہنچا دی ہے اور میں نے آپ کی تجویز قبول کر لی ہے
لیکن ایک معمولی سی تبدیلی کے ساتھ جو اصولاً انتہائی ضروری
تھی"...... دوسری طرف سے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر میورک کی آواز
سنائی دی۔

"کیا تبدیلی ڈاکٹر میورک"...... ڈاکٹر احسان نے قدرے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری میں لاشیں لانے کی بجائے آپ کو سیکورٹی ونگ میں
بھجوایا جا رہا ہے۔ وہاں لاشیں آئیں گی۔ آپ کرنل گیری کے
مہمان ہوں گے۔ وہ آپ کو لاشیں دکھائیں گے اور اس کے بعد
جب آپ واپس آنا چاہیں گے تو کرنل گیری مجھے اطلاع دیں گے
تو میں لیبارٹری کو اوپن کر کے آپ کو واپس بلوا لوں گا۔ اس طرح
آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور اصول بھی قائم رہے
گا"...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اوکے۔ ابھی میں ایک آدمی آپ کے پاس بھجوا رہا ہوں جو
آپ کو کرنل گیری تک پہنچا دے گا کیونکہ لاشیں وہاں پہنچنے والی
ہیں"...... ڈاکٹر میورک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا
تو ڈاکٹر احسان نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ
دیا۔ ان کے چہرے پر دکھ کی لکیریں مزید گہری ہو گئی تھیں۔ پھر
تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ ڈاکٹر

احسان کے لئے وہ اجنبی تھا۔

''سر۔ میرا نام ہیگرڈ ہے اور میرا تعلق انتظامیہ سے ہے۔ ڈاکٹر میورک نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو لیبارٹری سے باہر لے جا کر چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری کے آفس تک پہنچا دوں۔ آیئے''۔ ہیگرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا لیبارٹری کو اوپن کر دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر احسان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس آلہ موجود ہے جس سے میں خود اسے اوپن کر سکتا ہوں۔ آیئے''...... ہیگرڈ نے مڑتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھے۔ پھر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔ دیوار کو ہیگرڈ نے آلے کی مدد سے ہٹایا اور دوسری طرف موجود برآمدے میں پہنچ کر اس نے اس آلے کی مدد سے دیوار کو دوبارہ بند کر دیا۔

''میری واپسی کے وقت بھی تم ہی آؤ گے''...... ڈاکٹر احسان نے اس کھلی جگہ سے باہر جا کر کہا۔

''کرنل گیری فون کر کے ڈاکٹر میورک کو بتائیں گے کہ آپ نے واپس آنا ہے تو وہ مجھے آپ کو واپس لے آنے کے لئے بھیجیں گے''...... ہیگرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔ وہ اب مشرق کی طرف بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے جو وسیع و عریض کھلے

ایریا کے کنارے پر موجود تھی اور اس سارے کھلے علاقے کے گرد نیلے رنگ کی اونچی چاردیواری تھی۔ دور ایک جہازی سائز کا پھاٹک نظر آ رہا تھا جو بند تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیگرڈ کے ساتھ وہ ایک عمارت میں داخل ہوئے اور ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ ہیگرڈ نے دروازے پر دستک دی اور پھر دروازے کو پریس کیا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک آفس تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت والی ریوالونگ چیئر پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

''میرا نام ہیگرڈ ہے کرنل گیری۔ ڈاکٹر میورک نے آپ کو بتایا ہو گا۔ یہ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان ہیں اور یہ پاکیشیائیوں کی لاشیں دیکھنے آئے ہیں اور ڈاکٹر احسان۔ آپ چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری ہیں''...... ہیگرڈ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آیئے۔ آیئے۔ یہاں تشریف رکھیں''...... کرنل گیری نے وہیں بیٹھے بیٹھے ڈاکٹر احسان سے بڑے متکبرانہ لہجے میں کہا۔ وہ نہ اٹھا تھا اور نہ ہی اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔

''تھینک یو''...... ڈاکٹر احسان نے کہا اور سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گئے۔

''جب یہ لاشیں دیکھ لیں تو آپ نے ڈاکٹر میورک کو کال کرنا

ہے کرنل گیری۔ پھر میں آ کر انہیں واپس لے جاؤں گا''...... ہیگرڈ
نے کرنل گیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سیکورٹی حوالے سے یہ ضروری ہے کہ میں ہی
کال کروں۔ آپ جا سکتے ہیں''...... کرنل گیری نے کہا تو ہیگرڈ
سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

''یہ پاکیشیائی اتنے بے وقوف کیوں ہوتے ہیں''...... ہیگرڈ کے
جانے کے بعد کرنل گیری نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

''بے وقوف۔ وہ کیسے''...... ڈاکٹر احسان نے چونک کر اور
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے پاکیشیائی ایجنٹوں تک خفیہ معلومات پہنچائیں۔ یہ
سوچ کر کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہو گا لیکن ہماری پلاننگ کی بدولت
پاکیشیائی ایجنٹ احمقوں کی طرح ہمارے بچھائے ہوئے جال میں
پھنس کر ہلاک ہو گئے اور اب ان کی لاشیں یہاں لائی جا رہی
ہیں''...... کرنل گیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر میں بے وقوف ہوتا تو ایکریمیا والے اس طرح مجھے اغوا
کر کے یہاں نہ لے آتے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ بے وقوف
ہوتے تو ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی کے سپر سیکشن کے تمام افراد ان
کے ہاتھوں ہلاک نہ ہوتے۔ باقی رہی آپ کی بات تو یہ موقع ملنے
کی بات ہوتی ہے۔ آپ کو موقع مل گیا ہے اس لئے آپ اس لہجے
میں مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ بہرحال میں وزیر دفاع سر آرتھر

کا آپ کی بات کروں گا کہ آپ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں''۔
ڈاکٹر احسان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ سوری ڈاکٹر احسان۔ آپ ناراض ہو گئے۔ آئی ایم
سوری۔ میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ سمجھے ہیں''...... کرنل گیری
نے یکلخت بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔ شاید وزیر دفاع سر
آرتھر کا حوالہ اس کے لئے خوفناک ثابت ہوا تھا۔

''کوئی بات نہیں۔ اگر آپ نے سوری کر دیا ہے تو کوئی بات
نہیں''...... ڈاکٹر احسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... کرنل گیری نے کہا۔

''لاشیں کب پہنچ رہی ہیں''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''ابھی تھوڑی دیر میں پہنچ جائیں گی۔ مجھے اطلاع مل جائے
گی''...... کرنل گیری نے کہا۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہلاک ہوئے ہیں
اور ان کی ہی لاشیں یہاں پہنچیں گی''...... ڈاکٹر احسان نے کہا تو
کرنل گیری ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''آپ کو شاید یہاں کے سسٹم کا پوری طرح علم نہیں ہے۔ یہ
ای سٹی ہے۔ یہاں کا ہر فرد کمپیوٹرائزڈ کنٹرول ہے۔ آپ اور مجھ
سمیت ہر شخص کے جسم میں ایک مخصوص چپ ڈال دی گئی ہے۔ اگر
یہ چپ نہ ہو تو کوئی آدمی بھی اندر داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو
جائے گا اور پھر اسی بے ہوشی میں ہلاک ہو جائے گا اس لئے کسی

غلط آدمی کے یہاں داخل ہونے کا کوئی سکوپ ہی نہیں ہے"۔ کرنل کیری نے جواب دیا۔

"چھ چپس ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی بھجوائی گئی تھیں۔ چھ چپس۔ ان کا کیا ہوا"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"جو چپس آپ نے بھجوائی تھیں وہ انہوں نے اپنے جسموں میں لگائی ہوئی ہیں لیکن ہمیں ان کے نمبر معلوم تھے۔ ہم نے انہیں مانیٹر کر لیا ہے اور اب ان پاکیشیائیوں کی لاشیں یہاں پہنچ رہی ہیں۔ اس کے باوجود بھی چپس ہمیں بتائیں گی کہ کیا یہ پاکیشیائیوں کی لاشیں ہیں یا نہیں"...... کرنل کیری نے کہا تو ڈاکٹر احسان بے اختیار چونک پڑے۔

"چپس بتائیں گی۔ کیوں۔ ان کے چہرے کیوں نہیں بتائیں گے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"اس لئے کہ ان پاکیشیائیوں نے میک اپ کر رکھا ہے۔ ان کا یہ میک اپ یہاں واش ہو جائے گا کیونکہ یہاں جدید ترین میک اپ واشر موجود ہے۔ آپ کو ان کے اصل چہرے ہی دکھائے جائیں گے"...... کرنل کیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کیری نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کرنل کیری بول رہا ہوں"...... کرنل کیری نے کہا۔

"کنٹرول آفس سے رابرٹ بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ کرنل کیری نے رسیور اٹھاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز ڈاکٹر احسان تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل کیری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ کیپٹن براؤن اور ان کے ساتھی ایک بڑی جیپ میں چھ لاشیں لے کر گیٹ پر موجود ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کو رپورٹ دینے کے بعد گیٹ کھولا جائے اس لئے میں نے آپ کو کال کی ہے"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے چیک کر لیا ہے کہ یہ واقعی لاشیں ہی ہیں"...... کرنل کیری نے سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر احسان سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ان کی چپس بتا رہی ہیں کہ وہ لاشیں ہی ہیں سر اور یہ چپس وہی ہیں جو چوری ہو گئی تھیں اور ہم نے انہیں بعد میں مانیٹر کیا تھا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"اور کیپٹن براؤن اور ان کے ساتھی"...... کرنل کیری نے کہا۔

"ان کی چپس بھی چیک ہو گئی ہیں۔ وہ اوکے ہیں"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ گیٹ کھول دو اور انہیں اندر آنے دو"...... کرنل

کیری نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کب جانا ہے یہ لاشیں دیکھنے"...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"انہیں سیکورٹی زون کے بلیک روم میں رکھا جائے گا۔ پھر ان کے میک اپ واش ہوں گے اس کے بعد کیپٹن براؤن مجھے فون کرے گا اور پھر میں آپ کے ساتھ بلیک روم میں جاؤں گا۔ میری کیپٹن براؤن سے فون پر تفصیلی بات ہو چکی ہے"...... کرنل کیری نے کہا تو ڈاکٹر احسان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کیری نے رسیور اٹھا لیا اور ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کرنل کیری بول رہا ہوں"...... کرنل کیری نے کہا۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے میک اپ واش کر دیئے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے ساتھ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان بھی ہیں۔ انہیں لیبارٹری کھول کر اس لئے یہاں بھجوایا گیا ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے چہرے دیکھنے کے خواہش مند ہیں"...... کرنل کیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کیری نے رسیور رکھ دیا۔

"آیئے ڈاکٹر احسان"...... کرنل کیری نے اٹھتے ہوئے کہا تو

ڈاکٹر احسان بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اب ان کے چہرے پر گہرے دکھ کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید ان کے دل میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی امید تھی جو اب بالکل ختم ہو گئی تھی اور پھر وہ کرنل کیری کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

بڑی اور طاقتور جیپ تیز رفتاری سے بلیو ایریئے کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا لیکن اس نے کیپٹن براؤن کا میک اپ کیا ہوا تھا اور اس کا لباس پہنا ہوا تھا جبکہ باقی ساتھیوں نے بھی کیپٹن براؤن کے ساتھیوں کے لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے میک اپ کیے ہوئے تھے۔ جولیا اور صالحہ بھی مردانہ میک اپ میں تھیں اور انہوں نے بھی کیپٹن براؤن کے ساتھیوں کے مردانہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ جیپ کے آخری حصے میں کیپٹن براؤن اور اس کے پانچ ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان پر عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ایکریمین میک اپ کر دیا تھا۔

صالحہ نے جب عمران کو ہوش دلایا تھا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہوش دلایا اور پھر انہوں نے باہر برآمدے میں بے ہوش

ے ہوئے چھ افراد کو اٹھا کر اندر کمرے میں کرسیوں پر ڈالا اور رسیاں تلاش کر کے ان سب کو کرسیوں سے اچھی طرح باندھ دیا لیا۔ ایک آدمی جو قد وقامت کے لحاظ سے عمران سے ملتا جلتا تھا ں کی جیب سے ایک کارڈ مل گیا تھا جو ای سٹی سیکورٹی کارڈ تھا اور ں کارڈ پر کارڈ ہولڈر کا نام کیپٹن براؤن درج تھا اور ساتھ ہی اس کی کمپیوٹرائزڈ تصویر بھی موجود تھی جبکہ باقی پانچ افراد کے کارڈز پر صرف ان کے نام تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی کیپٹن براؤن ہی ان سب کا انچارج ہے اور چیف سیکورٹی آفیسر کرنل گیری کا اسسٹنٹ ہے۔ اس نے اسے ہوش دلایا اور پھر خنجر سے اس کے نتھنے کاٹ کر اور پیشانی پر ضربیں لگا کر اس نے کیپٹن براؤن کا لاشعور اپنے کنٹرول میں کیا اور پھر عمران نے کیپٹن براؤن سے چپس کے بارے میں تمام تفاصیل اور بلیو ایریا میں لیبارٹریوں اور سیکورٹی کے ساتھ ساتھ کنٹرول روم کے بارے میں بھی تفصیلی معلومات حاصل کیں اور پھر کیپٹن براؤن کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے باقی ساتھیوں کو بھی اس نے اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے خود ہی کرنل گیری کو فون کر کے کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے میں بات کی۔ یہ بات وہ پہلے ہی کیپٹن براؤن سے معلوم کر چکا تھا کہ کرنل گیری کے پاس وائس چیکر کمپیوٹر نہیں ہے۔ ان کے شاید وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی آدمی دوسروں کی آواز اور لہجے کی اس حد تک بھی نقل کر

سکتا ہے کہ اسے پہچانا ہی نہ جا سکے اس لئے اس نے بڑے
اطمینان سے بات کی اور اسے بتایا کہ کس طرح پہلے پاکیشیا
ایجنٹوں کو بے ہوش کیا گیا اور پھر کیسے انہیں ہلاک کیا گیا۔
اس پر کرنل گیری نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ اس نے تو حکم
دیا تھا کہ اس کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ پھر اس کی حکم
عدولی کیوں کی گئی تو عمران نے کیپٹن براؤن کی بتائی ہوئی تفصیل
دوہرا دی کہ میزائلوں کی وجہ سے لاشیں بھی ناقابل شناخت ہو
جاتیں اور اعلیٰ حکام کو بھی یقین نہ آتا کہ انہوں نے پاکیشیائی
ایجنٹوں کو واقعی ہلاک کر دیا ہے۔ اس توجیہہ پر کرنل گیری کا غصہ
ٹھنڈا ہو گیا اور اس نے لاشیں بلیو ایریا لانے کا حکم دے دیا۔ البتہ
اس نے کہا تھا کہ وہ پہلے گیٹ پر رکیں گے جب تک انہیں چیک
نہ کر لیا جائے تب تک پھاٹک نہیں کھلے گا اور کیپٹن براؤن لاشیں
سیکورٹی زون کے بلیک روم میں ڈال کر ان کے میک اپ واش
کرے گا اور پھر کرنل گیری کو کال کرے گا۔ یہ ہدایات سنتے ہی
عمران کے ذہن میں باقاعدہ ایک پلان مرتب ہو گیا اور پھر اس
نے کیپٹن شکیل کی معاونت سے اپنے جسموں میں موجود چپس ایک
چھوٹا سا آپریشن کر کے نکال دیں اور کیپٹن براؤن اور اس کے
ساتھیوں کے جسموں میں موجود چپس بھی باہر نکالیں اور پھر انہیں
باقاعدہ آپریٹ کیا گیا کیونکہ چپس جسم سے باہر آتے ہی خود بخود
بلاک ہو جاتی تھیں اس لئے ان کی بلاکنگ ختم کرنے کے لئے

انہیں باقاعدہ آپریٹ کرنا پڑتا تھا، اپنی والی چپس ان کے جسموں
میں منتقل کرنے کے بعد ان کی چپس اپنے جسموں میں منتقل کر
دیں۔ اس کے بعد لباس تبدیل کئے گئے اور میک اپ کئے گئے اور
اب وہ کیپٹن براؤن اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو جیپ
میں ڈالے ان کے روپ میں موجود تھے۔

"اب ان چپس کے ذریعے ہونے والی بات چیت تو نہیں سنی
جا سکتی تھی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ صرف شناخت کرتی ہیں اور ریز ایک سے بچاتی
ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے یہ سب تو کر لیا لیکن آپ کے
ذہن میں پلان کیا ہے۔ ہمیں تو کچھ بتائیں"...... صفدر نے کہا۔

"چپس کی وجہ سے ہمیں سیکورٹی آفیسرز سمجھا جائے گا اور اس
لحاظ سے ہی شناخت کی جائے گی جبکہ کیپٹن براؤن اور اس کے
ساتھیوں کی نئی چپس کی وجہ سے پاکیشیائی ایجنٹوں کے طور پر
شناخت کی جائے گی۔ کیپٹن براؤن سے میں نے ای ٹی کے
بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لی تھیں۔ ہم جیپ اندر لے جا کر
سیکورٹی زون کے سامنے روکیں گے اور پھر لاشیں اندر ایک بڑے
کمرے میں لے جائیں گے۔ اس کمرے کو بلیک روم کہا جاتا ہے
اور اس کے بعد مجھے بطور کیپٹن براؤن کہا گیا ہے کہ میں پاکیشیائی
ایجنٹوں کے میک اپ واش کروں اور اس کے بعد کرنل گیری کو

وہاں کال کروں''..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہمارا ٹارگٹ تو ڈاکٹر احسان کو واپس لے جانا ہے۔ اس کا کیا ہوگا''..... جولیا نے کہا جو عقبی سیٹ پر مردانہ لباس پہنے اور مردانہ میک اپ کیے بیٹھی ہوئی تھی۔

''کیپٹن براؤن نے بتایا ہے کہ لیبارٹری کو اندر سے ہی اوپن کیا جا سکتا ہے اور جس لیبارٹری میں ڈاکٹر احسان ہیں اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر میورک ہے۔ وہی لیبارٹری کو کھول سکتا ہے''..... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر آپ کے ذہن میں کیا پلان ہے''..... صالحہ نے کہا۔

''فی الحال تو اسی سٹی میں داخل ہو کر وہاں کے کنٹرول روم کو تباہ کرنا ہے۔ کرنل گیری اور سیکورٹی افراد کا خاتمہ۔ اس کے بعد لیبارٹری بھی کھلوا لیں گے''..... عمران نے جواب دیا۔

''دوسری لیبارٹری۔ اس کا کیا ہوگا''..... صفدر نے کہا۔

''اس سے ہمیں کیا لینا دینا''..... عمران نے جواب دیا۔

''انہوں نے ڈاکٹر احسان کو اغوا کیا ہے۔ انہیں اس کی سزا ملنی چاہئے۔ یہ دونوں لیبارٹریاں تباہ کی جائیں گی۔ سنا تم نے''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''فی الحال تو تم جتنا غصہ چاہو تنویر پر نکال سکتی ہو کیونکہ جس طرح اس کا نام نسوانی ہے لیکن وہ مرد ہے اسی طرح تمہارا نام بھی نسوانی ہے لیکن تم اس وقت تنویر کی طرح مرد ہو''..... عمران نے

لٹ دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''جب سارا معاملہ ہی چیپ کا تھا تو تم نے خواہ مخواہ اتنا بکھیڑا ہے''..... جولیا نے کہا۔

''چیپ تو کنٹرول روم کی مشینیں چیک کریں گی اور لوگ تو کھوں سے ہی دیکھیں گے''..... عمران نے جواب دیا تو سب نے بات میں سر ہلا دیئے۔ پھر دور سے انہیں جہازی سائز کا پھاٹک ر آنے لگ گیا۔

''اسلحے کا تھیلا کہاں رکھا ہے''..... عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے صفدر سے پوچھا۔

''عقبی طرف پڑا ہے۔ کیوں''..... صفدر نے چونک کر کہا۔

''تم نے اسے اٹھا کر اندر لے جانا ہے اور جولیا اور صالحہ تم دونوں نے پہلے میرے ساتھ اندر جانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کے توجہ سے دیکھنے سے پہلے تم بلیک روم میں پہنچ جاؤ۔ پھر ہم باقی افراد لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے''..... عمران نے کہا تو جولیا اور صالحہ نے اوکے کہہ دیا۔ پھر جیپ جیسے جیسے گیٹ کے قریب ہوتی گئی ان سب کے اعصاب کھنچتے چلے گئے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اس وقت اصل مشن میں داخل ہو رہے تھے۔ عمران نے جیپ جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے روک دی اور پھر جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن براؤن کالنگ۔ اوور"...... عمران نے کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ وہ کنٹرول روم کے انچارج رابرٹ کو کال کر رہا تھا۔ یہ ساری پلاننگ اسے فون پر خود کرنل گیری نے بتائی تھی اور رابرٹ کی فریکوئنسی وہ پہلے ہی کیپٹن براؤن سے معلوم کر چکا تھا کیونکہ ای سٹی کا اصل انچارج وہی تھا۔ تمام مشینری اس کے کنٹرول میں تھی۔

"یس۔ رابرٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہم جیپ میں سوار گیٹ کے باہر موجود ہیں۔ چھ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ اوور"...... عمران نے کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آپ وہیں رکیں میں آپ کو چیک کر لوں۔ پھر چیف سے بات ہو گی۔ اس کے بعد میں خود آپ کو کال کروں گا۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیپ کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ عمران نے یہ ٹرانسمیٹر کیپٹن براؤن کی جیب سے نکالا تھا۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر اس کے سارے ساتھیوں کے پاس تھے اور اب ان پر ان کی اپنی اپنی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ صالحہ اور جولیا نے لاشعوری طور پر اپنے چہرے نیچے کی طرف کئے ہوئے تھے جیسے ان کا خیال ہو کہ ان کی

تصاویر بنائی جا رہی ہیں۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ رابرٹ کالنگ۔ اوور"...... رابرٹ کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں موجود اطمینان محسوس کر کے عمران کے چہرے پر بھی اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یس۔ کیپٹن براؤن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیکنگ مکمل ہو گئی ہے اور میں نے کرنل صاحب کو بھی رپورٹ دے دی ہے۔ انہوں نے لاشوں کو سیکورٹی زون میں لانے کی اجازت دے دی ہے۔ میں گیٹ کھول رہا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں۔ اوور اینڈ آل"...... رابرٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد جہازی سائز کا پھاٹک آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ عمران نے جیپ سٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ ای سٹی کی حدود میں داخل ہو گئے۔

عمران چونکہ کیپٹن براؤن سے لیبارٹریوں، سیکورٹی زون اور ای سٹی کے اندرونی سیٹ اپ کے بارے میں تمام تفصیل معلوم کر چکا تھا اس لئے وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں جیپ دوڑاتا ہوا سیکورٹی زون کی عمارت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے کرنل

کیری کے آفس کے بارے میں معلوم تھا حتیٰ کہ اسے یہ بھی معلوم
تھا کہ کرنل کیری اور کیپٹن براؤن دونوں کے آفس ساؤنڈ پروف
تھے۔ سیکورٹی زون میں اب باقی دو افراد رہ گئے تھے۔ اس کے
علاوہ آفس سپرنٹنڈنٹ اور کنٹرول روم میں چار آپریٹرز اور ایک
انچارج رابرٹ تھا۔

عمران نے سیکورٹی زون کے سامنے جیپ روکی اور پھر دروازہ
کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سارے ساتھی بھی
نیچے اتر آئے اور پھر عمران انہیں ساتھ لے کر تیزی سے بلیک روم
کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جلد از جلد کسی کی نظروں میں آئے بغیر بلیک
روم میں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اسے اصل فکر جولیا اور صالحہ کی طرف
سے تھی۔ صفدر نے اسلحے کا تھیلا اٹھایا ہوا تھا۔ عمران نے خصوصی
طور پر پیراشوٹ کپڑے کا تھیلا اصل تھیلے پر چڑھایا ہوا تھا کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ جو ریز یہاں اسلحہ چیک کرنے کے لئے استعمال
کی جا رہی ہیں وہ پیراشوٹ کپڑے کو کراس نہیں کر سکتیں۔ بلیک
روم میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود ایک آدمی نے عمران کو سیلوٹ
کیا لیکن عمران نے اس کے سیلوٹ کا جواب دینے کی بجائے بازو کو
بجلی کی سی تیزی سے گھمایا اور وہ آدمی گردن پر کھڑی ہتھیلی کی بھرپور
ضرب کھا کر چیختا ہوا نیچے فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد
ساکت ہو گیا۔

"تم یہیں رکو۔ اب صرف تنویر میرے ساتھ آئے گا۔ ہم نے

کنٹرول روم پر قبضہ کرنا ہے۔ صفدر تھیلا مجھے دو"...... عمران نے کہا
اور پھر صفدر کے ہاتھ سے تھیلا لے کر وہ دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

"تم خیال رکھنا۔ اگر کوئی آ جائے تو اس کا فوری خاتمہ کر
دینا"...... عمران نے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات
میں سر ہلا دیئے۔ عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ تنویر اس کے
پیچھے تھا۔ عمران ایک راہداری میں گھومتا ہوا ایک بند دروازے کے
سامنے پہنچ گیا۔ اس نے زپ کھولی اور اس میں سے ایک مشین
پسٹل نکال کر تنویر کو دیا اور دوسرا خود لے کر اس نے تھیلے کو کاندھے
سے لٹکایا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ چونکہ یہاں کسی
غلط آدمی کے آنے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے دروازے کو لاک
نہ کیا جاتا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں چار قد
آدم مشینیں موجود تھیں جن کے سامنے سٹولوں پر چار آدمی بیٹھے
ہوئے تھے جبکہ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن تھا جس میں
رابرٹ بیٹھا تھا۔ مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے افراد گردنیں گھما
کر حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے ساتھ آنے والے
تنویر کو دیکھ رہے تھے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شیشے کے کیبن کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو کرسی پر
بیٹھا ہوا دبلا پتلا رابرٹ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیپٹن براؤن آپ اور یہاں"...... رابرٹ نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"باہر چلو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا بازو پکڑا اور اسے اپنے ساتھ ایک طرح سے گھسیٹتا ہوا کیبن سے باہر لے آیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ جیب سے باہر آ گیا۔

"اڑا دو سب کچھ"...... عمران نے رابرٹ کو سامنے کی طرف دھکیلتے ہوئے تنویر سے کہا تو دوسرے لمحے کمرہ انسانی چیخوں اور مشینری کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ عمران مڑ کر شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس نے دروازے میں رک کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ کنٹرولنگ مشین کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے دھماکوں اور چھناکوں سے کیبن گونج اٹھا۔ مشینری کے پرخچے اڑ گئے۔ عمران کے ساتھ موجود رابرٹ سمیت تمام افراد اور مشینری، تنویر مکمل طور پر تباہ کر چکا تھا۔

"آؤ۔ اب اس کرنل گیری کو کور کریں۔ یہ خطرہ تو ختم ہوا"۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر بلیک روم میں پہنچ گئے۔

"مشینری تو تباہ کر دی ہے۔ اب کرنل گیری یہاں پہنچ جائے تو پھر تم سب اسلحہ لے کر باہر جانا اور جو نظر آئے اڑا دینا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

"یس۔ کرنل گیری بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل گیری کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن براؤن بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے میک اپ واش کر دیئے گئے ہیں"...... عمران نے کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے ساتھ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان بھی ہیں۔ انہیں لیبارٹری کھول کر اس لئے یہاں بھجوایا گیا ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے چہرے دیکھنے کے خواہش مند ہیں"...... کرنل گیری کی آواز سنائی دی تو عمران کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔ یہ تو اس کے خواب میں بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر احسان اس طرح باہر انہیں مل جائیں گے۔

"ٹھیک ہے سر"...... عمران نے کیپٹن براؤن کے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

"واقعی۔ جب اللہ تعالیٰ رحمت کرے تو سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے"...... عمران نے رسیور رکھ کر مسرت بھرے لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے اس بار عمران کا نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ اب چیکنگ مشینری تو تباہ ہو چکی تھی۔

"ڈاکٹر احسان بھی کرنل گیری کے ساتھ یہاں آ رہے ہیں"۔

عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے
"یہاں کیوں"...... تقریباً سب نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بقول کرنل گیری۔ انہیں لیبارٹری کھول کر اس لئے بھجوایا گیا ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے چہرے دیکھنے کے خواہش مند تھے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ کرنل گیری وہاں کنٹرول روم میں نہ چلا جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ساؤنڈ پروف کمروں کا یہی تو نقصان ہوتا ہے کہ باہر جو بھی قیامت آتی رہے اندر کمرے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کنٹرول روم بھی ساؤنڈ پروف تھا اور کرنل گیری کا آفس بھی ساؤنڈ پروف۔ اس کے تصور میں بھی نہ ہوگا کہ اصل صورت حال کیا ہے ورنہ وہ ڈاکٹر احسان کو اطمینان سے اس طرح ساتھ لئے یہاں نہ آتا"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل گیری، ڈاکٹر احسان کے ساتھ بلیک روم کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک سائیڈ سے کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی تو کرنل گیری اور ڈاکٹر احسان دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ کرنل گیری نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ دوسرے لمحے سائیڈ سے ایک آدمی دوڑتا ہوا اس طرف آیا۔ اس کے چہرے پر وحشت نمایاں تھی۔

"سر۔ سر۔ وہ۔ وہ۔ وہاں۔ وہ ہلاک کر دیئے گئے ہیں سر"۔ اس آدمی نے کرنل گیری کو دیکھ کر وحشت بھرے انداز میں کہا۔

"کیا ہوا ہے گورنی۔ اطمینان سے بتاؤ۔ کون ہلاک ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے"...... کرنل گیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ سر۔ کنٹرول روم کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ رابرٹ اور اس کے سارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جناب اور

تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے جناب"...... گورنی نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کرنل گیری کو سلیوٹ کیا۔ شاید اسے اب یاد آیا تھا کہ کرنل گیری کو سلیوٹ بھی کرنا تھا۔

"یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل گیری نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"آئیں جناب۔ آئیں دیکھیں جناب۔ میں رابرٹ سے ملنے گیا تھا جناب"...... گورنی نے کہا۔

"تم ڈاکٹر احسان کے ساتھ یہیں رکو۔ میں خود دیکھ کر آتا ہوں۔ انہیں کہیں جانے نہ دینا"...... کرنل گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے گورنی آیا تھا۔

"تمہارا تعلق سیکورٹی سے ہے"...... ڈاکٹر احسان نے پوچھا۔ وہ بے حد حیران ہو رہے تھے کہ ایسا کون کر سکتا ہے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی تو لاشیں یہاں آئی ہیں۔

"ہاں"...... گورنی نے مختصر سا جواب دیا۔

"ایسا کون کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی دشمن تو موجود نہیں ہے"۔ ڈاکٹر احسان نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ کرنل صاحب کو معلوم ہو گا"...... گورنی نے جواب دیا اور پھر چند منٹ بعد ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد کرنل گیری دوڑتا ہوا

واپس آیا تو اس کی حالت گورنی سے بھی زیادہ خراب ہو رہی تھی۔

"وہ۔ وہ سب ہلاک کر دیئے گئے۔ تمام مشینری تباہ کر دی گئی۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بلیک روم میں دشمن موجود ہیں۔ دشمن آ گئے ہیں۔ سنو۔ اس ڈاکٹر کو لے جا کر میرے آفس میں بند کر کے باہر سے تالا لگا دو اور میگزین روم سے سائنائیڈ سموک بم اٹھا لاؤ۔ جلدی۔ فوراً"...... کرنل گیری نے چیختے ہوئے کہا تو گورنی نے ڈاکٹر احسان کا بازو پکڑا اور جس طرح کسی بچے کو گھسیٹا جاتا ہے اس طرح گھسیٹتا ہوا واپس اس راہداری میں لے گیا جہاں سے ڈاکٹر احسان، کرنل گیری کے ساتھ آیا تھا۔ ڈاکٹر احسان نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن ایک تو وہ فیلڈ کے آدمی نہ تھے دوسرا گورنی بہرحال ان سے طاقتور اور تربیت یافتہ آدمی تھا اس لئے ڈاکٹر احسان کی مزاحمت کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ انہیں گھسیٹتا اور ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا واپس آفس پہنچ گیا۔ اس نے آفس کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر احسان کو ایک جھٹکے سے اندر دھکیلا اور دروازہ بند کر کے باہر سے لاک کر دیا۔ ڈاکٹر احسان جھٹکا لگنے سے نیچے گرے لیکن پھر فوراً ہی اٹھ کر دروازے کی طرف لپکے لیکن دروازہ باہر سے بند ہو چکا تھا۔ چند لمحوں تک وہ دروازے پر دستک دیتے رہے لیکن پھر ان کی سمجھ میں بات آ گئی کہ اگر انہوں نے انہیں کھولنا ہوتا تو یہاں قید ہی کیوں کرتے۔ سائنائیڈ سموک بم کا وہ سن چکے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ بلیک روم میں جو بھی ہیں اب ان کا

فوری خاتمہ ہو جائے کیونکہ سائنائیڈ زہر دنیا کا سب سے خطرناک
زہر سمجھا جاتا ہے اور اس کا شکار کسی صورت نہیں بچ سکتا اور یہ
بات بھی ان کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ لاشیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی
نہیں تھی بلکہ سیکورٹی کے افراد ہلاک ہوئے تھے اور پاکیشیائی ایجنٹ
ان کا روپ دھار کر یہاں پہنچ گئے ہیں۔

"مجھے انہیں بچانا ہو گا۔ یہ میرے لئے آئے ہیں۔ مجھے انہیں
بچانا ہو گا"...... ڈاکٹر احسان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ
تیزی سے کمرے کی ایک سائیڈ پر موجود کھڑکی کی طرف بڑھ گئے۔
کھڑکی پر پردے موجود تھے۔ انہوں نے پردے ہٹائے تو ان کی
آنکھوں میں چمک آ گئی۔ کھڑکی بہرحال اتنی بڑی تھی کہ وہ آسانی
سے اس میں سے گزر سکتے تھے۔ انہوں نے ایک کرسی اٹھا کر کھڑکی
کے قریب رکھی اور پھر اس پر چڑھ کر انہوں نے کھڑکی کو کھولا اور
کھڑکی پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئے لیکن شاید اونچائی زیادہ
ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح سنبھل نہ سکے اور باہر منہ کے بل
گر گئے۔ ان کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکلی لیکن جلد ہی
انہوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس
وقت وہ ایک برآمدے میں موجود تھے۔ وہ تیزی سے دائیں طرف
کو بڑھنے لگے تھے کہ ان کے کانوں میں کرنل گیری کے چیخنے کی
آواز سنائی دی۔ آواز کافی دور سے آ رہی تھی لیکن صاف سنائی
دے رہی تھی۔

"احمق آدمی۔ تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔
میں کھلواتا ہوں سیکشن"...... کرنل گیری چیخ کر کہہ رہا تھا۔ پھر
دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز ایک سائیڈ پر جا کر آہستہ آہستہ ہوتے
ہوتے غائب ہو گئی تو ڈاکٹر احسان آگے کی طرف بڑھے لیکن انہیں
ایک روم کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا اس لئے انہوں نے سوچا
کہ وہ یہیں رک جائیں اور کرنل گیری اور اس گورنی کے پیچھے چلتے
ہوئے آگے بڑھیں لیکن پھر انہوں نے یہ آئیڈیا ڈراپ کر دیا
کیونکہ انہیں خیال آیا تھا کہ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ آفس سے
باہر آ گئے ہیں تو وہ انہیں گولی مار دیں گے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ
آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر ان کے کانوں میں کرنل گیری کی آواز
پڑی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ جلدی آؤ۔ ہم نے ان سب کا خاتمہ کرنا
ہے تو ڈاکٹر احسان نے آواز کی سمت میں آگے بڑھنا شروع کر دیا
اور پھر اچانک انہیں ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہونا پڑا کیونکہ
کرنل گیری اور گورنی دونوں ایک سائیڈ سے نکل کر اس طرف کو ہی
آ رہے تھے جہاں ڈاکٹر احسان موجود تھے۔ ڈاکٹر احسان چوڑے
ستون کے پیچھے ہونے کی وجہ سے ان کی نظروں میں نہ آئے تھے
اور وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کرنل گیری کے ہاتھ میں ایک
چوڑی نال کا پسٹل پکڑا ہوا تھا جس کا رنگ گہرا سرخ تھا اور وہ
دونوں تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ان کے آگے
بڑھ جانے کے بعد ڈاکٹر احسان بھی ان کے پیچھے چل پڑے لیکن

وہ اپنی طرف سے پوری احتیاط کر رہے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن بری طرح گھبرا رہا تھا۔ اول تو ان کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا اور دوسرا یہ کہ وہ اسلحہ چلانا جانتے ہی نہیں تھے۔ نہ کبھی انہیں یہ خیال آیا تھا کہ انہیں کبھی اسلحہ چلانا پڑے گا جبکہ کرنل گیری اور گورنی دونوں تربیت یافتہ تھے۔

''سر۔ اس سائنائیڈ سموک پسٹل کو استعمال کرنا آپ کے لئے اور میرے لئے خطرناک ہو گا''...... ڈاکٹر احسان کے کانوں میں گورنی کی آواز پڑی۔

''میں دروازہ کھول کر اسے فائر کر کے دروازہ بند کر دوں گا اور پھر ہم پیچھے ہٹ جائیں گے۔ اندر موجود دشمن پلک جھپکنے میں ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں''...... کرنل گیری کی آواز سنائی دی۔

''یس سر''...... گورنی نے جواب دیا۔ ڈاکٹر احسان ساتھ ساتھ ستونوں کی اوٹ لیتے ہوئے چل رہے تھے۔ انہیں خدشہ تھا کہ اگر ان کے چلنے کی آواز ان کے کانوں میں پڑ گئی یا انہوں نے ویسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھ لیا تو یقیناً وہ اسے گولی مار دیں گے لیکن ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہے تھے کہ ان دونوں کو کیسے روکا جائے۔ نہ ان کے پاس کوئی ہتھیار تھا اور نہ ہی وہ ان سے لڑ سکتے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر انہیں روکا نہ گیا تو سائنائیڈ گیس کے فائر سے سب کو ہلاک کر دیں گے۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ

اچانک انہوں نے سامنے بند دروازے پر کرنل گیری اور گورنی کو رکتے ہوئے دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر اندر جاتے ڈاکٹر احسان کے ذہن پر ایک تصور ابھر آیا کہ انہیں رہا کرانے کے لئے یہاں تک آنے والے سائنائیڈ گیس سے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں۔ کراہ رہے ہیں تو ان کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور یہ چیخ سنتے ہی کرنل گیری اور گورنی دونوں بے اختیار پیچھے کی طرف مڑے۔

''رک جاؤ۔ مت مارو۔ رک جاؤ'' ڈاکٹر احسان نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ان کی طرف دوڑ پڑے۔

''گورنی۔ اسے سنبھالو۔ یہ پاگل ہو گیا ہے''...... کرنل گیری نے چیختے ہوئے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھا لیکن ڈاکٹر احسان کے ذہن میں تو وہ سرخ رنگ کی چوڑی نال والا پسٹل گھوم رہا تھا جو کرنل گیری کے ہاتھ میں تھا۔ ڈاکٹر احسان یکلخت مڑے اور پھر جیسے ہی گورنی ان کے جسم کے قریب سے آگے کی طرف گیا تو وہ ایک بار پھر مڑے اور انہوں نے کرنل گیری کے اس ہاتھ پر جھپٹا مارا جس ہاتھ میں اس نے گیس پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ اس کے اس اچانک جھپٹنے سے گیس پسٹل کرنل گیری کے ہاتھ سے نکل کر بند دروازے سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر پڑا۔

''تم۔ تمہاری یہ جرأت''...... کرنل گیری نے چیختے ہوئے کہا اور

پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر احسان سنبھلتے اس کا بازو حرکت میں آیا اور ڈاکٹر احسان چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے ہی تھے کہ اسی لمحے گورنی کی لات گھومی اور پسلیوں پر زور دار ضرب کھا کر ڈاکٹر احسان کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی انہیں محسوس ہوا کہ سانس پتھر کی طرح ان کے گلے میں پھنس گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن پر تاریکی کی چادر پھیلتی چلی گئی اور سب کچھ اس تاریکی میں غائب ہوتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بلیک روم میں موجود تھا اور کرنل کیری اور ڈاکٹر احسان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا اور جب اسے فون کیے کافی دیر ہو گئی اور یہ دونوں نہ آئے تو اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

”میرا خیال ہے کہ میں جا کر چیک کروں کہ یہ لوگ کیوں نہیں آئے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نارمل رہیں۔ آپ بہرحال اس کے اسسٹنٹ ہیں۔ باس نہیں ہیں“...... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ایک تو یہاں کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف بنایا گیا ہے ورنہ کم از کم قدموں کی آواز تو سن لیتے“...... چند لمحوں بعد عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو اس بار صفدر جو اس کے پاس کھڑا تھا، بے اختیار ہنس

پڑا۔

"انہی ساؤنڈ پروف کمروں کی وجہ سے تو ہمیں ابھی تک چیک نہیں کیا جا سکا ورنہ کنٹرول روم کی تباہی کے بعد ہم یہاں اس طرح اطمینان سے نہ کھڑے ہوتے"...... صفدر نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے جب دروازے پر کسی چیز کے ٹکرانے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ وہ دونوں چونکہ بند دروازے کے قریب کھڑے تھے اس لئے یہ ہلکی سی آواز ان کے کانوں تک پہنچ گئی۔ عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں انسانی چیخ کی آواز پڑی تو اس نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا اور پھر ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے سامنے ہونے والے منظر کو سمجھ لیا۔ ایک آدمی نیچے گرا ہوا تھا اور دو آدمی اسے بری طرح مار رہے تھے اور دروازے کی دہلیز کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا چوڑی نال والا پسٹل پڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی دونوں آدمی تیزی سے دروازے کی طرف مڑے اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے مشین پسٹل کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا تو عمران اس کی آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہ کرنل گیری ہے۔

عمران نے یکلخت غوطہ مارا اور مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس کے پہلو سے نکلتی چلی گئیں اور صفدر کی چیخ عمران کو اپنے عقب میں

سنائی دی تو عمران کا جسم یکلخت مچھلی کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے کرنل گیری چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل جا گرا۔ صفدر کی چیخ سن کر کرنل گیری کی انگلی ٹریگر پر رکی تھی۔ اس طرح فائرنگ میں معمولی سا وقفہ آ گیا تھا اور عمران نے اس وقفے سے فائدہ اٹھایا اور وہ کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا سامنے موجود کرنل گیری سے جا ٹکرایا تھا۔ نیچے گرتے ہی عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اپنے اوپر حملہ آور دوسرے آدمی کے سینے پر دونوں ٹانگوں کی بھرپور ضرب لگائی اور وہ چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ کرنل گیری بھی اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اچھل کر عمران پر حملہ کرتا وہ یکلخت چیختا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا جبکہ دوسرے آدمی نے اٹھ کر عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی تنویر کی لات کی زد میں آ کر چیختا ہوا اچھل کر چند فٹ دور جا گرا۔ اسی لمحے تنویر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"فائرنگ نہ کرنا"...... عمران نے چیخ کر کہا تو تنویر نے جھلائے ہوئے انداز میں مشین پسٹل واپس جیب میں ڈال لیا۔ دوسرا آدمی تنویر کی لات کھا کر عمران کے قریب جا گرا تھا جبکہ عمران اس وقت اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے تنویر کو فائرنگ سے منع کرتے ہوئے خود ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس دوسرے آدمی کو جھک

کر گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا پوری قوت
سے دروازے کی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس بار وہ آدمی نیچے گرا
اور گٹھڑی بنا پڑا تھا۔

"صفدر کو چیک کرو"...... عمران نے تیزی سے اس آدمی کی
طرف بڑھتے ہوئے کہا جسے کرنل گیری اور اس کا ساتھی مل کر مار
رہے تھے۔ وہ جلیبی کے انداز میں فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔ عمران
نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ
ڈاکٹر احسان تھا۔ وہی ڈاکٹر احسان جس کی رہائی کے لئے وہ یہاں
آئے تھے۔ عمران انہیں اچھی طرح پہچانتا تھا کیونکہ اس نے ان کی
پرسنل فائل دیکھ رکھی تھی جس میں ان کی تصویر بھی موجود تھی۔ عمران
نے تیزی سے جھک کر ان کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اس کے چہرے
پر شدید بے چینی نمایاں تھی لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر
قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ڈاکٹر احسان نہ صرف
زندہ تھے بلکہ زیادہ شدید زخمی بھی نہ تھے۔

"یہ کون ہے"...... تنویر نے قریب آ کر پوچھا۔

"ڈاکٹر احسان"...... عمران نے جھک کر ڈاکٹر احسان کو اٹھا کر
کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں بلیک روم میں لے
آیا۔ یہاں کیپٹن شکیل فرش پر لیٹے ہوئے صفدر کے سینے پر بائیں
طرف ڈریسنگ کرنے میں مصروف تھا۔

"کیا ہوا ہے صفدر کو"...... عمران نے ڈاکٹر احسان کو فرش پر

لٹاتے ہوئے کہا۔

"گولی لگی ہے لیکن وہ گوشت کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہے لیکن
باوجود کوشش کے خون نہیں رک رہا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہمیں میڈیکل باکس تلاش کرنا ہوگا"...... عمران
نے کہا۔ اسی لمحے تنویر، کرنل گیری کو اٹھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"میں تلاش کر کے لاتی ہوں میڈیکل باکس"...... جولیا نے
کہا۔

"تم دونوں تنویر کو ساتھ لے کر جاؤ اور سب سے پہلے سیکورٹی
زون میں جاؤ اور وہاں جو بھی زندہ آدمی بچا ہوا سے ہلاک کر دو۔
پھر میڈیکل باکس تلاش کر کے لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جولیا
اور صالحہ دونوں جو مردانہ روپ میں تھیں، تیزی سے دوڑتی ہوئی
کمرے سے باہر نکل گئیں۔ تنویر بھی کرنل گیری کو وہیں فرش پر ڈال
کر ان کے پیچھے باہر چلا گیا۔ عمران نے باہر جا کر کرنل گیری کے
ساتھی کو اٹھایا اور پھر اسے اندر لا کر اس نے دروازہ بند کر دیا لیکن
اسے لاک نہ کیا۔ کرنل گیری کے ساتھی کو فرش پر ڈال کر وہ ایک
طرف پڑی ہوئی بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس الماری
کے ایک خانے میں پانی کی بوتلیں اور دوسرے خانوں میں ٹارچنگ
کے انتہائی جدید ترین آلات پڑے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے پانی
کی دو بوتلیں اٹھائیں اور یہ دونوں بوتلیں صفدر کے قریب رکھ کر اس
نے ایک بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر اس

نے صفدر کا زخم پانی سے دھونا شروع کر دیا اور پھر اس وقت ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے جب صفدر کا تیزی سے بہتا ہوا خون مزید بہنے سے رک گیا تھا۔ عمران نے اپنی قمیض کا پینٹ سے باہر نکلا ہوا حصہ پھاڑا اور پھر اس کو تہہ کر کے اس نے صفدر کے زخم پر رکھ کر وہ پٹی باندھ دی جو کیپٹن شکیل نے اپنی قمیض پھاڑ کر پہلے ہی بنا لی تھی اور پھر عمران پانی کی دوسری بوتل اٹھائے ڈاکٹر احسان کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا یہی ڈاکٹر احسان ہیں عمران صاحب"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں اگر چند لمحے مزید دروازہ نہ کھولتا تو یہ لوگ شاید ڈاکٹر احسان کو ختم کر دیتے۔ عمران پانی کی بوتل ڈاکٹر احسان کے قریب رکھ کر خود بھی ان کے قریب اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے پانی کی بوتل کھولی اور ایک ہاتھ سے ڈاکٹر احسان کے جبڑے بھینچ کر اس نے پانی کی بوتل کا دہانہ ڈاکٹر احسان کے لبوں سے لگا دیا۔ جب دو تین پانی کے گھونٹ ڈاکٹر احسان کے حلق سے نیچے اتر گئے تو عمران نے بوتل سائیڈ پر رکھ کر ڈاکٹر احسان کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر ایک بار پھر ڈاکٹر احسان کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں تک چیکنگ کے بعد اس ۔ نہ اطمینان کا بھرپور سانس لیا کیونکہ اب ڈاکٹر احسان کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی تھی۔ البتہ انہیں ہوش

یڈیکل ٹریٹمنٹ کے بعد ہی آ سکتا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ صفدر اور ڈاکٹر حسان دونوں کی حالت اب اطمینان بخش ہے۔ تم اب یہاں سے ی کا بنڈل تلاش کر کے لاؤ تاکہ کرنل گیری اور اس کے ساتھی کو یوں سے باندھ دیا جائے۔ یہ بھی جلدی ہوش میں آ سکتے ہیں"..... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ دوبارہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا کہ دروازے کے باہر جاتے ہوئے دروازے کی دہلیز کے پاس پڑا ہوا سرخ رنگ کا ایک پسٹل اس نے دیکھا تھا لیکن اس وقت اس کی طرف توجہ کرنے کا وقت ہی نہ تھا اس لئے وہ عمران کے ذہن سے اتر گیا تھا اور اب اسے اچانک اس کا خیال آیا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا تو پسٹل ویسے ہی دروازے کی دہلیز کے قریب پڑا تھا۔ تنویر، جولیا اور صالحہ نے بھی شاید اسے نہ دیکھا تھا۔ عمران نے جھک کر پسٹل اٹھایا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو سائنائیڈ گیس پسٹل ہے۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص چکر چلا ہے جس کی وجہ سے کرنل گیری یہ پسٹل اٹھائے بلیک روم آ رہا تھا۔ ویری بیڈ"..... عمران نے کہا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ وہیں رک گیا۔ چند لمحوں بعد جولیا، صالحہ اور تنویر واپس آ رہے تھے۔

"سیکورٹی زون میں دو آدمی بچے تھے۔ ان میں سے ایک سویا ہوا تھا جبکہ دوسرا نشے میں دھت پڑا ہوا تھا۔ دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ کیا ہے تمہارے ہاتھوں میں"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"یہ سائنائیڈ گیس پسٹل ہے۔ یہ کرنل گیری لے کر آ رہا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر اسے کیسے ہم پر شک پڑا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب وہ ہوش میں آئے گا تو پتہ چلے گا"...... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈاکٹر میورک اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر میورک بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر میورک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر فریڈرک بول رہا ہوں۔ سیکنڈ لیبارٹری سے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو ڈاکٹر میورک بے اختیار چونک پڑے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اسی سٹی میں دو لیبارٹریاں ہیں جن میں سے ایک لیبارٹری جس کے وہ خود انچارج تھے اسے فرسٹ لیبارٹری کہا جاتا تھا اور دوسری لیبارٹری جس کے انچارج ڈاکٹر فریڈرک تھے اسے سیکنڈ لیبارٹری کہا جاتا تھا لیکن چونکہ دونوں

لیبارٹریوں کا ورکنگ فیلڈ ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھا اس لئے دونوں کے درمیان رابطہ شاذونادر ہی ہوتا تھا۔ فرسٹ لیبارٹری میں میزائل پر کام ہوتا تھا جبکہ سیکنڈ لیبارٹری سائنس کے دیگر موضوعات اور فیلڈ میں کام کرتی تھی۔ البتہ دونوں لیبارٹریوں کا سیکورٹی زون مشترکہ تھا۔

"یس۔ ڈاکٹر فریڈرک۔ کیسے یاد کیا ہے"...... ڈاکٹر میورک نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر میورک۔ کیا سیکورٹی زون میں کوئی خاص حالات درپیش ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر میورک چونک پڑے۔

"خاص حالات۔ ہاں۔ ای سٹی پر حملہ کرنے اور فرسٹ لیبارٹری سے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان کو واپس لے جانے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ پرائک میں کام کر رہے تھے مگر سیکورٹی چیف کرنل گیری نے اپنے آدمی بھیج کر انہیں پرائک میں گھیر لیا اور پھر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کی لاشیں ای سٹی کے سیکورٹی زون میں لائی گئیں۔ ڈاکٹر احسان چونکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں کے چہرے دیکھنا چاہتے تھے اس لئے میں نے انہیں وہاں بھجوا دیا۔ اگر آپ خاص حالات کہہ سکتے ہیں تو یہ حالات ہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر میورک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو حالات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی وہاں فون ہی اٹنڈ نہ کرے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ کنٹرول روم کا انچارج رابرٹ میرا رشتہ دار ہے۔ میں نے ایک ذاتی کام کے لئے فون کیا تو وہاں کوئی فون ہی اٹنڈ نہیں کر رہا۔ میں بڑا پریشان ہوا کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ اگر رابرٹ وہاں نہ ہوتا تو وہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔ وہ فون اٹنڈ کر سکتے تھے۔ پھر میں نے کرنل گیری کو فون کیا لیکن وہاں بھی فون اٹنڈ نہیں کیا گیا اس لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر فریڈرک نے کہا۔

"ایسا تو واقعی نہیں ہونا چاہئے۔ میں خود کوشش کرتا ہوں اور اگر فون اٹنڈ ہوا تو میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ آپ سے رابطہ کریں اور اگر نہ ہوا تو میں ایک آدمی بھیج کر معلومات حاصل کرتا ہوں اور پھر میں خود آپ کو فون کروں گا"...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو ڈاکٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر میورک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے کرنل گیری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن کافی دیر تک گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو انہوں نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر کنٹرول روم کے نمبر پریس کر دیئے لیکن یہاں بھی گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو ڈاکٹر میورک کے چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔ انہوں نے رسیور

رکھ دیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ کہیں بھی فون اٹنڈ نہیں کیا جا رہا''...... ڈاکٹر میورک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر۔ ہیگرڈ بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف ایک مردانہ اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میرے آفس میں آ جاؤ''...... ڈاکٹر میورک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ہیگرڈ اندر داخل ہوا۔ یہ وہی ہیگرڈ تھا جو ڈاکٹر احسان کو کرنل کیری کے آفس میں چھوڑ آیا تھا۔

''ہیگرڈ۔ تم نے ڈاکٹر احسان کو کہاں چھوڑا تھا''...... ڈاکٹر میورک نے پوچھا۔

''کرنل کیری کے آفس میں سر''...... ہیگرڈ نے جواب دیا۔

''لیکن اب نہ کنٹرول روم میں کوئی فون اٹنڈ کر رہا ہے اور نہ ہی کرنل کیری فون اٹنڈ کر رہا ہے۔ تم وہاں جاؤ اور کرنل کیری کو تلاش کر کے انہیں کہو کہ وہ مجھ سے فون پر بات کریں''...... ڈاکٹر میورک نے کہا اور ساتھ ہی میز کی دراز کھول کر لیبارٹری اوپن کرنے والا آلہ نکال کر انہوں نے ہیگرڈ کی طرف بڑھا دیا۔

''یس سر''...... ہیگرڈ نے آلہ لیتے ہوئے کہا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ بند ہونے پر ڈاکٹر میورک

نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھک گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر میورک نے فائل سے سر اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈاکٹر میورک بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر میورک نے کہا۔

''سر۔ سر۔ ہیگرڈ بول رہا ہوں سر۔ کرنل کیری غائب ہیں سر۔ ان کا آفس خالی پڑا ہے سر اور میں کنٹرول روم میں بھی گیا ہوں سر۔ وہاں قتل عام ہوا پڑا ہے۔ تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے سر۔ رابرٹ اور اس کے چاروں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے سر''۔ ہیگرڈ نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا تو ڈاکٹر میورک بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو۔ کیا بکواس کر رہے ہو نانسنس۔ یہ سب کیسے ممکن ہے''...... ڈاکٹر میورک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ میں اس وقت کنٹرول روم سے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں''...... ہیگرڈ نے جواب دیا۔

''ویری بیڈ۔ لیکن کرنل کیری اور ان کے آدمی کہاں ہیں۔ یہ سب کس نے کیا ہے۔ کیا لاشوں نے یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر میورک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہ کرنل گیری نظر آ رہے ہیں اور ہی ان کا کوئی اور آدمی"۔ ہیگرڈ نے کہا۔

"تم نے وہ جگہ دیکھی ہے جہاں لاشیں لائی گئی تھیں اور ڈاکٹر احسان انہیں دیکھنے گئے تھے"...... ڈاکٹر میورک نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے بلیک روم سر۔ وہ تو بالکل سائیڈ پر ہے۔ میں اس کے سامنے سے ہی گزر کر یہاں پہنچا ہوں سر۔ لیکن وہ تو بند ہے سر"...... ہیگرڈ نے جواب دیا۔

"بند ہے۔ کیا مطلب۔ لاکڈ ہے اندر سے یا باہر سے"۔ ڈاکٹر میورک نے چونک کر کہا۔

"یہ تو میں نے چیک نہیں کیا جناب"...... ہیگرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یو نانسنس۔ وہ سب وہاں موجود ہوں گے۔ جاؤ اور چیک کر کے پھر مجھے رپورٹ دو"...... ڈاکٹر میورک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

"اوہ۔ لیکن رابرٹ اور اس کے ساتھیوں کو کس نے ہلاک کیا ہو گا۔ کیا کرنل گیری اور اس کے اسسٹنٹ کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہے۔ اب لاشیں تو کسی کو ہلاک نہیں کر سکتیں۔ ضرور یہی بات ہو گی۔ بہرحال اب اصل صورت حال سامنے آ جائے گی"...... ڈاکٹر میورک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر انہوں نے فائل پر

نظریں جمانے کی کوشش کی مگر ذہنی پریشانی اور الجھاؤ کی وجہ سے انہیں فائل پر لکھے ہوئے حروف بھی صحیح طور پر نظر نہ آ رہے تھے۔ انہوں نے فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں ڈال دیا اور اٹھ کر عقبی ریک میں سے شراب کی بوتل اور گلاس اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر بوتل کھول کر گلاس میں شراب انڈیلنے میں مصروف ہو گئے۔

"اب صفدر کی کیا حالت ہے" جولیا نے بلیک روم میں داخل ہوتے ہی فرش پر لیٹے ہوئے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم لوگ میڈیکل باکس نہیں لائے۔ مجھے بھی پوچھنے کا خیال نہیں رہا۔ صفدر ویسے تو بہتر ہے لیکن پھر بھی اس کی بینڈیج کرنا ہو گی۔ طاقت کے انجکشن بھی لگانے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں۔ آپ یہیں رہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے تنویر کی مدد سے کرنل گیری کو ایک کرسی پر بٹھا کر اسے رسی سے جکڑ دیا۔ یہی کارروائی اس کے ساتھی کے ساتھ کر دی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل ایک میڈیکل باکس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ کرنل گیری کے آفس میں موجود تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوکے۔ لاؤ اسے تاکہ پہلے صفدر کو میڈیکل ایڈ دے دی جائے"...... عمران نے کہا اور پھر عمران اور کیپٹن شکیل نے مل کر ایک بار پھر صفدر کا زخم صاف کیا اور پھر باقاعدہ بینڈیج کرنے کے بعد اسے طاقت کے دو انجکشنز بھی لگا دیئے تاکہ خون زیادہ بہہ جانے کی کمزوری دور ہو سکے اور وہ ہوش میں آ جائے۔ اس کے بعد عمران نے ڈاکٹر احسان کے بازو میں بھی طاقت کے دو انجکشنز لگائے۔ اس نے دانستہ انہیں انجکشنز لگائے بغیر ہوش میں لانے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ڈاکٹر احسان کمزور جسم کے آدمی ہیں اس لئے بغیر طاقت کے انجکشن کے اگر انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو ان کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ البتہ انجکشن لگانے کے بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے ان کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب ان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے اسے صفدر کی کراہ سنائی دی تو وہ صفدر کی طرف آ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ"...... صفدر نے اچانک اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"لیٹے رہو صفدر۔ کیپٹن شکیل تمہاری مدد کرے گا"...... عمران

نے کہا اور کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا تو اس نے صفدر کو سہارا دیا اور صفدر جو ذہنی طور پر تمام سچویشن کو چند ہی لمحوں میں سمجھ گیا تھا۔ آہستہ آہستہ اٹھنے لگ گیا۔

''اسے کرسی پر بٹھا دو''...... عمران نے کہا اور پھر ڈاکٹر احسان کی طرف مڑ گیا جو اب کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عمران نے انہیں سہارا دے کر روک دیا۔

''آپ دوستوں میں ہیں ڈاکٹر احسان۔ آئیں ادھر کرسی پر بیٹھ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''تم۔ تم۔ کیا تم واقعی پاکیشیائی بھی ہو اور زندہ بھی ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''... کرسی کی طرف چلتے ہوئے ڈاکٹر احسان مسلسل بولتے چلے جا رہے تھے۔

''ادھر دیکھیں۔ یہ کرنل گیری ہے۔ اسے تو آپ پہچانتے ہیں''...... عمران نے کرسی پر بندھے ہوئے کرنل گیری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں واقعی۔ وہ۔ وہ سائنائیڈ پسٹل کہاں ہے جس سے یہ سب کو ہلاک کرنا چاہتا تھا''... ڈاکٹر احسان نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے سرخ رنگ کا ایک چوڑی نال والا پسٹل نکال لیا۔

''اس کی بات کر رہے ہیں آپ''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ تو تم لوگ بچ گئے۔ مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ

یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں آئی ہیں۔ یہ سب کیا ہے''۔ ڈاکٹر احسان نے کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر چیپس کی تبدیلی اور کیپٹن براؤن کی آواز اور لہجے کی نقل کے بارے میں بتایا تاکہ ڈاکٹر احسان ذہنی اور اعصابی طور پر پوری طرح سنبھل جائیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم لوگوں نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ مجھے پاکیشیا پر فخر ہے''...... ڈاکٹر احسان نے کہا۔

''آپ ان سے کیوں لڑ پڑے تھے۔ کیا آپ کو ہمارے بارے میں پہلے سے معلوم ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو کیا اس کرنل گیری کو بھی معلوم نہ تھا کہ اس کے ساتھی گورنی نے آ کر بتایا کہ کنٹرول روم میں سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو انہوں نے مجھے واپس اپنے آفس میں بند کر دیا اور کرنل گیری نے گورنی سے کہا کہ وہ جا کر میگزین روم سے سائنائیڈ سوک لے آئے تاکہ تم سب کو فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ وہ آپ سب کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے تمہیں بچانے کی کوشش کا فیصلہ کر لیا''...... ڈاکٹر احسان نے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا اور پھر انہوں نے آفس کی کھڑکی سے نکلنے سے لے کر اپنے بے ہوش ہو جانے کی پوری تفصیل بتا دی۔

''عمران صاحب۔ اب آپ وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے پاس ہیں۔ اس کرنل گیری کو گولی مار دیں اور نکل چلیں''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹریوں کو تباہ نہ کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ سزا ایکریمیز کو ضرور ملنی چاہئے"...... صالحہ اور جولیا دونوں نے کہا۔

"یہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں کچھ سوچنا ہوگا ورنہ ڈنگٹن جیپ میں پہنچتے پہنچتے ہمیں ایک ہزار بار دوبارہ پکڑا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کرنل گیری کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد کرنل گیری کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ گیا۔

"کیپٹن شکیل۔ تمہارے پاس خنجر ہے وہ مجھے دو۔ یہ بغیر نتھنے کٹوائے کچھ نہیں بتائے گا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اپنی جیب سے ایک باریک لیکن تیز دھار خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیپٹن شکیل تم اور تنویر دونوں باہر جاؤ۔ کنٹرول روم کے رابرٹ کی ہلاکت کا علم جس طرح کرنل گیری کو ہوا تھا اس طرح کسی دوسرے کو بھی ہو سکتا ہے اور اگر ڈاکٹر احسان صاحب ہمت نہ کرتے تو سائنائیڈ زہر سے ہمارا خاتمہ یقینی تھا۔ اس طرح کوئی اور بھی آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے عقب میں دروازہ جیسے ہی بند ہوا ویسے ہی کرنل گیری نے

کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم۔ تم کیپٹن براؤن نہیں ہو سکتے۔ کون ہو تم۔ یہ سب کیا ہے"...... کرنل گیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ تربیت یافتہ آدمی تھا اس لئے سب کچھ سمجھنے میں اس نے دیر نہ لگائی تھی۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... عمران نے تفصیل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رابرٹ سے غلطی ہوئی ہو اور اس نے تمہاری چپس مانیٹر نہ کی ہوں"...... کرنل گیری کے لہجے میں شدید حیرت ابھر آئی تھی۔

"تم لوگوں میں یہی کوتاہی ہمیشہ نمایاں رہی ہے کہ تم ایکریمیز مشینوں پر زیادہ انحصار کرتے ہو جبکہ انسانی عقل ان مشینوں کو اگر بنا سکتی ہے تو انہیں ڈاج بھی دے سکتی ہے۔ مجھے کیا کرنا پڑا۔ صرف اتنا کہ اپنے والی چپس تمہارے آدمیوں کے جسموں میں لگا دیں اور ان کے جسموں والی چپس اپنے جسموں میں۔ اس طرح رابرٹ کی مانیٹرنگ میں لاشیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی بن گئیں اور ہم سیکورٹی کے افراد بن گئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل گیری کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اپنے کانوں

پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''سنو کرنل گیری۔ مجھے تمہارے اسسٹنٹ کیپٹن براؤن نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس ایک خصوصی ہیلی کاپٹر موجود ہے جسے تم ایک خفیہ ہینگر میں رکھتے ہو اور اس ہینگر پر کمپیوٹرائزڈ لاک موجود ہے جسے مخصوص نمبروں سے کھولا جا سکتا ہے لیکن یہ نمبر تم نے صرف اپنے تک ہی رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے وہ نمبر بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''براؤن نے غلط بیانی کی ہے۔ میرے پاس کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے''...... کرنل گیری نے کہا۔

''سوچ لو۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا سکتا ہوں ورنہ تمہاری لاش ہی یہاں پڑی ہوئی آنے والوں کو ملے گی''...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں''...... کرنل گیری نے جواب دیا تو عمران آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دایاں ہاتھ گھوما اور کمرہ کرنل گیری کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہاتھ میں موجود تیز دھار خنجر نے اس کا آدھے سے زیادہ نتھنا کاٹ دیا تھا اور ابھی چیخ کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کمرہ ایک بار پھر کرنل گیری کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ چکا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر کا دستہ اس نے کرنل گیری کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور کرنل گیری کا تکلیف سے کھلا ہوا منہ مزید کھل گیا۔ آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور چہرہ اس قدر مسخ ہو گیا جیسے کسی نے چہرے کے تمام عضلات کو الٹ پلٹ کر دیا ہو۔

''بولو۔ کہاں ہے ہیلی کاپٹر''...... عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ہینگر میں ہے۔ ہینگر میں''...... کرنل گیری کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جیسے سکے کسی ٹکسال میں سے کھڑکھڑ کر باہر آ رہے ہوں۔

''کہاں ہے ہینگر۔ پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا تو کرنل گیری نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ اس کا شعور چونکہ ختم ہو چکا تھا اس لئے لاشعوری طور پر ہی وہ ہر سوال کا جواب اس طرح دے رہا تھا جیسے ماتحت اپنے افسر کو رپورٹ دیتا ہے۔ عمران اپنے پیچھے موجود جولیا اور صالحہ کی طرف مڑا مگر دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے ڈاکٹر احسان کو آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے جیسے انہیں کرنل گیری پر ہونے والے تشدد سے ذہنی تکلیف پہنچ رہی ہو۔

''صالحہ۔ ڈاکٹر صاحب کو باہر کھلی فضا میں لے جاؤ۔ یہاں ان

کی طبیعت خراب ہو رہی ہے''...... عمران نے صالحہ سے کہا۔

''اوکے۔ آیئے ڈاکٹر صاحب''...... صالحہ نے ڈاکٹر احسان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر احسان اس طرح جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے عمران نے ان کے دل کی بات کر دی ہو۔ صالحہ انہیں ساتھ لے کر کمرے سے باہر چلی گئی تو عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی کرنل گیری اور اب تک بے ہوش پڑے ہوئے گورنی دونوں کے جسم چند لمحوں کے لئے تڑپے اور پھر ڈھیلے پڑ کر لٹک گئے۔

''آؤ۔ اب چلیں۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن وہ لیبارٹریاں۔ ان کا کیا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''انہیں چھوڑو۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور صفدر ہونٹ بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تینوں بلیک روم سے باہر آ گئے۔ وہاں نہ صرف ڈاکٹر احسان اور صالحہ موجود تھیں بلکہ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی موجود تھے۔ تنویر کی پشت پر وہ تھیلا لدا ہوا تھا جس میں اسلحہ تھا۔

''ارے۔ یہ بیگ تم کب باہر سے لائے۔ اس میں سائنائیڈ سموک پسٹل بھی رکھ دو۔ کام آئے گا۔ خاصا قیمتی پسٹل ہے''۔ عمران نے جیب سے سرخ رنگ کا چوڑی نال والا پسٹل نکال کر

تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ویسے ہی اٹھا کر باہر لے گیا تھا کہ شاید اسلحے کی ضرورت پڑ جائے اور واقعی پڑ گئی تھی''...... تنویر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو کیپٹن شکیل بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب خصوصی ہیلی کاپٹر پر سوار فضا میں موجود تھے لیکن ہیلی کاپٹر تنویر اڑا رہا تھا جبکہ جولیا اور صالحہ ساتھ والی سیٹ پر سمٹی بیٹھی تھیں۔ عمران، ڈاکٹر احسان، صفدر اور کیپٹن شکیل عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر اس سٹی کی حدود سے چند ہی لمحوں میں باہر پہنچا تو تنویر نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر دیا۔

''کیا ہوا تمہیں۔ کیوں ہیلی کاپٹر روک لیا ہے''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے چونک کر کہا۔

''مس جولیا۔ آپ ان لیبارٹریوں کو تباہ کئے بغیر واپس جا رہی ہیں۔ کیوں''...... تنویر نے سائیڈ پر بیٹھی ہوئی جولیا سے کہا۔

''میں نے تو کہا تھا لیکن عمران نے بات ہی نہیں سنی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ لیں ڈی چارجر''...... تنویر نے جیب سے ایک ڈی چارجر نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم لیبارٹری میں گئے تھے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ میں اور تنویر باہر گئے تو ہم نے ایک

آدمی کو بلیک روم کے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ ہم نے اسے چھاپ لیا تو پتہ چلا کہ اس کا نام ہیگرڈ ہے اور وہ لیبارٹری سے آیا ہے۔ اس نے کنٹرول روم میں جا کر بھی چیک کیا تھا اور وہیں سے اس نے ڈاکٹر میورک کو سب کی ہلاکت کے بارے میں بتا دیا تھا اور اب وہ ان کے کہنے پر بلیک روم میں چیکنگ کے لئے آ رہا تھا جس کے پاس لیبارٹری کھولنے والا مخصوص آلہ تھا۔ ہم اسے ساتھ لے کر گئے۔ اس سے لیبارٹری کھلوائی اور پھر اسے وہیں آف کر کے ہم لیبارٹری میں چلے گئے۔ ہم نے وہاں ڈاکٹر میورک کو پکڑا اور پھر اس کے ذریعے ہم ایک ٹنل کے راستے دوسری لیبارٹری میں چلے گئے۔ ہمارے بیگ میں سپر میگا بم موجود تھے۔ ہم نے انہیں دونوں لیبارٹریوں میں رکھا اور پھر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ لنک کر کے واپس آ گئے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اب آپ ان دونوں کو آف کر دیں تاکہ ایکریمیا کو احساس تو ہو کہ پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''لیکن میں بحیثیت لیڈر تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا''۔ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اپنی لیڈری کا رعب ہم پر مت ڈالو۔ ڈاکٹر احسان کی برآمدگی کا مشن مکمل ہو چکا ہے اور مشن مکمل ہوتے ہی اب تم لیڈر نہیں

رہے۔ کیوں صفدر''...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جب جولیا، صالحہ اور کیپٹن شکیل نے بھی تنویر کی تائید کر دی تو عمران نے بے اختیار رونے والا منہ بنا لیا اور اس کے اس انداز پر سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا نے ڈی چارجر کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد ہی سٹی خوفناک دھماکوں کی زد میں آ چکا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور ناقابل فراموش ایڈونچر

مکمل ناول

گرین گارڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

گرین گارڈ * یہودیوں کی بین الاقوامی لیکن خفیہ تنظیم جس کی کارروائیوں سے اسرائیل کے صدر بھی بے حد مطمئن تھے۔

گرین گارڈ * جس کے تحت ڈوم نامی تنظیم بنائی گئی تھی جس کے دو سیکشن پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف خوفناک اور تباہ کن کارروائیوں میں مصروف رہتے تھے۔

ڈاکٹر کمال * ایک پاکیشیائی سائنس دان۔ جو ایکریمیا سے اس لئے واپس بھجوا دیا گیا تھا کہ اس کا ذہنی توازن درست نہ رہا تھا اور وہ قابل علاج نہ تھا لیکن گرین گارڈ کے پاس اس کا علاج تھا۔ پھر ——؟

وہ لمحہ * جب گرین گارڈ نے عمران پر پاکیشیا میں ہی قاتلانہ حملہ کر دیا اور عمران کئی ماہ کے لئے معذور ہو کر رہ گیا۔ پھر ——؟

* ڈاکٹر کمال کا فارمولا جسے گرین گارڈ صرف یہودیوں کے لئے ریزرو کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایسا فارمولا تھا جس پر انسانی آبادی کے مستقبل کا انحصار تھا۔

وہ لمحہ * جب جولیا کی سربراہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ڈاکٹر کمال اور فارمولا حاصل کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ لیکن ——؟

* عمران نے ٹائیگر کو مشن پر بھیجا کہ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے تحت کام کرے لیکن کیا ٹائیگر کے لئے ایسا ممکن تھا ——؟

وہ لمحہ * جب ٹائیگر تمام رکاوٹوں کو توڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اکیلا؟

وہ لمحہ * جب جولیا کی سربراہی میں ٹیم نے بھرپور جدوجہد کی مگر کیا عمران کے بغیر وہ آگے بڑھ سکتے تھے۔ یا ——؟

* ڈوم تنظیم کے دو سیکشن باری باری مقابل آئے۔ انتہائی تجربہ کار اور تیز طرار لوگ۔ لیکن انجام کیا ہوا اور کیسے ہوا ——؟

وہ لمحہ * جب ٹائیگر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس پر برتری ثابت کر دی۔ کیوں اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ، جسمانی فائٹس، تیز رفتار ایکشن اور منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور ایک یادگار اور ناقابل فراموش ایڈونچر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573